عمران سیریز
کارمن مشن
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''کارمن مشن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں مشن یورپی ملک کارمن کا تھا کیونکہ کارمن کا سائنسی فارمولا چوری کیا گیا تھا لیکن اس فارمولے کی واپسی کے لئے جان لیوا جدوجہد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کی۔ کارمن مشن پر کارمن سیکرٹ سروس کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنی زندگیاں داؤ پر لگا دیں۔ اس ناول میں عمران کے ساتھ فور سٹارز بطور سیکرٹ سروس ساتھی شامل تھے اور پھر ایک لمحہ ایسا آیا جب عمران اور دوسرے ساتھی مکمل بے حسی کے عالم میں بے بس ہو گئے تھے لیکن چوہان نے عمران اور دوسرے ساتھیوں کو بچانے کے لئے کرانس کے چھ سپر ایجنٹس سے انتہائی خوفناک اور جان لیوا فائٹ کی جس کا انجام بہرحال موت تھا اور اس ناول میں وہ لمحہ بھی آیا جب عمران نے چوہان اور نعمانی کا باقاعدہ شاگرد بننے کا اعلان کر دیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول بھی آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے بذریعہ خطوط یا ای میلز ضرور مطلع کیجئے البتہ حسب روایت ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جوابات بھی ضرور ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ کسی طرح بھی کم نہیں

ہیں۔

گاؤں لاوہ تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال سے ریاض احمد لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول گزشتہ 9 سالوں سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول انتہائی منفرد، معیاری اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ البتہ گزارش ہے کہ بلیک زیرو میں دانش کا اتنا فقدان کیوں ہے کہ وہ عمران کی باتوں کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتا۔ کم از کم عمران کے ساتھ بات چیت میں تو اسے تیز ہونا چاہئے۔ اسی طرح آپ بعض اوقات جولیا کے ساتھ بھی زیادتی کر جاتے ہیں۔ آپ ایسا نہ کیا کریں۔ مجموعی طور پر اس دور میں بے حیائی سے پاک ناول اور وہ بھی کامیاب ناول لکھنا آپ کا ہی کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے کیونکہ یہ سب سے بڑی دولت ہے۔

محترم ریاض احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے طاہر کی بات کی ہے کہ وہ دانش منزل میں رہنے کے باوجود عمران کا دانش میں مقابلہ نہیں کرسکتا تو اصل بات یہ ہے کہ دانش صرف کتابیں پڑھنے یا دانش منزل نامی عمارت میں رہنے یا کسی یونیورسٹی کی ڈگری سے نہیں ملتی۔ دانش عام سمجھ بوجھ، فہم و ادراک سے بالاتر چیز ہے اور یہ ذہنی تجربات، مسلسل تجزیہ کاری اور خصوصاً فطرت کے ساتھ جڑنے سے ملا کرتی ہے۔ اس لئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یونیورسٹی کے ایک عام عالم فاضل سے ریوڑ چلانے والا بزرگ چرواہا زیادہ دانش مند ہوتا ہے کیونکہ

یونیورسٹی کا عالم فاضل کتابیں پڑھ کر دانش حاصل کرتا ہے جبکہ چرواہا زندگی کو برت کر اور فطرت کے ساتھ جڑ کر دانش حاصل کرتا ہے۔ اس لئے دانش جبراً کسی میں ٹھونسی نہیں جا سکتی۔ یہ نعمت خدا داد ہے اس کے لئے دعا کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک بے حیائی سے پاک ناولوں کی بات ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خصوصی کرم ہے۔ ورنہ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے جب میں نے جاسوسی ناول لکھنے شروع کئے تھے تو اس دور کے ناولوں میں اس قدر بے حیائی موجود تھی کہ الامان۔ میں نے جب بے حیائی سے پاک ناول لکھنے شروع کئے کہ ان میں کوئی ذومعنی لفظ بھی شامل نہ ہو تو مجھے کہا گیا کہ بغیر بے حیائی کے جاسوسی ناول کوئی نہیں پڑھتا لیکن مجھے مکمل یقین اور بھروسہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اچھے کاموں میں مدد کرتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ نصف صدی سے میں ناول لکھ رہا ہوں اور انہیں نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں پڑھا جا رہا ہے اور اب اگر کوئی دوسرا مصنف اپنے ناولوں میں بے حیائی کی بات کرتا ہے تو اسے ناپسند کر دیا جاتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معروف دینی مدارس کی لائبریریوں میں بھی میری کتب نہ صرف رکھی جاتی ہیں بلکہ دینی طالب علم کو انہیں پڑھنے کا کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ناول ہر قسم کی بے حیائی سے پاک ہوتے ہیں اور ان کو پڑھنے سے قاری کی ذہنی سطح بلند ہوتی ہے اور اس کا ویژن بڑھتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

علی آباد ضلع سکردو سے محمد عثمان لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول یہاں پہنچ تو جاتے ہیں لیکن بہت انتظار کے بعد جب کہ یہاں آپ کے قارئین کی خاصی بڑی تعداد موجود ہے۔ ہم سب دوست آپ کے ناولوں کے فین ہیں۔ آپ کا ذہن اللہ تعالیٰ کی ایسی تخلیق ہے جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہو گا۔ آپ اپنے ناولوں میں ایسے ایسے سائنسی آلات کے بارے میں لکھتے ہیں جن کا بظاہر کوئی وجود نہیں ہوتا لیکن کچھ عرصے کے بعد جب ہم اخبارات میں اس کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ہمیں بے حد حیرت ہوتی ہے کہ وہ سائنسی آلات تو ابھی سپر پاورز کی لیبارٹریوں میں تیار کئے جا رہے ہوتے ہیں اور طویل عرصے پہلے آپ اس کی تمام تفصیل اس طرح دے دیتے ہیں جیسے اسے ایجاد آپ کے سامنے ہی کیا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی ذہنی تخلیق ہوتی ہے ۔ جس پر بعد میں سائنس دان ایجاد کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ آپ جیسا مصنف پاکستانی ہے۔ امید ہے آپ اسی طرح بڑھ چڑھ کر لکھتے رہیں گے۔

محترم محمد عثمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ کی یہ بات درست ہے کہ تخلیق کار پہلے آئیڈیا تخلیق کرتے ہیں بعد میں سائنس دان ان پر طویل عرصے تک کام کرنے کے بعد اسے سامنے لے آتے ہیں۔ دنیا میں جتنی بھی ایجادات ہوئی ہیں ان کی بنیاد کسی نہ کسی تخلیق کار کا ہی آئیڈیا ہوتی ہے۔ اس

کے علاوہ ایسے رسالے بھی باقاعدگی سے شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں لیبارٹریوں میں ہونے والے کاموں کی تفصیل شائع کی جاتی ہے۔ کوئی تخلیق کار ان کو پڑھ کر کسی آئیڈیے تک پہنچ سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے حق نواز خان لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول پڑھتے پڑھتے ہم بچپن سے جوانی کی عمر میں داخل ہو چکے ہیں بلکہ اب تیزی سے بڑھاپے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی، عمران کے بڑے جیسے سر عبدالرحمن، سر داور، سر سلطان اور عمران کی اماں بی سب ویسے کے ویسے ہی ہیں جیسے ہم نے بچپن میں انہیں پڑھنا شروع کیا تھا۔ اتنے طویل عرصے میں نہ کسی کی شادی ہوئی اور نہ کوئی بوڑھا ہو کر ریٹائرڈ ہوا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا وقت اور زمانے کے اثرات ان پر مرتب نہیں ہوتے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم حق نواز صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ آپ نے خط میں واقعی دلچسپ بات کی ہے لیکن آپ ذرا گہرائی میں جا کر سوچیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بچپن، نوجوانی، جوانی اور پھر بڑھاپا انسان کی عمر کی مختلف کیفیات ہیں۔ آپ نے اکثر افراد کو دیکھا اور سنا ہو گا کہ وہ بوڑھے دکھائی دینے کے باوجود اپنے آپ کو بوڑھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب

انسان کے سامنے لاکھوں کروڑوں افراد کی سلامتی اور ملک کی بقاء
داؤ پر لگی ہوئی ہو اور پھر وہ ہوں بھی حق پر تو اس حالت میں
بوڑھوں کی کارکردگی نوجوانوں سے بھی کہیں آگے ہوتی ہے۔ عمران
اور اس کے ساتھی صرف کھانے کے لئے زندہ نہیں ہیں اور نہ ہی وہ
اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر
رکھے ملک دشمن عناصر کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کو
حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ بوڑھے ہو کر کسی اولڈ ہوم میں پڑے
کیوں نظر نہیں آتے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ملک و قوم کی
بہتری کے لئے ان کی موجودگی ضروری ہے۔ ایک اخبار میں اس
موضوع پر ایک تصویر شائع ہوئی تھی جس میں ایک بوڑھا آدمی اپنی
کمر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے جا رہا تھا اور اس کے ساتھ چند بچے
تھے اور اس تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ میرے بچے مجھے بوڑھا
نہیں ہونے دیتے۔ یہ بات عمران اس کے ساتھیوں اور بڑوں پر
بھی صادق آتی ہے کہ ملک و قوم کے کروڑوں افراد کی سلامتی اور
مفادات انہیں بوڑھا نہیں ہونے دیتے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی
خط لکھتے رہیں گے۔ اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے گیٹ میں موڑی اور
اندر لے جا کر ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ اس
کا یہاں آنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ وہ ایک ہوٹل میں لنچ کرنے جا
رہا تھا کیونکہ سلیمان گزشتہ ایک ہفتے سے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے
ناشتہ تو اسے فلیٹ پر ہی قریبی ریستوران کی طرف سے ہوم ڈلیوری
کی صورت میں مل جاتا تھا البتہ لنچ اور ڈنر کے لئے وہ اپنے
پسندیدہ ہوٹلوں کا رخ کرتا تھا۔ اب بھی وہ لنچ کے لئے جا رہا تھا
کہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو ہیڈکوارٹر کا گیٹ دیکھ کر اس نے کار کا
رخ موڑ دیا۔ تقریباً دو ماہ سے عمران، سوپر فیاض سے نہ مل سکا تھا
کیونکہ وہ اس عرصے میں ملک سے باہر رہا تھا اور ابھی ایک ڈیڑھ
ہفتہ پہلے وہ واپس آیا تھا۔ پارکنگ میں کار روک کر اس نے
پارکنگ کارڈ لے کر جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سوپر

فیاض کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ آفس سے باہر بیٹھے ایک نوجوان چپڑاسی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ پچھلی بار جب وہ سوپر فیاض سے ملنے آیا تھا تو سوپر فیاض کا بوڑھا چپڑاسی جو ریٹائر ہونے کے قریب تھا اور جس کا نام قمر زمان تھا اور جسے سب بابا زمان کہا کرتے تھے، موجود تھا اور عمران نے اس کی خیر و عافیت بھی پوچھی تھی۔ عمران جب آفس کے قریب پہنچا تو وہ نوجوان چپڑاسی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

"بابا زمان کہاں ہے"...... عمران نے رک کر اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی میں ان کا بیٹا حامد زمان ہوں۔ وہ شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں"...... نوجوان نے قدرے گلوگیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا انہیں"...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں جناب۔ ڈاکٹر صرف اتنا بتاتے ہیں کہ بڑا آپریشن ہو گا۔ خون کی بوتلیں لگیں گی اور بہت سا خرچہ ہو گا تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ روپے۔ اب اتنے پیسے ہم کہاں سے لائیں"...... نوجوان حامد زمان نے رک رک کر کہا۔

"کیا مطلب۔ تم کیوں پیسے لگاؤ گے۔ بابا زمان گورنمنٹ ملازم

ہیں اور گورنمنٹ ملازم کا خرچہ حکومت ادا کرتی ہے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"بابا جی بیمار ہونے سے دو دن پہلے ریٹائر ہو چکے تھے اس لئے اب وہ حکومت کے ملازم نہیں رہے۔ اب حکومت ان پر خرچ نہیں کرے گی بلکہ ہمیں خود خرچہ کرنا ہو گا۔ میں نے آ کر صاحب کی منت سماجت کی لیکن صاحب نے کہا کہ سرکاری اصول ہیں اس لئے وہ کچھ نہیں کر سکتے البتہ انہوں نے مجھے یہاں رکھ لیا ہے عارضی طور پر اور کہا ہے کہ وہ کوشش کریں گے کہ مجھے یہاں نوکری دے دی جائے"...... حامد زمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سے ہسپتال میں ہیں بابا زمان"...... عمران نے پوچھا۔

"سٹی جنرل ہسپتال میں۔ جنرل وارڈ میں جناب"...... حامد زمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا صاحب بیٹھا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... حامد زمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اب سرکاری طور پر تمہارے بابا کا علاج بھی ہو گا اور تمہیں بھی یہاں نوکری ملے گی۔ یہ اب میری ذمہ داری ہے"...... عمران نے اس کے کاندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور آفس کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا تو کرسی پر بیٹھے سوپر فیاض نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔ اونٹ کی طرح منہ اٹھائے اندر آ جاتے

ہو۔ اجازت لے کر آیا کرو اور چپڑاسی کہاں مر گیا ہے۔ اس نے تمہیں روکا کیوں نہیں''...... سوپر فیاض نے غراتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے عمران اس کے لئے قطعی اجنبی ہو۔

''حیرت ہے۔ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ سب بیمار ہیں۔ کوئی جسمانی بیمار ہے تو کوئی ذہنی بیمار''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ میں اب گریڈ انیس کا نہیں بلکہ گریڈ بیس کا آفیسر ہوں۔ اب میں تم جیسے راہ جاتے تھرڈ گریڈ لوگوں سے ملنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اس لئے تم جو کوئی بھی ہو، جا سکتے ہو ورنہ''...... سوپر فیاض نے باقاعدہ گرج دار لہجے میں کہا اور ساتھ ہی میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا تو باہر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور باہر موجود نوجوان حامد زمان اندر داخل ہوا۔

''مشروب لے آؤ۔ جاؤ جلدی''...... عمران نے کہا تو وہ تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا اور سوپر فیاض کا بولنے کے لئے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ چپڑاسی میرا ہے اور آرڈر تم دے رہے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے اور تم بجائے جانے کے الٹا کرسی پر بیٹھ گئے ہو''...... سوپر فیاض نے بڑے غصیلے لہجے

میں کہا۔

''میں اس آدمی کی آمد کا انتظار کر رہا ہوں جس نے تمہاری جگہ لینی ہے''...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کس میں جرأت ہے کہ میری جگہ لے سکے''۔ سوپر فیاض نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''تمہارے بارے میں سیکرٹری داخلہ شہاب صاحب کو رپورٹ پہنچ چکی ہے کہ انیس سے بیس گریڈ میں ترقی ملتے ہی تمہارا ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے اور تم اب اس سیٹ پر اس وقت تک کام نہیں کر سکتے جب تک ذہنی امراض کے ڈاکٹر تمہارے ذہن کو بجلی کے دو تین جھٹکے نہ دے دیں تاکہ تمہارا ذہن بیس گریڈ سے نیچے آ کر آٹھویں نویں گریڈ پر پہنچ جائے اور تمہاری سیٹ پر انہوں نے انسپکٹر احمد جان کو تعینات کر دیا ہے لیکن ڈیڈی تمہارے حق میں ہیں اس لئے انہوں نے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو کہا ہے کہ وہ سیکرٹری داخلہ شہاب سے بات کریں لیکن سر سلطان بڑے اصول پسند آفیسر ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں تم سے ملوں اور تمہارے بارے میں رپورٹ کروں کہ تمہاری ذہنی حالت کیا ہے اور میں یہاں اسی لئے آیا ہوں۔ اب میں یہاں سے فون پر سر سلطان کو کال کروں گا اور انہیں کہوں گا کہ تم ذہنی طور پر نارمل نہیں ہو اس لئے تمہیں پاگل خانے میں داخل کیا جائے اور تمہارے ذہن

کو طاقتور الیکٹرک شاک لگائے جائیں تاکہ تم انسانوں کی پہچان کر سکو اور گریڈ بیس کی عینک بھی اتار کر واپس جیب میں رکھ سکو۔ سر سلطان ڈیڈی سے معذرت کر لیں گے۔ اس طرح سیکرٹری داخلہ شہاب صاحب کے احکامات یہاں پہنچ جائیں گے اور تمہاری جگہ انسپکٹر احمد جان سپرنٹنڈنٹ بن جائے گا۔ بس اتنا سا کام ہے جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو میں بھی چلا جاؤں گا''۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک اٹھارویں گریڈ کے انسپکٹر کو بیسویں گریڈ کے آفیسر کی جگہ دے دی جائے''...... سوپر فیاض، عمران کی اس ساری تقریر کے باوجود اپنی بات پر مصر تھا۔ اس کے ذہن پر گریڈ بیس کا بھوت چڑھا ہوا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور چپڑاسی مشروب کی دو بوتلیں جو ملٹی کلر ٹشو پیپرز میں لپٹی ہوئی تھیں اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں پہلے ایک بوتل عمران کے سامنے رکھی اور دوسری سوپر فیاض کے سامنے رکھی اور پھر واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

''رک جاؤ''...... سوپر فیاض نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا تو حامد زمان نہ صرف ٹھٹک کر رک گیا بلکہ مڑ کر اس کا رخ سوپر فیاض کی طرف ہو گیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میں کس گریڈ کا آفیسر ہوں''...... سوپر

فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ بہت بڑے افسر ہیں''...... حامد زمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے شاید گریڈ وغیرہ کا علم نہ تھا۔

''تو پھر تم نے پہلے اس عام سے آدمی عمران کے سامنے بوتل کیوں رکھی۔ پہلے بڑے افسر کے سامنے رکھنی چاہئے تھی۔ بولو۔ جواب دو۔ کیوں نہ تمہیں نوکری سے برطرف کر دیا جائے۔ بولو''۔ سوپر فیاض نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بھی بڑے صاحب ہیں جی۔ بہت بڑے صاحب۔ یہ دل کے بڑے ہیں۔ جب بھی بابا بیمار ہوئے، یہی ہمارے گھر آتے تھے اور ہر مشکل کے وقت بھی بابا کے کام آتے تھے۔ آپ بڑے آفیسر ضرور ہیں جناب لیکن یہ آپ سے بھی بڑے ہیں''...... حامد زمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

''مجھے اسے برطرف کرنا ہو گا۔ یہ نانسنس میرے سامنے بکواس کرتا ہے''...... سوپر فیاض نے پاس پڑے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہیں کس نے بتایا ہے کہ تمہیں گریڈ بیس میں ترقی دے دی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ڈیڈی نے کہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کہ میری

کارکردگی کو دیکھتے ہوئے مجھے گریڈ بیس میں ترقی دی جا سکتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ بڑے صاحب اس وقت ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں جب ایسا ہو چکا ہوتا ہے''...... سوپر فیاض نے فون سے توجہ ہٹا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رسیور مجھے دو اور سیکرٹری داخلہ شہاب صاحب کا نمبر ملاؤ۔ میں ابھی پوچھ لیتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے ڈیڈی نے مذاق کیا ہے۔ جھوٹ بولا ہے''...... سوپر فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''نہ ڈیڈی تم سے مذاق کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے یقیناً تمہارا کیس بنا کر بھیجا ہو گا لیکن موو اوور دینے کا فیصلہ ایک ٹاپ رینک کمیٹی کرتی ہے جس کے انچارج سر سلطان ہیں جو عملی طور پر چیف سیکرٹری ہیں اور سر سلطان لازماً مجھ سے پوچھیں گے کہ کیا واقعی تمہاری کارکردگی ایسی ہے کہ تمہیں موو اوور دے دیا جائے لیکن جب میں انہیں بتاؤں گا کہ اگر گریڈ بیس والے فرعون بن سکتے ہیں تو وہ جو گریڈ بائیس کے افسر ہیں کتنے بڑے فرعون ہوں گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''فرعون۔ کیا مطلب۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں فرعون بن گیا ہوں''...... سوپر فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''تو اور کیا ہے۔ ابھی گریڈ بیس ملا نہیں ہے اور تم نے مجھے

پہچاننے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ بابا زمان ہسپتال میں پڑا سسک رہا ہے۔ اس کا علاج سرکاری سطح پر کرانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے بیٹے کو ابھی نوکری پر باقاعدہ طور پر رکھا نہیں گیا اور تم اسے برطرف کرنے کی بات کر رہے ہو اور فرعون کیسا ہوتا ہے۔ کیا اس کی ناک بہہ رہی ہوتی ہے۔ بولو''...... عمران نے بھی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ مگر بابا زمان تو ریٹائر ہو چکا ہے۔ اب اس کا علاج سرکاری طور پر کیسے ہو سکتا ہے اور اس کے بیٹے کے لئے مناسب موقع دیکھ کر ہی بڑے صاحب سے بات کروں گا''...... سوپر فیاض نے قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

''جو کچھ بھی ہو۔ تم اب گریڈ بیس کی بجائے واپس گریڈ پندرہ پر جاؤ گے اور پھر تمہیں جبراً ریٹائر کر دیا جائے گا کیونکہ تم نے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی توہین کی ہے اور یہ توہین ناقابل معافی ہے''...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بس بس۔ یہ مصنوعی رعب کسی اور پر ڈالنا۔ میں گریڈ بیس کا سرکاری افسر ہوں۔ گریڈ بیس کا افسر کتنا بڑا ہوتا ہے اس کا تمہیں اندازہ نہیں ہے اس لئے جاؤ جو مرضی آئے کرتے پھرو''...... سوپر فیاض نے خلاف توقع اکڑے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے نمبر پریس کر

دیئے۔ سوپر فیاض نے اسے روکنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن عمران نے فون اپنی طرف گھسیٹ لیا۔ اس نے شاید آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا کیونکہ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز پورے کمرے میں سنائی دے رہی تھی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ پی اے ٹو سیکرٹری داخلہ''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد بھاری سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں انکل''...... عمران نے ایک بار پھر اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میں نے سن لی ہیں تمہاری ڈگریاں اور مجھ پر ان کا رعب پڑ گیا ہے اس لئے اب بولو کیوں کال کی ہے''...... دوسری طرف سے سیکرٹری داخلہ شہاب نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ کے پاس ڈیڈی نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی انیسویں گریڈ سے بیسویں گریڈ میں ترقی کا کوئی کیس بھیجا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔ یہ تو سرکاری

معاملات ہیں''...... سیکرٹری داخلہ نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کمیٹی کا اجلاس کب ہے اور کیا سر سلطان بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کمیٹی کا اجلاس دو تین روز میں ہوگا اور سر سلطان تو کمیٹی کے چیئرمین ہیں لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات ہے کیا''...... اس بار سیکرٹری داخلہ نے براہ راست پوچھ لیا۔

''میرا فی الحال تو کوئی تعلق نہیں ہے لیکن شاید کمیٹی کے اجلاس تک تعلق پیدا ہو جائے اس لئے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور ہاتھ سے کریڈل دبا دیا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن اس بار سوپر فیاض نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

''بس بس۔ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ گریڈ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ گریڈ بائیس کا سیکرٹری داخلہ اگر تم جیسے عام سے آدمی سے اس انداز میں بات کرتا ہے تو پھر بیچارہ گریڈ بیس کیا کر سکتا ہے''۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے سر سلطان سے بات کرنے دو تاکہ میں انہیں بتا سکوں کہ جب تک میں رپورٹ نہ دوں تمہاری ترقی کا فیصلہ نہ کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''پلیز عمران۔ تم تو میرے سچے دوست ہو''...... سوپر فیاض کی

ذہنی رو بدلی تو وہ باقاعدہ منتوں پر اتر آیا۔

"عمران کی شرائط مان لو تو عمران پلیز ہوسکتا ہے اور عمران پلیز ہوگیا تو بیس کیا تمہاری ترقی بائیس گریڈ میں ہوسکتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری تمام شرائط منظور ہیں"...... سوپر فیاض نے انتہائی فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے سن لو۔ ایک تو تم ابھی اسی وقت پندرہ لاکھ کا چیک دو گے تاکہ بابا زمان کا علاج ہو سکے"...... عمران نے پہلی شرط بتاتے ہوئے کہا۔

"پندرہ لاکھ۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میرے پاس پندرہ لاکھ کہاں سے آئے۔ ہونہہ۔ پندرہ لاکھ نہ ہوئے پندرہ روپے ہو گئے"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر سپر سٹی بینک کی سٹار برانچ میں تمہارے والد کے نام پر جو اکاؤنٹ ہے اس بارے میں مینجر کی رپورٹ ڈیڈی کے پاس بھجوا دیتا ہوں جس میں پچاس لاکھ روپے اس وقت بھی موجود ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ آخر کیا بکواس ہے۔ میرے والد کو فوت ہوئے کئی سال گزر گئے ہیں اور تم کہہ رہے کہ ان کا اکاؤنٹ

ہے"...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولو۔ یہی تو اصل پرابلم ہے کہ تمہارے والد کو فوت ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں لیکن فوت ہونے کے بعد گزشتہ سال انہوں نے اپنے نام پر اکاؤنٹ کھلوایا ہے اور ساتھ ہی تمہارا نام لکھ کر دیا کہ اس کو آپریٹ میرا بیٹا سوپر فیاض کرے گا۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ تمہاری ترقی کے لئے کیس بھیجنے سے پہلے ڈیڈی نے دارالحکومت کے تمام بینکوں کو سرکلر بھیجا تھا کہ تمہارے جتنے بھی اکاؤنٹ ہوں ان کی تفصیل انہیں مہیا کی جائے۔ بینک کا مینجر مجھ سے مشورہ کرنے آیا کہ وہ کیا کرے۔ کیا اس اکاؤنٹ کی تفصیل بھجوائے یا نہیں کیونکہ بہرحال اسے آپریٹ تو تم ہی کر رہے ہو۔ میں نے اسے روک دیا کہ پہلے مجھے اپنے دوست سے بات کر لینے دو لیکن اگر تم اسے اپنا اکاؤنٹ نہیں مانتے تو پھر دھونس ڈیڈی کے پاس جا کر دینا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے تفصیل سے بات کی۔

"یا اللہ۔ یہ کس قسم کا بلیک میلر ہے۔ اسے کہاں سے ہر بات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ وہ مینجر تمہارا کیا لگتا ہے کہ مشورہ کرنے کے لئے بھی تم ہی اسے ملے تھے۔ کسی اور سے مشورہ نہیں کر سکتا تھا"۔ سوپر فیاض نے کرسی سے اٹھتے ہوئے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے اس بینک میں نوکری میں نے دلوائی تھی کیونکہ ڈیڈی کے دوست بینک کے چیئرمین تھے۔ میں نے ان سے براہ راست کہہ

کر اسے کلرک لگوایا تھا۔ اب وہ مینجر ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں تمہیں دس ہزار روپے کا چیک دے دیتا ہوں''...... سوپر فیاض نے روتے ہوئے انداز میں کہا اور میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے ایک چیک بک نکال کر سامنے رکھ لی۔

''میں نے کتنے کہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا کیا ہے تم جو چاہے منہ سے نکال دو۔ میں پابند نہیں ہوں کہ تم جو منہ سے نکالو وہ میں نے ضرور پورا کرنا ہے''...... سوپر فیاض نے چیک بک کھولتے ہوئے کہا۔

''اس اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ روپے پڑے ہیں اور میں نے صرف پندرہ لاکھ روپے کہے تھے۔ ایک اور اکاؤنٹ ہے تھری سٹار بینک میں۔ اس میں دس لاکھ روپے ہیں اور ایک تیسرا اکاؤنٹ ہے''...... عمران نے بولنا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ بس بس میں۔ دیتا ہوں پندرہ لاکھ۔ پلیز بند کرو اپنا یہ منہ۔ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ لوگوں کو لوٹ کر تمہیں سکون ملتا ہے۔ دیتا ہوں پندرہ لاکھ۔ پی لو میرا خون۔ جتنا مرضی آئے پی لو''...... سوپر فیاض نے حقیقی رونے والے انداز میں کہا۔

''پندرہ نہیں، پچیس لاکھ۔ اور اب اگر تم نے انکار کیا یا لیت و

لعل کی تو پھر پچاس لاکھ دینے ہوں گے یا نوکری ختم اور باقی زندگی جیل میں گزارنی ہو گی''۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا

''پپ۔ پپ۔ پچیس لاکھ۔ پچاس لاکھ۔ اچھا لو۔ اب کیا کروں۔ یا اللہ یہ کیسا میرا دوست ہے جو میرا ہی خون۔ ارے نہیں نہیں۔ تم تو بہت اچھے دوست ہو۔ بڑے مخلص۔ ہمدرد''...... سوپر فیاض نے بات کرتے کرتے بات کا رخ موڑ دیا کیونکہ عمران نے بولنے کے لئے منہ کھولا تھا اور سوپر فیاض کو پتہ تھا کہ اگر اس نے پچاس لاکھ کہہ دیا تو پھر پچاس لاکھ ہی دینے پڑیں گے۔ اس لئے اس نے بات کا رخ موڑ دیا تھا۔

''یہ لو پچیس لاکھ کا چیک لے لو۔ بس اب مزید ایک لفظ مت بولو''...... سوپر فیاض نے چیک لکھ کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''یہ تھی پہلی شرط۔ اب دوسری شرط کی بات ہو جائے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ چلو اٹھو نکلو یہاں سے۔ اور ہاں۔ پہلے میرا چیک واپس کرو پھر جو تمہارا دل چاہے کرو۔ مجھے پھانسی چڑھوا دو۔ سولی پر لٹکوا دو۔ مجھے سنگسار کرا دو۔ بس اب میری توبہ۔ اب میں مزید تمہاری شکل دیکھنا نہیں چاہتا''...... سوپر فیاض نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں میری تمام شرائط منظور ہیں۔ ٹھیک ہے۔ پھر مجھے ڈیڈی کے پاس جانا ہو گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھو۔ اوہ۔ اوہ۔ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ بیٹھو۔ میں تمہیں مزید مشروب پلاتا ہوں۔ بیٹھو"...... سوپر فیاض اس طرح بول رہا تھا جیسے بیک وقت رو بھی رہا ہو اور ہنس بھی رہا ہو۔

"مشروب پلانے سے پہلے وہ چھوٹی سی شرط سن لو۔ شرط یہ ہے کہ بابا زمان کے بیٹے کو بلا کر اس کی نوکری پکی کر دو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم چپڑاسی کو نوکری اپنے حکم سے دے سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ہاں۔ ہاں۔ آخر میں اب بیسویں گریڈ کا ہونے والا ہوں۔ اب کیا میں ایک چپڑاسی بھی نہیں رکھ سکتا"...... سوپر فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے پردہ ہٹا اور بابا زمان کا بیٹا حامد زمان اندر داخل ہوا۔

"یس سر"...... اس نے سلام کرتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے میز کی ایک دراز کھولی۔ اس میں سے ایک فائل نکال کر سامنے رکھی اور پھر اسے کھول کر اس کے ایک کاغذ کے نیچے لکھ کر دستخط کئے اور فائل بند کر کے حامد زمان کی طرف بڑھا دی۔

"تمہاری نوکری آج سے پکی ہو گئی ہے۔ جاؤ اور یہ فائل آفس میں دے آؤ"...... سوپر فیاض نے کہا تو نوجوان حامد زمان کا چہرہ

بے اختیار کھل اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور واپس مڑنے لگا تھا کہ عمران نے اشارے پر اسے روک لیا۔

"یہ لو پچیس لاکھ روپے کا چیک۔ یہ بھی سوپر فیاض نے دیا ہے۔ تم اپنے والد کو کسی اچھے سے ہسپتال میں داخل کرا کر مکمل علاج کراؤ۔ اگر رقم کم پڑ گئی تو مزید رقم کا بھی بندوبست ہو جائے گا لیکن علاج میں کمی نہ چھوڑنا"...... عمران نے جیب سے چیک نکال کر نوجوان حامد زمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پچیس لاکھ روپے۔ اتنی زیادہ رقم۔ مم۔ مم۔ مگر"۔ حامد زمان کے شاید پچیس لاکھ کا سن کر ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے تھے۔ اس کے منہ سے لفظ نہ نکل رہے تھے۔

"ہاں پچیس لاکھ اور سنو۔ تم کتنے پڑھے ہوئے ہو"...... عمران نے شاید اس کی حالت کے پیش نظر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے سیکنڈ ڈویژن میں جناب"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"اب تمہاری نوکری پکی ہو گئی ہے لیکن ضروری نہیں کہ چپڑاسی کا بیٹا چپڑاسی ہی بنے۔ تم نے شام کو اکیڈمی جوائن کرنی ہے اور ایف اے کرنا ہے پھر بی اے کرنا ہے۔ تمہارے سارے اخراجات میرے ذمے لیکن بی اے تم نے لازماً کرنا ہے تاکہ تمہیں یہیں اسسٹنٹ انسپکٹر تعینات کرایا جا سکے۔ سمجھے"...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ بابا آپ کی تعریفیں اسی لئے کرتے ہیں سر"...... نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"پچیس لاکھ میرے لے گیا۔ نوکری میں نے دی اور تعریفیں تمہاری ہو رہی ہیں"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سوپر فیاض نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے انسپکٹر رحمت"...... سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں ابھی اسی وقت"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک ایکریمین عورت کو ہوٹل گرانڈ کی لابی میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ ایکریمین عورت ایکریمین نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتی تھی۔ یہاں حکومت پاکیشیا کی دعوت پر آئی ہوئی تھی"۔ سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر سٹینڈ پر سے اپنی کیپ اتار کر اس نے سر پر رکھی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان آدمی تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ایک اُدھیڑ عمر آدمی جس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ بیٹھا ہوا تھا۔ کار میں خاموشی تھی۔ پھر یکلخت کار کی رفتار آہستہ ہونے لگی اور تھوڑی دیر بعد کار ایک سائیڈ روڈ پر مڑ کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس سڑک پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ کار ایک بار پھر تیزی سے دوڑنے لگی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد کار ایک شہر کے نواحی علاقے میں داخل ہوئی تو ڈرائیور نے کار کی رفتار کم کر دی جبکہ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے اُدھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی مزید بڑھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کار دائیں ہاتھ پر مڑ کر ایک بند پھاٹک کے سامنے رک گئی۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت تھی جس پر کسی دوا ساز کمپنی کا بہت بڑا بورڈ نصب تھا۔ کار

رکتے ہی ایک باوردی سیکورٹی گارڈ تیزی سے کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔

''صاحب۔ آج آفس بند ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے پھاٹک کھول کر آگے بڑھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

''ڈائریکٹر جنرل ریمنڈ تو موجود ہوں گے''...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں''...... سیکورٹی گارڈ نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پیچھے ہٹ کر اس نے پھاٹک پوری طرح کھول دیا تو ڈرائیور نے کار موڑ کر آگے بڑھائی اور پھر عمارت کی بائیں سائیڈ کی طرف بڑھاتا ہوا وہ کار کو عمارت کی عقبی طرف لے گیا۔ یہاں بھی کونے میں ایک عمارت تھی جس کے باہر ایک باوردی گارڈ موجود تھا۔ کار اس دروازے کے سامنے جا کر رک گئی تو عقبی سیٹ پر بیٹھے اُدھیڑ عمر آدمی نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ سیکورٹی گارڈ نے اسے سلام کیا اور وہ سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے عقب میں دروازہ خودبخود بند ہو گیا تھا۔ تقریباً بیس بائیس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چوکور لیکن بند کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک دیوار پر موجود راڈ کو ہاتھ سے پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو سرر کی آواز سے ایک سائیڈ کی دیوار درمیان سے

کٹ کر دونوں سائیڈوں پر کھسکتی چلی گئی۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک بند دروازہ تھا جس پر سرخ رنگ کا بلب روشن تھا۔ اُدھیڑ عمر آدمی اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ جیسے ہی دروازے کے سامنے پہنچا تو سرخ بلب سبز رنگ میں تبدیل ہوا اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا آفس میں موجود ہر چیز انتہائی اعلیٰ معیار کی تھی۔ شاہ بلوط کی بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک بھاری جسم کا اُدھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بڑے سے چہرے کی مناسبت سے اس کی آنکھیں خاصی چھوٹی تھیں۔ چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

''آؤ کلارک بیٹھو''...... آفس میں موجود آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تھینکس باس''...... آنے والے نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ باس نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی اور اسے کلارک کے سامنے رکھ دیا۔

''اسے سرسری دیکھ لو۔ پھر بات ہو گی''...... باس نے کہا۔

''یس باس''...... کلارک نے کہا اور فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول دیا۔ فائل میں دو ٹائپ شدہ صفحات تھے۔ کلارک نے سرسری طور پر دونوں صفحات کو دیکھا اور پھر فائل بند کر دی۔

''کارمن میں مشن ہے باس''...... کلارک نے کہا۔

''ہاں۔ کارمن کے دارالحکومت میں ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس میں ایک ایسے فارمولے پر کام ہو رہا ہے کہ جب اس فارمولے پر کام مکمل ہو جائے گا تو ایکریمیا کے گرد موجود اینٹی میزائل حفاظتی نظام مکمل طور پر ناکارہ ہو جائے گا اور ایسا ہی اسرائیل کے ساتھ ہو گا کیونکہ اسرائیل کے گرد موجود نظام بھی ایکریمیا کا قائم کردہ ہے۔ ہمارے ایجنٹوں کو جب اس فارمولے کے بارے میں اطلاع ملی تو مجھے تفصیلی رپورٹ دی گئی۔ میں نے اعلیٰ حکام کو اس بارے میں بریف کیا تو اعلیٰ حکام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور حتمی فیصلہ یہ ہوا کہ ہم اس فارمولے کو حاصل کریں اور یہ لیبارٹری بھی تباہ کر دیں۔ ہم نے لیبارٹری ٹریس کرنے کا کام شروع کیا جب ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہوئے تو وہاں کے ایک سائنس دان سے رابطہ ہوا اور وہ بھاری معاوضے کے بدلے ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن پھر ایک ایسی اطلاع سامنے آئی جس نے ہمیں حیران کر دیا کہ اس سائنس دان نے بھاری معاوضہ لے کر ایک روسیاہی ایجنٹ کو فارمولے کی کاپی دے دی لیکن اس کی اطلاع کارمن میں موجود اسرائیلی ایجنٹوں کو ہو گئی اور انہوں نے اس روسیاہی ایجنٹ کو گھیر لیا لیکن اس روسیاہی ایجنٹ نے ایک گیم کھیلی اور یہ فارمولا جو ایک مائیکرو فلم رول میں تھا ایک ایکریمین عورت کے جو کہ ایکریمین نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتی ہے اور پاکیشیا،

کافرستان اور روسیاہ کے مطالعاتی دورے پر تھی، حوالے کر دیا اور اسے یہ بتایا کہ اس نے یہ فارمولا روسیاہ میں کسی خاص آدمی کے حوالے کرنا ہے۔ بھاری معاوضے پر وہ عورت مان گئی۔ اسے شاید فارمولے کی اصل اہمیت کا علم نہیں تھا یا اسے بتایا ہی نہیں گیا تھا۔ اس روسیاہی ایجنٹ نے گیم کھیلی تھی کہ اسے ایکریمین عورت کے حوالے کر دیا تاکہ اس پر کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ ویسے بھی اس کا کوئی تعلق اس فیلڈ سے نہیں تھا اس لئے کسی کو اس پر شک بھی نہ پڑ سکتا تھا لیکن اس عورت کو پہلے پاکیشیا جانا تھا۔ پھر وہاں سے کافرستان اور کافرستان سے روسیاہ جانا تھا۔ ابھی وہ پاکیشیا میں ہی تھی کہ اسے ہلاک کر دیا گیا اور فارمولا بھی غائب ہو گیا۔ نہ اس کو ہلاک کرنے والے سامنے آئے اور نہ ہی اس فارمولے کا پتہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا۔ ہمارے ایجنٹوں کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے طور پر جو انکوائری کی اس کے مطابق یہ فارمولا کافرستانی ایجنسی کے پاس ہے اور ایکریمین عورت کو ہلاک بھی کافرستانی ایجنٹوں نے کیا ہے۔ لیکن جب یہ اطلاع اسرائیل کو ملی تو اسرائیلی حکام نے کافرستان سے فارمولے کا مطالبہ کیا کیونکہ دونوں ملکوں میں گہرے دوستانہ تعلقات ہیں لیکن کافرستانی حکومت نے اپنے ایجنٹوں کی اس کارروائی سے اور کسی فارمولے کے حصول سے انکار کر دیا۔ اُدھر وہ سائنس دان جس نے یہ فارمولا فروخت کیا تھا کو کارمن ایجنٹوں نے ٹریس کر لیا اور اسے کارمن کی ایک فوجی

عدالت نے سزائے موت دے دی اور اسے فائرنگ اسکواڈ کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہمیں صرف اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہے لیکن وہاں باوجود کوشش کے ہم کسی اور سائنس دان سے رابطہ نہیں کر سکے لیکن یہ فارمولا ہمیں ہر صورت میں چاہئے تاکہ ہم اپنے اینٹی نظام سسٹم میں ایسی تبدیلیاں کر سکیں کہ اس فارمولے کے تحت ہمارے حفاظتی نظام کو ناکارہ نہ بنایا جا سکے۔ اس عورت ڈیزی کا فارمولا تلاش کیا جائے یا کارمن لیبارٹری سے فارمولا حاصل کیا جائے۔ یہ فیصلہ تم نے کرنا ہے“۔ باس نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم لیبارٹری سے زیادہ آسانی سے فارمولا حاصل کر سکتے ہیں“...... کلارک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں بہرحال فارمولا چاہئے“...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک اور فائل نکالی اور اسے کلارک کے آگے رکھ دیا۔

”اس فائل میں لیبارٹری اور اس کے محل وقوع کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ اب یہ مشن تمہارے ذمے ہے۔ تم نے مجھے حسب سابق کامیابی کی رپورٹ دینی ہے“...... باس نے کہا۔

”یس باس“...... کلارک نے کہا اور دونوں فائلیں اٹھا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ٹائیگر نے کار ہوٹل گرانڈ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے پولیس کی گاڑیوں کے درمیان اسے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی مخصوص گاڑی بھی نظر آئی تھی۔ وہ اپنی کار پارکنگ میں لے گیا۔

”کیا ہوا ہے۔ پولیس کیوں آئی ہے“...... ٹائیگر نے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایک ایکریمین عورت کو لابی میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ تو کل کا ہے لیکن پولیس آج بھی انکوائری کر رہی ہے“...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور دوسری آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے کاندھے اُچکائے اور پھر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ مین گیٹ سے کچھ دور ہی تھا کہ اس نے سوپر فیاض کو جو باقاعدہ یونیفارم میں تھا، گیٹ سے باہر

آتے دیکھا اور پھر وہ انٹیلی جنس والی کار میں بیٹھ گیا اور جب تک ٹائیگر وہاں پہنچتا، سوپر فیاض کی کار سٹارٹ ہو کر مڑی اور کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹائیگر مسکراتا ہوا ہوٹل میں داخل ہوا تو اس نے لابی کو بند دیکھا۔ وہاں پولیس موجود تھی۔ ٹائیگر ہوٹل میں گھومتا ہوا اسسٹنٹ مینجر جیری کے آفس میں پہنچ گیا۔

''اوہ ٹائیگر۔ آؤ میں کل سے سوچ رہا تھا کہ ٹائیگر اب تک کیوں نہیں آیا''...... جیری نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص بات۔ جو میرا انتظار کر رہے تھے۔ مجھے فون کر دینا تھا''...... ٹائیگر نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ جیری سے اس کی بے حد بے تکلفی تھی اور وہ دونوں بہت اچھے دوست بھی تھے اور ٹائیگر ہوٹل گرانڈ میں آتا ہی جیری سے ملنے تھا۔

''یہاں ایک غیر ملکی عورت کا قتل ہوا ہے۔ پولیس کے ساتھ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ صاحب آئے ہیں، بڑی تفصیلی انکوائری ہو رہی ہے۔ اس عورت کا نام ڈیزی تھا۔ اس کا کمرہ ابھی تک پولیس کی تحویل میں ہے۔ ایسے مواقعوں پر تم فوراً پہنچ جاتے ہو اس لئے کہہ رہا ہوں''...... جیری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے جب تک کوئی پارٹی ہائر نہ کرے۔ مجھے ان غیر ملکیوں

سے کیا لینا دینا۔ لیکن اس عورت ڈیزی کی تفصیل کیا ہے۔ کون تھی یہ اور کیسے قتل ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی میں پروفیسر تھی اور پاکیشیا مطالعاتی دورے پر آئی ہوئی تھی اور جس دن رات کی فلائٹ سے اس نے کافرستان جانا تھا اسے ہلاک کر دیا گیا۔ وہ لابی میں بیٹھی کافی پی رہی تھی کہ اچانک یکے بعد دیگر دو گولیاں چلیں اور دونوں اس عورت کو لگیں اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئی۔ اب تک تو پولیس قاتل کو ٹریس نہیں کر سکی۔ مجھے تو لگتا ہے کہ اسے بھی اندھا قتل قرار دے کر فائل بند کر دی جائے گی''...... جیری نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھا کر کسی کو دو گلاس ایپل جوس لانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ایکریمین سفارت خانے کا کیا خیال ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''سفارت خانے کے چند افراد آئے تھے۔ وہ لابی اور ڈیزی کا کمرہ دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ اب ان کی بات ہائی لیول پر چل رہی ہو گی''...... جیری نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ایپل جوس کے دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے ایک ایک گلاس دونوں کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

"تمہاری وجہ سے میں ایپل جوس پی لیتا ہوں"...... جیری نے گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اسی لئے تو صحت مند نظر آتے ہو ورنہ جو دن رات شراب پیتے ہیں گٹروں میں گرے پڑے ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جیری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ جیری بول رہا ہوں"...... جیری نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر کی طرف دیکھ کر چونک پڑا۔

"یس سر۔ وہ میرے آفس میں موجود ہیں سر"...... جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہوٹل کے چیئرمین رانا اکبر تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے آفس میں موجود ہیں"...... جیری نے کہا۔

"مجھ سے رانا اکبر۔ کیوں۔ کیا ہوا"...... ٹائیگر نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ رانا اکبر کو بہت اچھی طرح جانتا تھا اور وہ بھی اس سے ملتا جلتا رہا تھا لیکن بظاہر ایسی کوئی بات موجود نہ تھی کہ رانا اکبر اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کرتا۔

"مجھے کیا معلوم۔ تم جاؤ جلدی۔ دیر ہو گئی تو رانا اکبر ناراض ہو جائیں گے۔ وہ بڑے مشتعل مزاج واقع ہوئے ہیں"...... جیری نے

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اس کا ملازم نہیں ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رانا اکبر کے کمرے کا نمبر پریس کرو۔ میں نے اس سے بات کرنی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جیری نے ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیئے البتہ اس نے آخر میں خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ وہ ٹائیگر اور رانا اکبر کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکے۔ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... ایک بھاری مگر خاصی کرخت آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں رانا صاحب"...... ٹائیگر نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ میں نے جیری کو کہا تھا کہ تمہیں میرے پاس بھیج دے۔ تم ابھی تک وہیں بیٹھے ہو"...... رانا اکبر نے سخت لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے فون کیا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے اور جب فرصت ملے گی تو پھر ملاقات بھی ہو جائے گی۔ ہاں اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو فون پر بتا دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے جیری کے چہرے پر شاید اس لئے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ وہ جانتا تھا کہ رانا اکبر بے حد مشتعل مزاج آدمی

ہے۔

''ہاں۔ ایک اہم بات ہے لیکن وہ نہ فون پر بتائی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی اور کے سامنے۔ تم صرف چند منٹ کے لئے آ جاؤ۔ پھر تم واپس چلے جانا''...... دوسری طرف سے رانا اکبر نے اشتعال میں آنے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ نرم لہجے میں کہا تو جیری کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں ذرا تمہارے رانا سے مل آؤں۔ لگتا ہے کہ کوئی خاص مسئلہ درپیش ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیری نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر تھوڑی دیر بعد ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بڑی بڑی مونچھوں اور سر سے گنجا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا لیکن اس کے سوٹ پہننے کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے لباس نہ پہنا ہو بلکہ غلاف چڑھایا ہوا ہو۔

''آؤ آؤ ٹائیگر۔ بیٹھو''...... رانا اکبر نے تھوڑا سا اٹھتے ہوئے کہا۔

''کیا خاص بات ہو گئی ہے رانا صاحب''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے کمرے کو محفوظ کر لوں''...... رانا اکبر نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ایسا

پہلی بار ہو رہا تھا ورنہ وہ یہی سمجھتا تھا کہ رانا اکبر بس ہوٹل بزنس کا ایک بڑا نام ہے۔ رانا اکبر نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر اس پر یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''ہاں۔ اب کھل کر بات ہو سکتی ہے''...... رانا اکبر نے کنٹرول نما آلے کو واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

''ایسی کیا بات ہے رانا صاحب کہ آپ اس حد تک محتاط ہو رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اگر کام نہیں کرو گے تو کسی کو میری بات آؤٹ بھی نہیں کرو گے۔ مجھے چونکہ تم پر مکمل اعتماد ہے اس لئے میں تم سے بات کر رہا ہوں۔ اس عورت کے اس طرح دن دیہاڑے ہمارے ہوٹل میں قتل ہونے سے ہمارا ہوٹل بے حد بدنام ہو رہا ہے۔ خاص طور پر ایکریمین سفارت خانہ اور ایکریمین سیاح زیادہ خوفزدہ ہیں۔ اگر یہی صورت حال رہی تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں ہوٹل فروخت کرنا پڑے۔ اب ہم اس عورت کو تو زندہ نہیں کر سکتے البتہ اگر اس کے قاتل کو ٹریس کر لیں تو کسی حد تک ہوٹل کی ساکھ بحال کی جا سکتی ہے۔ میں نے اس بات کو اس لئے خفیہ رکھا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ قاتل ایک آدمی ہو گا لیکن اس کی پشت پر کوئی بڑا گروپ ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ الٹا ہماری جان لینے پر تل جائے۔ تمہیں معاوضہ منہ مانگا ملے گا لیکن ہمارا کام ہونا چاہئے''...... رانا

اکبر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس کام کے لئے میرا ہی انتخاب کیوں کیا ہے''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ میں تمہیں تم سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس وقت زیر زمین دنیا میں سب سے قابل اعتماد آدمی تم ہی ہو۔ ان معاملات میں تمہارے جیسی ذہانت کسی اور میں نہیں ہے''۔ رانا اکبر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

''اوکے۔ اگر آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے تو میں اس اعتماد پر پورا اتروں گا اور میں آپ سے صرف ٹوکن معاوضہ لوں گا۔ صرف پچاس لاکھ روپے۔ آپ کا کام ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے منظور ہے لیکن اصول کے مطابق نصف رقم پہلے اور نصف بعد میں''...... رانا اکبر نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے اس نے چیک بک نکالی اور اسے اپنے سامنے میز پر رکھ کر قلمدان سے قلم اٹھایا اور ایک چیک لکھ کر اس نے اس پر دستخط کئے اور پھر چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تہہ کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''اوکے۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ لوں گا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور رانا اکبر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز سے ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اس کے کئی بٹن پریس کر

دیئے۔

''اب تم جا سکتے ہو۔ مجھے فون پر بتاتے رہنا اور اسے اپنے تک ہی رکھنا''...... رانا اکبر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا غیر ملکی اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ وہ ناشتے کے بعد پہلے مقامی اخبارات پڑھتا تھا۔ پھر غیر ملکی اخبارات کو بھی ضرور دیکھتا تھا۔ اس کے پاس چیدہ چیدہ غیر ملکی اخبارات باقاعدگی سے آتے رہتے تھے۔ سلیمان ناشتہ دینے کے بعد اپنی عادت کے مطابق مارکیٹ چلا گیا تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ اب اس کی واپسی کئی گھنٹوں کے بعد ہو گی اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ چائے کی اسے فکر نہیں تھی۔ کیونکہ سلیمان چائے کا بھرا ہوا فلاسک رکھ گیا تھا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں تھا اس لئے عمران آج کل زیادہ وقت مطالعہ میں گزار رہا تھا۔ یہ اس کے موڈ پر منحصر ہوتا تھا کیونکہ جب کبھی کام نہ ہو تو وہ فلیٹ میں رہنے کی بجائے سارا سارا دن اور رات گئے تھے ہوٹلوں اور کلبوں میں گھومتا رہتا تھا

اور کبھی اس پر مطالعے کا شوق سوار ہو جاتا تھا تو وہ اخبارات، رسالے اور کتابیں پڑھنے میں کئی کئی روز گزار دیتا تھا۔ اِن دنوں بھی وہ فلیٹ میں رہ کر مطالعے کا شوق پورا کر رہا تھا۔ اخبار پڑھتے پڑھتے جب عمران نے اخبار کا ایک صفحہ پلٹا تو اس کی نظر ایک خبر پر پڑی جس کے ساتھ ایک تصویر بھی موجود تھی۔ وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''کلارک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو ایکریمیا کا ریڈ سٹار ایجنٹ تھا۔ یہ کیسے مارا گیا''...... عمران نے خبر پڑھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اخبار میں خبر دی گئی تھی کہ ایک ایکریمین ایجنٹ کلارک اچانک اپنے بیڈ روم میں مردہ پایا گیا۔ اسے گولی ماری گئی تھی جبکہ اس کے گھر والوں کو نہ گولی چلنے کی آواز سنائی دی اور نہ ہی انہیں علم ہوا کہ قاتل کب آیا اور کیسے آیا اور کیسے کلارک جیسے سپر ایجنٹ کو ہلاک کر کے واپس چلا گیا۔ عمران، کلارک سے بخوبی واقف تھا۔ کئی بار وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بھی آ چکے تھے۔ ویسے ان میں دوستانہ تعلقات بھی تھے۔ عمران کے نقطہ نظر سے کلارک واقعی سپر ایجنٹ تھا اور ایسے سپر ایجنٹ آسانی سے نہیں مارے جاتے اور نہ ہی انہیں کوئی اور آدمی ہلاک کر سکتا ہے۔ اس نے اخبار کو میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی اے ٹو چیف آف ریڈ سرکل''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ ''میرا نام علی عمران

ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ چیف ہنری سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ ریڈ سرکل بھی ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی تھی جس کا چیف ہنری تھا اور وہ عمران کا گہرا دوست تھا۔ کئی معاملات میں انہوں نے مل کر کام کیا تھا۔ ہنری خاصا باخبر آدمی تھا اس لئے عمران نے اسے فون کیا تھا۔

''ہنری بول رہا ہوں عمران۔ آج کیسے یاد کر لیا''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تم ایک بڑی ایجنسی کے چیف ہو جبکہ میں نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ اس لئے میں تمہیں کیسے یاد کر سکتا ہوں۔ اتنی بھاری یاد میرے نازک کاندھے کیسے اٹھا سکتے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ہنری بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''تمہارے کاندھے واقعی بے حد نازک ہیں۔ اس کا مجھے بخوبی اندازہ ہے''...... ہنری نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہنری۔ تمہارا ایک دوست تھا کلارک سپر ایجنٹ۔ میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کیسے ہوا۔ وہ تو اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس کی موت پر بے حد افسوس ہوا ہے۔ اسے کارمن ایجنٹوں نے ہلاک کیا ہے کیونکہ اس نے کارمن کی سب سے اہم کلوز سرکل لیبارٹری کو تباہ کر دیا تھا اور وہاں سے وہ کوئی سائنسی فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن جب فارمولا نہ ملا تو اس نے لیبارٹری ہی تباہ کر دی۔ اس کا انتقام کارمن ایجنٹوں نے لے لیا ہے''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ بات کنفرم ہے کہ ایسا کارمن ایجنٹوں نے کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ قاتل ٹریس کر لیا گیا تھا لیکن اس نے دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ وہ معروف کارمن ایجنٹ راڈش تھا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کس ٹائپ کا فارمولا تھا جس کے لئے اس حد تک یہ لوگ چلے گئے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تفصیل کا تو علم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ ایکریمیا کے گرد اور اسرائیل کے گرد جو اینٹی میزائل سسٹم کام کر رہا ہے اس فارمولے کے تحت اسے مکمل طور پر فیل کیا جا سکتا تھا اس لئے ایکریمیا اور اسرائیل دونوں چاہتے تھے کہ یہ فارمولا لے اڑیں۔ کلارک کے ذمے یہ کام لگایا گیا۔ وہ جب فارمولا حاصل کرنے میں ناکام رہا تو اس نے دوسرا طریقہ استعمال کیا کہ لیبارٹری ہی تباہ کر دی تاکہ فارمولا مع سائنس دان دونوں ہی ختم ہو جائیں لیکن

اُڑتی اُڑتی خبریں یہ بھی سنی ہیں کہ اس سے پہلے یہ فارمولا روسیاہی ایجنٹ لے اڑے تھے۔ پھر وہ روسیاہی ایجنٹ مارے گئے البتہ فارمولا نہ مل سکا''...... ہنری نے مزید تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس فارمولے کا نام کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں نے جو سنا تھا وہ تمہیں بتا دیا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ہنری کی یہ بات اس کے ذہن میں گونج رہی تھی کہ ایکریمیا اور اسرائیل نے اینٹی میزائل نظام قائم کر رکھا ہے اور اس نظام کو اس فارمولے سے ختم کیا جا سکتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ابھی حال ہی میں کافرستان نے اپنے دفاع کے لئے اسرائیل سے یہ نظام خریدا تھا اور اس سلسلے میں عمران کی سرداور سے بات بھی ہوئی تھی۔ سرداور نے اسے بتایا تھا کہ یہ اس قدر جدید میزائل پروف نظام ہے کہ اسے ختم کرنا فی الحال ممکن نہیں ہے البتہ اس سلسلے میں مختلف فارمولوں پر کام ہو رہا ہے لیکن فی الحال کوئی ایسا فارمولا سامنے نہیں آیا کہ اسے کامیابی قرار دیا جا سکے۔ اس لئے جب ہنری نے ایکریمیا اور اسرائیل کا ذکر کیا تو

عمران چونک پڑا تھا۔

''ہیلو''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''خالی ہیلو کہنے سے جونیئر سینئر تو نہیں بن جاتا۔ اس لئے مجبوری ہے تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ ہیلو، جونیئر بول رہا ہوں''۔ عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''اوہ عمران صاحب۔ آج کیسے اپنے جونیئر کو یاد کر لیا آپ نے''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

''تمہاری سیکرٹ سروس پر مجھے روزانہ صبح آٹھ بجے رحم آنا شروع ہوتا ہے کہ دنیا کی کس قدر مظلوم سیکرٹ سروس ہے جس کا چیف جونیئر ہے۔ پورے کارمن میں سروس کے لئے کوئی سینئر آدمی نہیں مل سکا لیکن آٹھ بج کر دس منٹ پر مجھے رحم آنا بند ہو جاتا ہے کیونکہ آٹھ بج کر دس منٹ پر ناشتے کی طلب بے حد بڑھ جاتی ہے اور جب بھوک لگی ہوتی ہے تو پھر کیسا جونیئر اور کیسا سینئر''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جونیئر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''اور آٹھ بج کر تیس منٹ پر آپ کو پھر رحم آنے لگ جاتا ہو گا جو لنچ تک تو لازمی رہتا ہو گا لیکن آج اس قدر رحم کیوں آ گیا کہ آپ کو فون کرنا پڑا''...... جونیئر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تمہارے ایجنٹوں کی تعریف اور تحسین کے لئے۔ کیونکہ انہوں نے ایکریمیا کے ایک انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ کلارک کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کلارک نے وہاں کلوز سرکل

لیبارٹری سے فارمولا چوری کرنے کی کوشش کی لیکن جب وہ فارمولا حاصل نہ کر سکا تو اس نے پوری لیبارٹری تباہ کر دی“...... عمران نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ تک اس معاملے کی اطلاع کیسے پہنچ گئی۔ کیا وہ فارمولا آپ کے پاس پہنچ چکا ہے“...... جونیئر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”میرے پاس۔ کیا مطلب۔ میرے پاس فارمولا کیوں اور کیسے پہنچے گا اور پھر میرا اس سے کیا تعلق ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ کلارک تو فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور اس نے کارمن کی سب سے اہم اور قیمتی لیبارٹری تباہ کر دی جس کے لئے کارمن ایجنٹوں نے اسی کو چیک کیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا لیکن اس سے پہلے ایک واقعہ ہو چکا تھا اس لیبارٹری کے ایک سائنس دان نے بھاری معاوضہ لے کر فارمولے کی کاپی ایک روسیاہی ایجنٹ کو دے دی تھی۔ ہمارے ایجنٹوں نے اس کا پتہ چلا لیا لیکن اس روسیاہی ایجنٹ نے فارمولے کی کاپی جو مائیکروفلم کی صورت میں تھی انتہائی چالاکی سے ایک ایکریمین عورت کو دے دی تھی کہ وہ اسے روسیاہ پہنچا دے۔ پھر یہ ایجنٹ ہمارے ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا گیا اور مرنے سے پہلے اس نے اس عورت کے بارے میں بتایا کہ وہ عورت جو ایکریمین نیشنل یونیورسٹی میں

پروفیسر ہے مطالعاتی دورے پر پہلے پاکیشیا جائے گی۔ پھر کافرستان اور آخر میں روسیاہ۔ اور پھر جب ہم نے اسے پاکیشیا میں ٹریس کیا تو اس وقت اس کا پتہ چلا جب کسی نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور پولیس وہاں پہنچ چکی تھی۔ قاتلوں کا پتہ نہیں چل سکا اور نہ ہی فارمولے کی کاپی مل سکی۔ ہمارے ایجنٹ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی مثبت رپورٹ سامنے نہیں آئی۔ آپ کے اس طرح اچانک فون کرنے پر مجھے خیال آیا کہ کہیں آپ کے ساتھیوں کے ذریعے یہ فارمولا اس عورت سے آپ تک تو نہیں پہنچ گیا“۔ جونیئر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران کو یاد آ گیا کہ جب وہ سوپر فیاض کے آفس میں موجود تھا تو اسے فون کیا گیا تھا کہ گرانڈ ہوٹل کی لابی میں ایک ایکریمین عورت کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔

”پاکیشیا میں کہاں اس عورت کو گولی ماری گئی تھی“...... عمران نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ہوٹل گرانڈ میں لیکن کیا واقعی آپ کو اس کے بارے میں علم نہیں تھا“...... جونیئر نے کہا۔

”نہیں۔ میں تو یہ ساری باتیں ہی تم سے سن رہا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے آپ سے بات نہیں کی تھی کہ اس فارمولے سے آپ کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے“...... جونیئر نے کہا۔

''دلچسپی ویسے تو شاید نہ ہوتی لیکن یہ سن کر دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ فارمولا ایکریمیا اور اسرائیل کے گرد موجود اینٹی میزائل سسٹم کو فیل کر دے گا اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ کافرستان نے بھی اسرائیل سے یہ اینٹی میزائل سسٹم لے کر نصب کیا ہوا ہے۔ تمہارا یہ فارمولا ہمیں بھی کام دے سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہے عمران صاحب تو آپ پلیز اس فارمولے کی برآمدگی میں دلچسپی لیں۔ میرا وعدہ ہے کہ ہم اس فارمولے کے تحت بننے والا سسٹم پاکیشیا کو پہلے سپلائی کریں گے''۔ جونیئر نے کہا۔

''لیکن یہ فارمولا ہے کہاں۔ اب میں کیسے اسے تلاش کروں''۔ عمران نے کہا۔

''فارمولے کے نوٹس وزارت سائنس میں موجود ہیں۔ وہ میں آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔ آپ خود سائنس دان ہیں۔ ان نوٹس سے آپ فارمولے کے بارے میں بنیادی باتیں تو سمجھ لیں گے''۔ جونیئر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں آج ہی سپیشل کوریئر کے ذریعے آپ کے رانا ہاؤس والے پتے پر بھجوا دوں گا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ اس میں دلچسپی لے رہے ہیں''...... جونیئر نے انتہائی مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاملات کافی آگے بڑھ چکے ہیں بہرحال کوشش کرنا تو فرض ہے''...... عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس آپ۔ حکم باس''...... دوسری طرف سے اس بار جوزف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کارمن سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر نے رانا ہاؤس کے پتے پر ایک فارمولے کے نوٹس بھجوانے ہیں۔ جیسے ہی یہ پیکٹ پہنچے، تم نے مجھے فوراً فلیٹ پر پہنچانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے عقبی الماری کھول کر اس میں سے اس نے اپنا سیل فون اٹھایا، الماری بند کی اور واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے سیل فون کو آن کیا اور پھر ٹائیگر کے نمبر اس نے پریس کر دیئے۔

''یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر

کی آواز سنائی دی۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... عمران نے کہا۔

''میں ہوٹل گرانڈ سے باہر نکل رہا ہوں۔ پارکنگ کے قریب موجود ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''اس ہوٹل گرانڈ میں جہاں چند روز پہلے ایک ایکریمین عورت کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ کیا آپ کے لئے وہ عورت کوئی اہمیت رکھتی تھی''۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''تم میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ پھر بات ہوگی''...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔ وہ اس عورت کے قاتلوں اور خصوصاً فارمولے کی تلاش ٹائیگر کے ذمے لگانا چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر بہت جلد اس فارمولے کا سراغ لگا لے گا۔

روسیاہ کے دارالحکومت راسکو کی ایک عمارت کے کمرے میں بنے ہوئے ایک آفس میں بھاری چہرے اور بھاری جسم کا مالک ایک اُدھیڑ عمر آدمی بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اُدھیڑ عمر آدمی نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اُدھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

''پاکیشیا سے ماروف کی کال ہے سر''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''کراؤ بات''...... اُدھیڑ عمر آدمی نے چونک کر کہا۔

''ہیلو۔ ماروف بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... اُدھیڑ عمر آدمی نے سرد لہجے میں

کہا۔

''چیف۔ ایکریمین عورت ڈیزی کے قتل کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دلچسپی لینا شروع کر دی ہے''...... ماروف نے کہا تو چیف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اس کا ایک عام سے قتل سے اور جو ہوا بھی پاکیشیا میں ہے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ کام تو پولیس یا زیادہ سے زیادہ انٹیلی جنس کا ہو سکتا ہے''...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے ایک خطرناک آدمی ٹائیگر کو ہوٹل گرانڈ کے چیئرمین نے باقاعدہ اس کام کے لئے ہائر کیا ہے۔ یہ شخص اس قدر خطرناک سمجھا جاتا ہے کہ اس نے لامحالہ قاتلوں تک پہنچ جانا ہے اور پھر اس کی رپورٹ پر جب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کام کرنا ہے تو وہ فارمولے تک پہنچ جائیں گے''...... ماروف نے کہا۔

''تمہارا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے ماروف۔ پاکیشیا کو آخر اس فارمولے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ نہ پاکیشیا، ایکریمیا پر حملہ کر سکتا ہے اور نہ ہی جغرافیائی وجوہات کی بناء پر اسرائیل پر۔ اور یہ فارمولا ان دونوں ممالک کے اینٹی میزائل سسٹم کے خلاف کام کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ کارمن کی دلچسپی تو اس لئے تھی کہ وہ اس فارمولے کو سپر پاورز کو بھاری دولت کے عوض فروخت کرنا

چاہتے تھے۔ ان کا یہ کاروبار ہے اور پہلے بھی وہ کئی ایسے فارمولے تیار کر کے عالمی مارکیٹ میں فروخت کر چکے ہیں۔ ہم اس لئے یہ فارمولا چاہتے ہیں کہ ہمارا کسی بھی وقت ایکریمیا سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے اور ہم اسے دبا کر رکھنا چاہتے ہیں لیکن پاکیشیا کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ ایسے بے شمار فارمولے دنیا میں تیار ہوتے رہتے ہیں جن سے مخصوص ملکوں کو ہی دلچسپی ہوتی ہے سب کو نہیں''۔ چیف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ کافرستان نے یہی نظام اسرائیل سے لے کر دو سال پہلے کافرستان میں نصب کیا ہوا ہے اور پاکیشیا اس پر کام کر رہا ہے۔ دفاعی لحاظ سے پاکیشیا اس وقت کافرستان پر میزائل حملہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ اس فارمولے کو حاصل کر سکتا ہے''۔ ماروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ تم بے حد ذہین اور باخبر ہو۔ ویری گڈ۔ تم نے میری آنکھیں کھول دیں ہیں۔ اوہ۔ پھر اب وہ فارمولا کہاں ہے۔ کس کی تحویل میں ہے''...... چیف نے بے اختیار ماروف کی ذہانت کی تعریفیں کرتے ہوئے کہا۔ اسے یاد ہی نہ رہا تھا کہ چند لمحے پہلے وہ اس کے ذہنی توازن بگڑنے کی بات کر چکا ہے۔

''تھینکس چیف۔ اب اصل مسئلہ یہی ہے کہ ڈیزی قتل کر دی گئی ہے لیکن فارمولا غائب ہے۔ باوجود شدید کوششوں کے اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا''...... ماروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو تم نے رپورٹ دی تھی کہ کافرستانی ایجنٹ اسے لے اڑے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''زیادہ امکان یہی تھا لیکن وہ خود اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق ایکریمیا اور اسرائیل کی حکومتوں نے سرکاری طور پر کافرستان سے بات کی ہے کیونکہ اس فارمولے کی سب سے زیادہ اہمیت بھی ایکریمیا اور اسرائیل کے لئے ہے اور کافرستانی حکومت نے فارمولے کے بارے میں لاعلمی ظاہر کر دی ہے اور یہ بھی سرکاری طور پر کہا گیا ہے کہ ایکریمین عورت ڈیزی کو کافرستانی ایجنٹوں نے ہلاک نہیں کیا''۔ ماروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آخر وہ فارمولا کہاں گیا۔ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا یا اس ڈیزی نے اسے کسی کوڑا کرکٹ کے ڈرم میں پھینک دیا۔ کوروف نے آخر کچھ سوچ کر ہی اس پر اعتماد کیا ہو گا''۔ چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ کی بات درست ہے۔ ڈیزی اور کوروف میں خاصی دوستی تھی اور کوروف اس کی ذہانت کی تعریفیں کرتا رہتا تھا۔ اس لئے ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ ڈیزی نے خود ہی فارمولا ضائع کر دیا ہو اور اگر ایسا ہوتا تو اسے ہلاک بھی نہ کیا جاتا۔ لامحالہ اسے فارمولا لینے کے بعد ہلاک کیا گیا ہے''...... ماروف نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''سوال جو ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ فارمولا کہاں ہے۔ فارمولا ہمارے لئے بے حد اہم ہے اور اسی لئے ہم نے بھاری معاوضہ ادا کر کے فارمولے کی کاپی حاصل کی تھی۔ اب تو وہ لیبارٹری بھی ایکریمین ایجنٹوں نے تباہ کر دی ہے اور وہاں کام کرنے والے سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اب وہاں سے تو کچھ نہیں مل سکتا''...... چیف نے کہا۔

''پھر تو چیف ایک ہی کام ہو سکتا ہے کہ ہم ٹائیگر کی نگرانی کریں اور پھر اس عمران کی اور اگر یہ لوگ فارمولا حاصل کر لیں تو ان سے جبراً حاصل کر لیں''...... ماروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اب ریڈ بریگیڈ کے ایجنٹ دوسروں کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ ریڈ بریگیڈ، جس سے ایکریمیا اور دنیا کی تمام سپر پاورز خوفزدہ ہیں، اب یہ اس قابل بھی نہیں رہی کہ اس کے ایجنٹ ایک فارمولا خود تلاش کر سکیں۔ نانسنس''...... چیف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''نانسنس۔ ایجنٹ بنے پھرتے ہیں اور وہ بھی ریڈ بریگیڈ کے۔ روسیاہ جیسی سپر پاور کے نانسنس''...... چیف نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا کیونکہ اس کے اپنے ایجنٹوں پر غصہ کھانے سے فارمولا تو نہیں مل سکتا تھا تو

پھر وہ کیا کرے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کارل سے بات کراؤ جہاں بھی وہ ہو''...... چیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... چیف نے کہا۔

''کارل لائن پر ہے چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کراؤ بات''...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ کارل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا ڈیسک تمہارے پاس ہے''...... چیف نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ بلکہ مکمل ایشیائی ڈیسک چیف''...... کارل نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اس کے باوجود تمہارے آدمی ایک فارمولا تلاش نہیں کر سکے۔ کیوں۔ کیا تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو فارغ کر دیا جائے''۔ چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کارمن فارمولے کی بات کر رہے ہیں چیف''...... کارل

نے کہا۔

''ہاں''...... چیف نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس پر کام ہو رہا ہے چیف۔ اس فارمولے کے پیچھے ایکریمیا، اسرائیل، کارمن اور کافرستان سب ہی کام کر رہے ہیں لیکن ابھی تک اس فارمولے کا علم نہیں ہو سکا لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہم ہی کامیاب رہیں گے کیونکہ ہم نے یہ فارمولا خرید کیا ہوا ہے۔ یہ ہمارا فارمولا ہے''...... کارل نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اور اب اس فارمولے کے حصول کے ایک اور ملک بھی کود پڑا ہے''...... چیف نے کہا۔

''اور کون سا ملک چیف''...... کارل نے چونک کر پوچھا تو چیف نے ماروف کی پاکیشیا سے کال اور اس سے ہونے والی بات چیت مختصراً بتا دی۔

''اوہ۔ یہ تو اچھی پیش رفت ہے۔ یہ لوگ بے حد ہوشیار ہیں اور پھر ان کا اپنا ملک ہے۔ یہ کامیاب بھی ہو سکتے ہیں ہم ان کی نگرانی کریں گے اور پھر ان سے پہلے فارمولا حاصل کر لیں گے''۔ کارل نے پر جوش لہجے میں کہا۔

''تو کیا اب ریڈ بریگیڈ میں خود صلاحیت نہیں رہی''...... چیف نے ایک بار پھر غصہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے چیف۔ ریڈ بریگیڈ کا مقابلہ تو ایکریمیا بھی

نہیں کر سکتا۔ پاکیشیا نے کیا کرنا ہے لیکن وہ اپنے ملک میں ہم
سے زیادہ جلدی کامیاب ہو سکتے ہیں اور میں نے یہ نہیں کہا کہ ہم
ان سے فارمولا چھین کر لے آئیں گے بلکہ میں نے کہا ہے کہ ہم
ان سے پہلے فارمولا حاصل کر لیں گے اور یہی ریڈ بریگیڈ کی جیت
ہے"۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے کیسے حاصل کرو گے۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ چیف
نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ پاکیشائی ایجنٹوں میں ذہانت اور صلاحیت تو ہے لیکن
یہ غریب اور پسماندہ ملک ہے۔ یہاں جدید ترین مشینری کا استعمال
تو ایک طرف، جدید ترین مشینری کے بارے میں انہیں علم تک نہیں
ہوتا جبکہ روسیاہ جدید ترین مشینری کا عام استعمال کرتا ہے۔ ہم اس
جدید ترین مشینری سے ان کی نگرانی کریں گے اور پھر جیسے ہی انہیں
حتمی طور پر معلوم ہو گا کہ فارمولا کہاں ہے تو ہم ان سے پہلے وہاں
سے وہ فارمولا حاصل کر لیں گے"...... کارل نے باقاعدہ وضاحت
کرتے ہوئے کہا تو چیف کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے اچھا کیا کہ تفصیل سے بات کر دی
ورنہ مجھے ماروف کی باتوں پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ میں نے فیصلہ کر
لیا تھا کہ اسے ریڈ بریگیڈ سے فارغ کر دوں۔ لیکن تم نے مجھے
مطمئن کر دیا ہے اور اب میں پوری طرح مطمئن ہوں جس طرح
جی چاہے کام کرو لیکن روسیاہ کو یہ فارمولا ہر صورت میں چاہئے اور

ایک بات اور بھی سن لو کہ اب کارمن لیبارٹری تباہ ہو چکی ہے۔
سائنس دان ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے اب یہی ایک فارمولا بچا
ہے۔ اسے واپس ایکریمیا، اسرائیل یا کسی اور ملک کے پاس نہیں
جانا چاہئے"...... چیف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ ایسا ہی ہو
گا"...... کارل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ وِش یو گڈ لک"...... چیف نے اطمینان بھرے لہجے
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے بھاری جسم کے مالک اُدھیڑ عمر آدمی نے چونک کر سر اٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی حالت میں موجود تھی۔

"آؤ تھامسن۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"..... اُدھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"یس باس۔ میں حاضر ہو گیا ہوں"..... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور میز کی دوسری طرف موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ بیٹھنے کا انداز مؤدبانہ تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ کلارک کس مشن کو پورا کرتے ہوئے ہلاک ہوا ہے"..... باس نے کہا۔

"یس باس۔ کارمن لیبارٹری سے اس نے فارمولا حاصل کرنا

تھا لیکن کامیاب نہ ہونے پر اس نے پوری لیبارٹری کو ہی تباہ کر دیا اور اسے بھی جوابی کارروائی میں ہلاک کر دیا گیا۔ اس طرح بھی وہ اپنے مشن میں کامیاب رہا"..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو ایکریمیا کو اس کی فکر نہ ہوتی۔ جو اطلاعات ہیں اور مل رہی ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی تشویشناک ہیں۔ اس لئے ایک بہت اعلیٰ سطح کی میٹنگ ہوئی ہے۔ اس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے یہ مشن ادھورا ہے اور ایکریمیا کے دفاع کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے اس مشن کو بلیک اتھارٹی ہی مکمل کرے۔ اسی لئے تمہیں کال کیا گیا ہے"..... اُدھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"یس باس۔ میں حاضر ہوں"..... تھامسن نے کہا۔

"تھامسن۔ کلارک نے جب لیبارٹری تباہ کی تو ہم یہی سمجھے کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں لیکن بعد میں اطلاع ملی کہ کارمن لیبارٹری کے ایک سائنس دان نے بھاری رقم لے کر روسیاہ کے ایک ایجنٹ کوروف کو فارمولے کی کاپی دے دی تھی۔ اس ایجنٹ کے پیچھے کارمن اور کئی اور ممالک کے ایجنٹ لگ گئے تو اس ایجنٹ نے اپنی ایک دوست عورت جو ایکریمین نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتی تھی اور مطالعاتی دورے پر روسیاہ جا رہی تھی اس کو فارمولے کی کاپی دے دی۔ کارمن ایجنٹوں نے اس روسیاہی ایجنٹ کو ہلاک کر دیا لیکن وہ عورت پاکیشیا پہنچ گئی۔ وہ پاکیشیا کے بعد کافرستان اور پھر روسیاہ

جانا چاہتی تھی لیکن پاکیشیا میں ہی اسے گولی مار دی گئی اور فارمولا غائب ہو گیا اور اب تک فارمولا دستیاب نہیں ہو سکا''...... باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''فارمولا قاتلوں کے پاس ہو گا اور کہاں جا سکتا ہے''۔ تھامسن نے کہا۔

''قاتل بھی ٹریس نہیں ہو سکے البتہ اب امکانات پیدا ہو گئے ہیں کہ قاتلوں کا بھی پتہ چل جائے اور فارمولا بھی مل جائے کیونکہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ اس میں کود پڑے ہیں اور یہ بے حد تیزی سے کام کرتے ہیں اور پھر یہ ان کا اپنا ملک ہے۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ روسیاہی سروس ریڈ بریگیڈ کے سپر ایجنٹ بھی پاکیشیا جا رہے ہیں تاکہ فارمولا حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کافرستانی ایجنٹ بھی کام کر رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہاں ایجنٹوں کا میلہ لگ گیا ہے جبکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ فارمولا ہمارے ہاتھ آئے اور اگر ہمارے ہاتھ نہ آئے تو پھر اسے ختم کر دیا جائے۔ یہ بھی ہماری کامیابی ہے''...... باس نے کہا۔

''جب تک فارمولا نہ ملے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں انتظار کرنا چاہئے''...... تھامسن نے کہا۔

''میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم روسیاہ میں کام کرتے رہے اور وہاں کے تمام ماحول اور ریڈ بریگیڈ کے آدمیوں سے بھی پوری طرح واقف ہو۔ تم روسیاہ چلے جاؤ اور ریڈ بریگیڈ کے آفس

سے رابطہ رکھو۔ جیسے ہی فارمولا وہاں پہنچے اسے لے اڑو۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو اسے آگ میں ڈال کر راکھ کر دو''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو بات کروں''۔ تھامسن نے کہا تو چیف چونک پڑا۔

''ہاں کرو۔ کون سی بات ہے''...... باس نے کہا۔

''کیا یہ ضروری ہے کہ یہ فارمولا آخر روسیاہی ایجنٹوں کے ہاتھ لگے اور پھر وہ اسے روسیاہ لے آئیں اور میں اسے روسیاہ سے حاصل کروں''...... تھامسن نے کہا۔

''میرا تو یہی خیال ہے۔ روسیاہ ہمارے طرح سپر پاور ہے۔ اس لئے ہمارے اور کارمن کے بعد سب ممالک جن میں پاکیشیا اور کافرستان بھی شامل ہیں اس قابل کہاں ہیں کہ وہ ہماری برابری کر سکیں''...... باس نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے باس۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری دنیا میں اپنی کارکردگی کی وجہ سے مشہور ہے لیکن اس معاملے میں وہ مداخلت اس لئے نہیں کرے گی کہ ان کا کوئی فائدہ اس فارمولے سے نہیں بنتا۔ یہ سپر پاورز کی جنگ ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ میں روسیاہ جا کر انتظار کرنے کی بجائے خود پاکیشیا جا کر اس فارمولے کو روسیاہی ایجنٹوں کے مقابلے میں حاصل کروں''۔ تھامسن نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایکریمیا کی سپر ٹاپ ایجنسی بلیک اتھارٹی کا سپر ایجنٹ پاکیشیا جیسے ملک میں کام کرے۔ بلیک اتھارٹی کی توہین ہے البتہ بلیک اتھارٹی پاکیشیا میں ٹی گروپ کی خدمات حاصل کرے گی تاکہ معاملات سے باخبر رہیں“...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے باس۔ مجھے اجازت دیں“...... تھامسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ لیکن فارمولا اگر روسیاہ پہنچے تو اسے واپس لانا یا ختم کرنا تمہارا کام ہے اور مجھے بھی تم ساتھ ساتھ اطلاع دیتے رہو گے“ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... تھامسن نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تو باس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”ہیرالڈ جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ“...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... باس نے کہا۔

”ہیرالڈ لائن پر ہیں باس“...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی نسوانی لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو“...... باس نے کہا۔

”ہیرالڈ بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”ہیرالڈ۔ جیکب کو لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت“...... باس نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور دو نوجوان اندر داخل ہوئے۔ دونوں درمیانے قد اور ورزشی جسم کے مالک تھے۔ ایک نے سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ دوسرے نے جینز پر لیدر جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ دونوں نے اندر آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”آؤ بیٹھو“...... باس نے دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک فائل نکالی اور لیدر جیکٹ پہنے جیکب کی طرف بڑھا دی۔

”دیکھو اسے جیکب اور پھر ہیرالڈ کو دے دینا“...... باس نے کہا تو جیکب نے فائل پکڑی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل میں چار صفحات تھے جن میں باریک حروف میں ٹائپ کیا گیا تھا جبکہ ہیرالڈ اس دوران خاموش بیٹھا رہا۔ چاروں صفحات پڑھنے کے بعد جیکب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے

ساتھ بیٹھے ہیرالڈ کی طرف بڑھا دیا۔ ہیرالڈ نے فائل لے کر اسے کھولا اور پھر جیسے جیسے وہ اسے پڑھتا گیا اس کا چہرہ سنجیدہ سے سنجیدہ تر ہوتا جا رہا تھا۔ فائل پڑھنے کے بعد اس نے بھی ایک طویل سانس لیا اور فائل بند کر کے باس کی طرف بڑھا دی۔

''تم نے جو کچھ پڑھا ہے اسے زبان پر مت لے آنا''۔ باس نے کہا۔

''یس باس''...... دونوں نے ہی بیک زبان ہوتے ہوئے کہا۔

''معاملات اس سے بھی سنجیدہ ہیں جتنے اس فائل میں نظر آتے ہیں اور ہمیں اب ان حالات میں ایکریمیا کے مفادات کے لئے کام کرنا ہے۔ کیا تم تیار ہو''...... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ہم تیار ہیں اور ہم کامیاب رہیں گے''...... دونوں نے ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... باس نے فائل کو واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن باس۔ ایک بات کی میں اجازت چاہوں گا''...... ہیرالڈ نے اٹھتے اٹھتے پھر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں بولو''...... باس نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیکب بھی کرسی سے اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی حیرت کا تاثر موجود تھا۔

''باس۔ اس ڈرامے کا فائدہ کیا ہو گا۔ کیا صرف بین الاقوامی ایجنٹوں کو الجھانا مقصود ہے یا اس کے پس منظر میں کوئی اور بات ہے''...... ہیرالڈ نے کہا تو باس بے اختیار مسکرا دیا۔

''اس لئے میں نے کہا تھا کہ جو کچھ تم نے پڑھا ہے یہ زبان پر نہ آئے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم دونوں نے مل کر میرا دماغ چاٹ جانا ہے لیکن اب بات ہو گئی ہے تو اسے اب کھل کر ہونا چاہئے''...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اگر آپ کھل کر بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں تو پھر سچی بات یہ ہے کہ مجھے یہ سارا پلان قطعاً بچگانہ لگ رہا ہے''...... ہیرالڈ نے کہا تو جیکب بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو ہیرالڈ۔ باس کی توہین کر رہے ہو''۔ جیکب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں باس کے بارے میں نہیں کہہ رہا۔ باس بھی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پچھلے دنوں ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ ہوئی ہے جس میں ٹراگر بھی شامل تھا اور یہ منصوبہ پڑھتے ہی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ یہ ٹراگر کے ذہن کا نتیجہ ہے۔ وہ ایسے ہی احمقانہ منصوبے بنایا کرتا ہے۔ ان احمقانہ منصوبوں کو ہم سب اپنی جانوں پر کھیل کر کامیاب بناتے ہیں تو تعریف ٹراگر کی ہی ہوتی ہے''...... ہیرالڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم ٹراگر سے کیوں خار کھاتے ہو۔ تمہاری

گرل فرینڈ میگی اب اس کی گرل فرینڈ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ یہ منصوبہ ٹراگر نے ہی میٹنگ میں پیش کیا تھا۔ بظاہر یہ منصوبہ واقعی بچگانہ بلکہ احمقانہ نظر آتا ہے لیکن اس میں موجود ایک پوائنٹ قابل داد ہے کہ ہم ہر طرف ایجنٹوں کی کارروائیاں دکھا کر یا تو سپر پاورز کو یقین دلاتے رہیں گے کہ ہم کارمن فارمولے سے خوفزدہ ہیں جبکہ ہمارے سائنس دان تیزی سے نئے اسرائیلی فارمولے کے تحت نظام کو تبدیل کرتے رہیں گے اور کسی کو اس کا علم نہ ہونے دیا جائے گا۔ اس طرح کارمن کے بعد بھی جو فارمولے ہمارے اینٹی میزائل نظام کے خلاف تیار کئے جائیں گے وہ سب عملی طور پر ناکام ہو جائیں گے''...... باس نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی اور باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... باس نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ کراؤ بات''...... باس نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ کراؤن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی اور یہ نام سن کر ہیرالڈ اور جیکب دونوں چونک پڑے کیونکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ کراؤن پریذیڈنٹ آف ایکریمیا کا سائنسی مشیر ہے اور ایکریمیا میں اور ایکریمیا سے باہر موجود تمام سائنسی لیبارٹریاں اس کے چارج میں رہتی ہیں۔

''یس سر۔ چیف آف بلیک اتھارٹی بول رہا ہوں''...... چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر چیف۔ ٹراگر کے منصوبے پر آپ نے کام شروع کیا ہے کہ نہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''بلیک اتھارٹی کے دو سپر ٹاپ ایجنٹس کی ڈیوٹی لگا دی ہے اور وہ دونوں اس وقت میرے آفس میں موجود ہیں''...... چیف نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

''ایکریمیا کے صدر صاحب نے اس پلاننگ کو یکسر مسترد کر دیا ہے اس لئے اب اس پر عمل نہیں ہو گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے جناب''...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو چیف نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''میری بات درست ثابت ہوئی ہے۔ یہ منصوبہ بالکل بچگانہ تھا اور میری بات کوئی مانتا نہیں ورنہ اس ٹراگر کو تو جیل میں ہی ڈال دینا چاہئے''...... ہیرالڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''اب یہ فائل مجھے دو اور سب کچھ بھول جاؤ''...... چیف نے کہا۔

''باس۔ اس فارمولے کا حصول باقی رہ گیا ہے جو روسیاہی ایجنٹ لے اڑے ہیں۔ آپ نے تھامسن کو تو روسیاہ بھیج دیا ہے۔

ہم پاکیشیا چلے جائیں اور اپنے طور پر اس فارمولے کا کھوج لگائیں''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''یس باس۔ یہ بہت ضروری ہے۔ یہ فارمولا براہِ راست ہمارے خلاف ہے اس لئے ہمیں اس کے خلاف بھرپور انداز میں کام کرنا ہوگا''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم پاکیشیا چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ اس فارمولے کو یا تو حاصل کر لو اور اگر حاصل نہ کر سکو تو اسے کسی صورت ہمیشہ کے لئے ختم کر دو''...... چیف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو دونوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

ٹائیگر نے کار عمران کے فلیٹ کے نیچے مخصوص جگہ پر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے کار لاک کی اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اپنے عقب میں قدموں کی چاپ سن کر وہ تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ آنے والا سلیمان تھا جس نے ہاتھوں میں شاپنگ بیگ پکڑے ہوئے تھے۔

''ہیلو سلیمان''...... ٹائیگر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ٹائیگر اس کے جواب پر بے حد شرمندہ ہوا۔

''سوری۔ السلام علیکم''...... ٹائیگر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم شرمندہ ہوئے ہو اور فوراً اپنی غلطی کی تلافی کر دی ہے۔

یہ تمہارے دل کے زندہ ہونے کی نشانی ہے۔ ہماری مسجد کے امام صاحب کہتے ہیں کہ جن کے دل زندہ ہوتے ہیں وہی زندہ ہوتے ہیں۔ باقی تو چلتی پھرتی لاشیں ہوتی ہیں''...... سلیمان نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے جو اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سلیمان قدیم دور کا کوئی فلاسفر ٹائپ کا استاد ہو جو چلتے چلتے اپنے شاگردوں کو دنیا کے اسرار و رموز سمجھاتے رہتے تھے۔

''ایسے عالم فاضل امام مسجد سے تو ملنا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کل صبح کی نماز ہماری والی مسجد میں پڑھ لو۔ نماز کے بعد وہ کچھ دیر باتیں کرتے ہیں اور یہی باتیں ہمارے لئے سبق ہوتی ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا اور پھر ایک خفیہ خانے میں رکھی ہوئی چابی اٹھا کر اس نے دروازے کا لاک کھولا اور چابی واپس اسی خانے میں رکھ کر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

''اب کیا کیا جائے۔ آج کل عالموں فاضلوں کی اتنی کثرت ہو گئی ہے کہ فلیٹ میں آؤ تو عالم فاضل۔ باہر جاؤ تو ہر دکان پر حقیقت اور ملکی حالات کا عالم فاضل۔ کسی بزرگ کو سلام کر دو تو نصیحتیں اس قدر عالمانہ اور فاضلانہ کہ سمجھ ہی نہیں آتیں''۔ سلیمان نے راہداری سے گزرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر مسکراتا ہوا سٹنگ روم کی طرف مڑ گیا۔

اسے معلوم تھا کہ سلیمان، عمران کو سنانے کے لئے یہ باتیں کر رہا ہے۔

''السلام علیکم باس''...... ٹائیگر نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ'۔ یہ کب سے تم پر علم وفضل کی بارش ہو رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہیں بیرونی سیڑھیوں کے قریب ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''پھر تو بچ گئے ورنہ اب تک تم بھی سلیمان کی طرح عالم فاضل بن چکے ہوتے''...... عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ سلیمان صاحب اب واقعی بہت فلسفیانہ باتیں کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے جس کو کوئی کام نہ ہو اس نے فلسفیانہ باتیں ہی کرنی ہیں۔ کہتے ہیں بے کار آدمی کا دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے''۔ عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اور شیطان کے اپنے دماغ کے بارے میں سیانے کیا کہتے ہیں''...... سلیمان نے ٹرالی سمیت اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان کا اشارہ عمران کی طرف ہے۔

''ارے ابھی ٹائیگر ٹھیک سے بیٹھا بھی نہیں اور تم چائے بھی لے آئے اور ساتھ ہی اتنی ساری پلیٹیں بسکٹوں کی۔ کیا ہوا ہے جو ٹائیگر کی اتنی خدمت کی جا رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر نے وعدہ کیا ہے کہ وہ صبح کی نماز کے بعد ہماری مسجد کے امام صاحب کا وعظ سنے گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ وعظ سننے کے بعد شاگرد استاد سے کہیں آگے بڑھ جائے گا''...... سلیمان نے چائے کے برتن میز پر رکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ٹرالی ایک طرف کھڑی کر کے واپس مڑ گیا۔

''تمہاری مسجد کے امام صاحب کو گھڑیوں میں تبدیلی کرنا پڑے گی۔ گیارہ بجے تو یہ کمرے سے باہر نکلتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نماز تو پڑھتا ہوں باس۔ میں پھر آ کر سو جاتا ہوں''۔ ٹائیگر نے احتجاج کے انداز میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔ سلیمان پہلے ہی کمرے سے جا چکا تھا۔

''تم ہوٹل گرانڈ میں اس ایکریمین عورت کی خاطر گئے تھے کیا''...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے ٹائیگر سے پوچھا۔

''ہوٹل گرانڈ جاتے ہوئے مجھے اس عورت کے قتل کے بارے میں علم نہیں تھا۔ وہاں میں ویسے ہی اسسٹنٹ مینجر سے ملنے گیا تھا۔ وہاں اس نے مجھے اس عورت کے قتل کے بارے میں بتایا۔ پھر ہوٹل کے چیئرمین رانا اکبر نے مجھے اپنے آفس میں بلا کر مجھے

باقاعدہ قاتلوں کے بارے میں سراغ لگانے کا کہا۔ میں نے اس سے معاوضہ طلب کیا جو اس نے نصف ادا کر دیا۔ پھر میں ہوٹل سے باہر آ رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی اور آپ نے بھی اس عورت کا حوالہ دیا ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ کیا اس کی کوئی اہمیت آپ کے نزدیک بھی ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایکریمیا، اسرائیل اور کافرستان تینوں ممالک نے اپنے دفاع کے لئے جو اینٹی میزائل نظام نصب کیا ہوا ہے اس کے خلاف کارمن کی ایک لیبارٹری میں ایک فارمولے پر کام ہو رہا تھا۔ ایکریمیا اور روسیاہ دونوں کو ہی اس کی اطلاع ہو گئی اور ایکریمیا نے اسے اس لئے حاصل کرنے کی کوشش کی کہ وہ اس فارمولے کا توڑ نکال کر اپنے نظام کا دفاع کرے۔ ایکریمیا کا ایک سپر ایجنٹ لیبارٹری پہنچا لیکن جب وہ فارمولا حاصل کرنے میں ناکام رہا تو اس نے اس پوری لیبارٹری کو تباہ کر کے آگ لگا دی۔ تمام سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا جس پر کارمن ایجنٹوں نے اس کے خلاف ایکشن لیا اور اسے ہلاک کر دیا لیکن پھر پتہ چلا کہ کارمن لیبارٹری کے ایک سائنس دان نے ایک روسیاہی ایجنٹ کے ہاتھ فارمولا کو فروخت کر دیا تھا۔ کارمن ایجنٹوں نے اس کے خلاف گھیرا ڈالا تو اس روسیاہی ایجنٹ نے اپنی ایک دوست ایکریمین نژاد عورت کو جو نیشنل یونیورسٹی ایکریمیا میں پڑھاتی تھی اور اقوام متحدہ کے تحت

یونیورسٹی کی طرف سے پاکیشیا، کافرستان اور روسیاہ کا مطالعاتی دورہ کرنے نکلی تھی، فارمولے دے دیا اور یقیناً اسے کہا ہو گا کہ وہ یہ فارمولا روسیاہ میں کسی کو پہنچا دے لیکن یہاں ہوٹل گرانڈ میں اس عورت کو گولی مار دی گئی۔ یقیناً قاتلوں نے اس سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد اسے ہلاک کیا ہو گا۔ ہمیں وہ فارمولا چاہئے''۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس فارمولے کا پاکیشیا سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور آپ کو اس کا علم کیسے ہوا''...... ٹائیگر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سوال کرنا اچھی عادت ہے۔ ایک صفدر ہے جو مسلسل سوال کرتا رہتا ہے اس لئے وہ سپر ایجنٹ ہے اور ایک تم ہو اس لئے ٹائیگر ہو''...... عمران نے کہا۔

''سوری باس۔ آپ ناراض ہو گئے۔ کیا مجھے یہ سوال نہیں کرنا چاہئے تھا''...... ٹائیگر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ سوال کرنا اچھی عادت ہے لیکن صرف سوال ہی نہیں کرتے رہنا چاہئے۔ کچھ سوچ بھی لینا چاہئے۔ اب دیکھو کیپٹن شکیل سوال نہیں کرتا صرف سوچتا ہے اور وہ وہاں تک پہنچ جاتا ہے جہاں تک میں بھی نہیں پہنچ پاتا۔ بہرحال میں تمہیں بتا دوں کہ پاکیشیا کا اس فارمولے سے کیا تعلق ہے۔ میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا ہے کہ ایکریمیا، اسرائیل اور کافرستان تینوں

نے اپنے دفاع کے لئے یہ سسٹم نصب کیا ہوا ہے اور کافرستان ہمارا دشمن نمبر ایک ہے۔ اس فارمولے سے ہم اس کے نظام کو تسخیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس لئے اس فارمولے کی ہمیں بھی ضرورت ہے۔ اب رہی دوسری بات کہ مجھے اس کا علم کیسے ہوا۔ تو میں ایک غیر ملکی اخبار پڑھ رہا تھا جس میں ایکریمیا کے ایک سپر ایجنٹ کلارک کے قتل کی خبر شائع ہوئی تھی اور کلارک کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کی موت کی خبر پڑھ کر میں چونک پڑا۔ میں نے ایکریمیا کے ایک ریٹائرڈ ایجنٹ سے جس نے اپنی ایجنسی ریڈ سرکل کے نام سے بنائی ہوئی ہے، فون کر کے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ کلارک نے کارمن میں یہ سب کچھ کیا تھا جس کے جواب میں کارمن ایجنٹوں نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر میں نے کارمن سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر کو کال کیا تو اس نے فارمولے کے بارے میں تمام تفصیل بتائی اور اس عورت کے بارے میں بھی بتایا۔ اس عورت کے پیچھے صرف کارمن کے ایجنٹ ہی نہیں روسیاہی، ایکریمین اور کافرستان کے ایجنٹ بھی لگے ہوئے تھے۔ لیکن فارمولا کسی کو اب تک نہیں مل سکا۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا۔ تم نے ہوٹل گرانڈ کی بات کی تو میں نے اس عورت کی بات کر دی''...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''رانا اکبر نے فارمولے کے بارے میں تو مجھے کچھ نہیں بتایا۔ یا

تو اسے اس کا علم نہیں ہے یا وہ دانستہ مجھ سے چھپا گیا ہے تاکہ قاتلوں کا پتہ چلنے پر وہ ان ایجنٹوں کو بتا دے گا اور باقی کام وہ ایجنٹ کر لیں گے۔ ٹھیک ہے باس۔ اب میں نہ صرف اس عورت کے قاتل کو ٹریس کرتا ہوں بلکہ اس فارمولے کو بھی حاصل کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ اب تک فارمولا پاکیشیا میں نہیں رہا ہو گا بلکہ کسی نہ کسی ملک تک پہنچ چکا ہو گا لیکن ہم نے بہرحال فارمولا حاصل کرنا ہے دنیا میں جہاں بھی ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ فارمولا کس شکل میں ہے باس''...... ٹائیگر نے اچانک چونک کر کہا۔

''مائیکرو فلم کی شکل میں۔ لیکن اس فارمولے کے نوٹس جونیئر کے ذریعے مجھ تک پہنچ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم اسے پہچان سکیں گے۔ تم نے بہرحال یہ معلوم کرنا ہے کہ فارمولا کہاں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر مڑا اور فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس گرانڈ ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کیونکہ ہوٹل گرانڈ کے اسسٹنٹ مینجر جیری کے تعلقات پولیس اور انٹیلی جنس کے ساتھ خاصے گہرے تھے اور ہوٹل بزنس میں ان

دونوں محکموں کے سرکردہ افراد سے تعلقات بنا کر رکھنے پڑتے تھے اور ٹائیگر اب پہلے پولیس اور انٹیلی جنس کی رپورٹیں چیک کرنا چاہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل گرانڈ پہنچ گیا۔

''ارے کیا ہوا۔ تم پھر آ گئے۔ کوئی خاص بات''...... جیری نے ٹائیگر کو اپنے آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''وہ کیا کہتے ہیں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر نہ آ سکوں''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیری سے مصافحہ کر کے وہ سائیڈ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پہلے میرے لئے ایپل جوس کا بڑا گلاس منگواؤ کیونکہ میں جہاں جانا چاہتا ہوں وہاں جانے کے لئے خاصی طاقت مجتمع کرنا پڑتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جیری بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کہاں جانا چاہتے ہو''...... جیری نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے اور پھر رابطہ ہونے پر اس نے کسی کو ایپل جوس کا بڑا گلاس لے آنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کہ شاید مجھے پولیس کے پاس جانا پڑے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ارے وہ کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... جیری نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے چیئرمین رانا اکبر نے میرے ذمے کیا کام لگایا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے"...... جیری نے کہا۔

"تمہارا چیئرمین ایکریمین عورت کے قاتلوں کو ٹریس کرانا چاہتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ایک بڑا گلاس ایپل جوس سے بھرا رکھا تھا۔ اس نوجوان نے سلام کیا اور پھر جیری کے اشارے پر اس نے گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھا اور ٹرے اٹھائے واپس مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا۔

"اوہ اچھا۔ ویسے میں خود بھی چاہتا تھا کہ ایسا ہو جائے تاکہ ہوٹل پر لگا ہوا دھبہ دور ہو سکے لیکن تم تو پولیس کے پاس جانے کی بات کر رہے تھے"...... جیری نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ یہاں ابتدائی کارروائی یا انکوائری پولیس اور انٹیلی جنس نے کی ہے تو ان کی رپورٹیں دیکھے بغیر میں آگے نہیں بڑھ سکتا اور ہاں۔ اس ایکریمین عورت ڈیزی کے کمرے کا بھی جائزہ میں نے لینا ہے"...... ٹائیگر نے جوس کے گلاس میں موجود سٹرا کو سپ کرتے ہوئے کہا۔

"رپورٹیں میں تمہیں منگوا دیتا ہوں اور کمرے کی چابی بھی۔ آج ہی یہ چابی پولیس نے واپس کی ہے"...... جیری نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

اور پھر شاید آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"یس پولیس اسٹیشن گول باغ"...... ایک سخت مردانہ آواز سنائی دی۔

"انسپکٹر عالم خان سے بات کراؤ۔ میں ہوٹل گرانڈ کا مینجر جیری بول رہا ہوں"...... جیری نے اس بار بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ہیلو۔ انسپکٹر عالم خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"انسپکٹر عالم خان۔ آپ نے ہوٹل گرانڈ میں قتل ہونے والی ایکریمین عورت کی انکوائری کی ہے۔ اس رپورٹ کی نقل مجھے ابھی چاہئے کیونکہ ہوٹل کے چیئرمین اسے ابھی دیکھنا چاہتے ہیں"۔ جیری نے کہا۔

"رپورٹ تو مل جائے گی جناب۔ لیکن"...... انسپکٹر نے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے بڑے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"اگر بڑے افسروں سے اجازت کی بات کی ہے تو میں ابھی انسپکٹر جنرل پولیس سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ جب بھی ہمارے ہوٹل آتے ہیں یہی پوچھتے ہیں کہ کسی پولیس افسر سے کوئی شکایت تو نہیں"...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار

مسکرا دیا۔

''اوہ نہیں جناب۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ اصل رپورٹ بھیج دوں یا اس کی نقل''...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''کاپی بھجوا دو لیکن مکمل رپورٹ چاہئے اور میں انتظار کر رہا ہوں اور ہاں۔ اس بار انسپکٹر جنرل سے ملاقات ہو گی تو میں خصوصی طور پر آپ کی تعریف کروں گا''...... جیری نے کہا۔

''جج۔ جج۔ جناب کی مہربانی ہے جناب۔ ہم تو آپ کے خادم ہیں جناب۔ میں ابھی خود آ کر رپورٹ کی کاپی دے جاتا ہوں جناب''...... اس بار دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو جیری نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آن پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پہلے کی طرح اس بار بھی اس نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا کیونکہ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''سنٹرل انٹیلی جنس بیورو''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''انسپکٹر حشمت خان سے بات کرائیں۔ میں گرانڈ ہوٹل سے مینجر جیری بول رہا ہوں''...... جیری نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ انسپکٹر حشمت بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''جیری بول رہا ہوں حشمت خان''...... جیری نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ تم۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

''ایکریمین عورت ڈیزی کے قتل کی انکوائری تم کرتے رہے ہو۔ مجھے تمہاری وہ رپورٹ چاہئے جو تم نے اعلیٰ افسروں تک بھیجی ہے''...... جیری نے کہا۔

''کیوں۔ کوئی خاص وجہ''...... انسپکٹر حشمت خان نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں تشویش کا عنصر نمایاں تھا۔

''چیئرمین رانا صاحب نے طلب کی ہے۔ وہ تو ڈائریکٹر جنرل سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے روک دیا ہے اور تمہارے بارے میں بتایا کہ تم ہمارے اپنے آدمی ہو۔ کیا خیال ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے''...... جیری نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اس رپورٹ کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ وہ میں بھجوا دوں گا''...... انسپکٹر حشمت خان نے کہا۔

''ابھی اور اسی وقت چاہئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ چیئرمین صاحب کس مزاج کے آدمی ہیں''...... جیری نے کہا۔

''اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں''...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ تھینک یو'' ...... جیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''لو۔ یہ دونوں رپورٹیں ابھی آ جائیں گی۔ اس کے بعد اور کچھ چاہئے تو وہ بھی منگوا دوں گا'' ...... جیری نے کہا۔

''قاتل منگوا دو'' ...... ٹائیگر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جیری بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی ایک کار کھیتوں کے درمیان سانپ کی لکیر جیسی دور تک جاتی ہوئی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار میں دو کرانسی افراد موجود تھے۔ ایک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ دوسرا سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

''میں جب کچھ عرصہ پہلے یہاں آیا تھا تو اس وقت میرا خیال تھا کہ یہ ملک اس قدر پسماندہ ہو گا کہ یہاں پتھر کے دور کے انداز میں لوگ رہتے ہوں گے لیکن اب کئی سالوں سے یہاں رہنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ تو بعض معاملات میں ہم سے بھی آگے ہیں'' ...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے کرانسی نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے کرانسی نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم خواہ مخواہ ان لوگوں سے مرعوب ہو گئے ہو ڈوشے۔ ورنہ یہ لوگ بے حد سست اور غیر فعال ہیں۔ یہاں کوئی کام شوق سے

نہیں کیا جاتا۔ ہر کام اس طرح کیا جاتا ہے جیسے بیگار بھگتائی جا رہی ہو اور یہ لوگ ذہانت میں ہم سے صدیوں پیچھے ہیں۔ یہ صرف ہماری ایجاد کردہ ٹیکنالوجی ہے جسے یہ استعمال کر کے اپنے آپ کو مہذب اور جدید بنائے ہوئے ہیں''...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے کرانسی نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی جسے ڈوشے کہہ کر پکارا گیا تھا، بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''تمہارے اندر اب بھی کرانس کے شاہی خاندان کے خون کا اثر ہے برگنڈی''...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ڈوشے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں نے جو کہا ہے وہی سچ ہے۔ ابھی جہاں ہم جا رہے ہیں تم خود وہاں دیکھ لینا''...... برگنڈی نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں۔ تم اس طرف کھیتوں میں کیوں آئے ہو۔ کیا وہ فارمولا یہاں موجود ہے لیکن اس ایکریمین عورت کا اس علاقے سے کیا تعلق''...... ڈوشے نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اچانک اس بات کا خیال آیا ہو۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میں اور میرا گروپ اس عورت کے دوست روسیاہی ایجنٹ کی اس وقت سے نگرانی کر رہے تھے جب سے ہمیں معلوم ہوا تھا کہ اس نے کارمن لیبارٹری کے کسی سائنس دان سے فارمولا حاصل کر لیا ہے لیکن وہ ایجنٹ کارمن میں ہی رہا

اور اس کے ساتھی اس کے اردگرد ہی رہے۔ اس لئے اس پر ہاتھ نہ ڈالا جا سکا اور پھر اچانک ایک ہوٹل میں اس ایجنٹ اور اس عورت کی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کا پہلا تاثر یہی تھا کہ یہ دونوں اچانک ایک دوسرے سے ملے ہیں۔ پھر یہ دونوں اکثر اکٹھے دیکھے جانے لگے۔ اس عورت کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ ایکریمین ہے اور ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتی ہے اور مطالعاتی دورے پر نکلی ہوئی ہے۔ پھر یکلخت یہ عورت کارمن سے پاکیشیا روانہ ہوگئی۔ اس کے جاتے ہی ہمیں اس ایجنٹ پر ہاتھ ڈالنے کا موقع مل گیا اور خوفناک تشدد کے بعد اس نے ہمیں بتایا کہ اس نے یہ فارمولا اس ایکریمین عورت ڈیزی کو دے دیا ہے۔ وہ اسے روسیاہ پہنچا دے گی۔ اس خوفناک تشدد کے نتیجے میں یہ ایجنٹ ہلاک ہوگیا اور ہم اس عورت کے پیچھے یہاں پاکیشیا آ گئے۔ یہاں ہمیں معلوم ہوا کہ اور لوگ بھی اس کی نگرانی کر رہے ہیں بلکہ کافرستان بھی اس نگرانی میں شامل تھا۔ ہم نے ایک کافرستانی ایجنٹ پر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ ڈیزی نے اس فارمولے کا سودا کافرستان سے کر لیا ہے اور یہ سودا کافرستان میں مکمل ہوگا۔ یہ عورت ڈیزی تین دن تک پاکیشیا میں رہنے کے بعد کافرستان جائے گی اور وہاں رقم لے کر فارمولا دے دے گی اور خود روسیاہ کا مطالعاتی دورہ منسوخ کر کے واپس ایکریمیا چلی جائے گی۔ چنانچہ ہم نے نگرانی مزید سخت کر دی۔ پھر ہمیں اتفاقاً معلوم

ہو گیا کہ ڈیزی کو بھی چونکہ اپنی نگرانی کا علم ہو گیا تھا اور اسے خطرہ
پیدا ہو گیا کہ اس سے فارمولا حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا
جائے گا البتہ اگر فارمولا نہ مل سکا تو اسے ہلاک نہیں کیا جائے گا
کیونکہ اس طرح فارمولا نہیں مل سکے گا۔ اس لئے اس نے فارمولا
اپنے ایک زمیندار دوست رستم کے پاس امانتاً رکھوا دیا اور اسے کہا
کہ وہ کافرستان پہنچ کر اسے وہاں بلا لے گی اور اس فارمولے کے
عوض ملنے والے خطیر معاوضہ میں سے پندرہ فیصد معاوضہ اسے ادا
کر دے گی۔ رستم اس پر رضامند ہو گیا اور فارمولا وہ لے گیا ہے۔
چنانچہ ہمارے گروپ نے رستم کا گھر تلاش کیا۔ اس کی اس ایریا
میں چونکہ زرعی اراضی ہے اس لئے یہاں ایک قصبے رحمت نگر میں
اس کی رہائش ہے۔ اس کی رہائش کو ٹریس کر لیا گیا ہے اور اب ہم
اس رستم سے وہ فارمولا حاصل کر کے فوراً کرانس روانہ ہو جائیں
گے جبکہ ہمارے گروپ کے آدمی ہمارے جانے کے بعد ڈیزی کو
ہلاک کر دیں گے اور یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور
کرانس اس فارمولے کا مالک بن جائے گا''۔ برگنڈی نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا کیونکہ ڈوشے اس کا نائب تھا اور وہ آج
صبح ہی کرانس سے پاکیشیا پہنچا تھا۔ اس لئے اسے یہاں کے
بارے میں تفصیل کا علم نہیں تھا۔

''اس رستم کو خطرے کا احساس نہیں ہو گا۔ کیا وہ اطمینان سے
گھر بیٹھا رہے گا''...... ڈوشے نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اسے خطرے کا اس قدر احساس نہیں ہے
جس حد تک خطرہ موجود ہے البتہ مجھے رپورٹ دی گئی ہے کہ اس
کے حویلی نما گھر میں چار مسلح سیکورٹی گارڈ ہیں اور حویلی کی اونچی
فصیل نما دیواروں پر خار دار تاریں لگی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ
اس کے پاس چار پانچ حملہ کرنے والے خوفناک کتے بھی موجود
ہیں''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے کیا سوچا ہے۔ کیا وہ غیر ملکیوں سے ان حالات
میں ملاقات کرنے پر آمادہ ہو جائے گا''...... ڈوشے نے کہا۔

''اسی لئے میں نے کہا تھا کہ یہ احمق لوگ ہیں۔ میں نے اس
سے فون پر بات کی اور اسے بتایا کہ میرا تعلق کرانس کے ایک
بزنس گروپ سے ہے جو زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے خصوصی
کھاد تیار کرتا ہے اور یہ کھاد ایکریمیا اور یورپ میں بے حد مقبول
ہے۔ اب ہم اسے پاکیشیا میں بھی لانچ کرنا چاہتے ہیں اور اس
سلسلے میں ہم یہاں پاکیشیا میں موجود ہیں۔ یہاں جو سروے کیا گیا
ہے اس کے مطابق آپ ہمیں بہترین آدمی محسوس ہوئے ہیں اس
لئے ہم آپ کو یہاں پورے پاکیشیا کا ڈیلر مقرر کرنا چاہتے ہیں۔
تمام اخراجات ہمارے ہوں گے۔ ایڈور ٹائزنگ ہماری ہو گی۔ اس
پر اخراجات بھی ہمارے ہوں گے۔ گودام بھی ہمارے اخراجات پر
خریدے جائیں گے البتہ کنٹرول وہ کرے گا اور اسے منافع میں
آدھا حصہ ملے گا جو یقیناً لاکھوں، کروڑوں پاکیشیا روپیہ سالانہ ہو

سکتا ہے۔ وہ نہ صرف فوراً تیار ہو گیا بلکہ اس نے خود ملاقات کی خواہش بھی کی جس پر میں نے اسے کہا کہ ہم پہلے اس کی اراضی دیکھیں گے اور بات کریں گے پھر آگے بڑھیں گے تو وہ فوراً ملنے کے لئے تیار ہو گیا اور اب ہم وہاں جا رہے ہیں۔ وہ ہمارا منتظر بیٹھا ہو گا''...... برگنڈی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈوشے بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس لحاظ سے تو تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے''...... ڈوشے نے کہا۔

''وہی ہو گا جو میں نے سوچ رکھا ہے۔ دیکھ لینا''...... برگنڈی نے کہا اور ڈوشے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً مزید نصف گھنٹہ ڈرائیونگ کرنے کے بعد وہ ایک قصبے میں داخل ہو گئے جہاں بڑی بڑی حویلیاں بنی ہوئی تھیں لیکن ان بڑی حویلیوں کے درمیان سڑکیں تنگ تھیں۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ایک زیر تعمیر حویلی کی سائیڈ سے ایک کار باہر آئی اور اسے دیکھ کر برگنڈی نے اپنی کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

''کیا رپورٹ ہے مارگ''...... برگنڈی نے اس کار سے اتر کر آنے والے ایک کرنسی نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹارگٹ اندر موجود ہے باس''...... مارگ نے قریب آ کر کہا۔

''اس شخص کے بیوی بچے بھی تو ہوں گے''...... ڈوشے نے کہا۔

''نہیں جناب۔ اس نے میرے خیال میں شادی ہی نہیں کی۔

ایک عورت ساتھ ہے لیکن وہ اپنے انداز اور لباس سے ملازمہ دکھائی دیتی ہے''...... مارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن تم نے ہوشیار بھی رہنا ہے اور محتاط بھی''۔ برگنڈی نے کہا۔

''یس باس''...... مارگ نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ البتہ جانے سے پہلے اس نے اشارے سے حویلی کی نشاندہی کر دی تھی۔

''تم نے بھی ہوشیار رہنا ہے''...... برگنڈی نے سائیڈ سیٹ پر موجود ڈوشے سے کہا تو ڈوشے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور برگنڈی نے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد اس نے کار اس آدمی رستم کی کوٹھی کے گیٹ پر لے جا کر روک دی۔ برگنڈی نے کار روک کر ہارن دیا تو پھاٹک کھلا اور ایک مشین گن سے مسلح باقاعدہ باوردی سیکورٹی گارڈ باہر آ گیا۔

''یس سر''...... اس نے کار میں برگنڈی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

''رستم سے کہو کہ ان کے مہمان آئے ہیں۔ ان سے ہماری ملاقات طے ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''آپ کے نام سر''...... سیکورٹی گارڈ نے پوچھا۔

''برگنڈی اور ڈوشے''...... برگنڈی نے جواب دیا۔

''یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں''۔

سیکورٹی گارڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار حویلی کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پورچ میں پہنچ گئی۔ وہاں پہلے ہی دو جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ برگنڈی اور ڈوشے کے کار سے اترتے ہی وہ سیکورٹی گارڈ بھی پھاٹک بند کر کے ان تک پہنچ چکا تھا۔

''آیئے جناب۔ ادھر ڈرائنگ روم ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے عمارت کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس گارڈ کی راہنمائی میں وہ دونوں ایک ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ اسے بڑے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔

''میں صاحب کو اطلاع دیتا ہوں''...... گارڈ نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''یہ آسانی سے قبول نہیں کرے گا اس لئے اس پر تشدد کرنا ضروری ہو گا۔ اس لئے جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے اٹھ کر باہر چلے جانا ہے اور اس کوٹھی میں موجود سب کا خاتمہ کر دینا ہے۔ سائیلنسر لگا پسٹل تو تمہارے پاس ہو گا ہی''...... برگنڈی نے صوفے پر بیٹھنے کے بعد ڈوشے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں''...... ڈوشے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی سیکورٹی گارڈ ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا جس میں غیر ملکی شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔

''صاحب آ رہے ہیں''...... گارڈ نے کہا اور بوتل اور گلاس میز پر رکھنے لگا۔

''تمہارا صاحب شراب نہیں پیتا جو تم اس کے لئے گلاس لے کر نہیں آئے''...... برگنڈی نے کہا۔

''وہ صرف رات کو سونے سے پہلے پیتے ہیں''...... گارڈ نے جواب دیا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم آدمی جس نے مقامی لباس پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں سائیڈوں پر لوہے کی سلاخوں کی طرح اٹھی ہوئی تھیں۔ آنکھیں بڑی اور قدرے سرخ تھیں۔ چہرہ بڑا تھا اور اس پر سفاکی اور بے رحمی کے تاثرات ثبت نظر آ رہے تھے۔ برگنڈی اور ڈوشے سمجھ گئے کہ یہی وہ زمیندار رستم ہے ایکریمی عورت ڈیزی کا دوست۔ کمرے میں داخل ہو کر وہ ہاتھی کے سے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا۔

''میرا نام رستم ہے''...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا لیکن مصافحہ کرتے ہوئے برگنڈی اور ڈوشے دونوں کے ہاتھوں کو اس انداز میں دبایا کہ ان دونوں کے چہروں پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے جبکہ رستم کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے اس نے طاقت کا مظاہرہ کر کے ان دونوں کو فتح کر لیا ہو۔

''بیٹھو اور شراب پیئو۔ میں صرف رات کو پیتا ہوں''...... رستم

نے بڑے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

''ڈیزی آپ کی دوست کیسے بن گئی۔ وہ تو بڑی نفیس عورت تھی''...... یکلخت برگنڈی نے کہا تو رستم جو صوفے پر بیٹھ چکا تھا، بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم۔ تم تو کھاد کی ڈیلر شپ کے لئے آئے تھے۔ پھر تم نے ڈیزی کا نام کیسے لے لیا اور کیوں لے لیا۔ بولو۔ کون ہو تم''۔ رستم نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے لباس پر پہنی ہوئی جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تو برگنڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

''بہت خوب۔ ہمیں ایسا ہی ڈسٹری بیوٹر چاہئے تھا۔ خالص زمیندار۔ گڈ۔ میں نے آپ کو منتخب کر لیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ آپ کی سفارش مس ڈیزی نے ہی کی تھی۔ مس ڈیزی کے والد ایکریمیا میں ہمارے ڈسٹری بیوٹر ہیں''...... برگنڈی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ سوری۔ میں کچھ اور سمجھا تھا''۔ رستم نے ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل واپس جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ برگنڈی نے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے کھولنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ شراب پینا چاہتا ہو۔ پھر اس نے شراب کو ایک گلاس میں ڈالا اور بوتل کو واپس میز پر رکھ کر اس نے گلاس اٹھایا اور

دوسرے لمحے اس کے ہاتھ نے زور دار جھٹکا کھایا اور گلاس میں موجود شراب اڑتی ہوئی سیدھی سامنے بیٹھے رستم کے چہرے پر زور سے پڑی تو وہ چیختا ہوا جھٹکا کھا کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ کر بے اختیار چیخنا شروع کیا ہی تھا کہ برگنڈی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کی لاتیں کسی پنڈولم کی طرح مسلسل حرکت میں آ گئیں اور چند لاتیں کھانے کے بعد لحیم شحیم رستم کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت پڑ گیا۔ اس دوران ڈوشے اٹھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ برگنڈی نے جھک کر اس کی جیب میں موجود مشین پسٹل نکال کر اسے میز پر رکھ دیا اور پھر واپس مڑ کر اس صوفے پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ڈوشے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا''...... برگنڈی نے چونک کر پوچھا۔

''مکمل صفائی۔ ایک عورت، چھ مرد تھے۔ سب ہلاک ہو گئے''۔ ڈوشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو تاکہ اسے باندھا جا سکے''۔ برگنڈی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے نائیلون کی باریک رسی کا بنڈل نکالتے ہوئے کہا اور پھر اسے کھول دیا۔ اس کے بعد ڈوشے سے مل کر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رستم کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر ڈوشے سے ہی مل کر اس نے اسے اچھی طرح رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

''اب تم باہر جا کر خیال رکھو۔ اچانک یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے۔ جو بھی آئے اسے اندر بلا کر ہلاک کر دینا''...... برگنڈی نے کہا۔

''تو پھر جلدی کرو۔ ہم پکڑے بھی جا سکتے ہیں''...... ڈوشے نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ برگنڈی نے رستم کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ کافی تھپڑ کھانے کے بعد لحیم شحیم رستم یکلخت چیختا ہوا ہوش میں آیا اور ہوش میں آتے ہی ایک بار پھر اس نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھنا چاہے لیکن بازو بندھے ہونے کی وجہ سے وہ جھٹکا کھا کر رہ گیا البتہ اس نے اب چیخنے کے ساتھ ساتھ آنکھیں کھولنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ پھر ازخود ہی وہ خاموش ہو گیا۔ شاید اس لئے کہ اسے اپنے چیخنے کا کوئی جواب اب تک نہ ملا تھا۔ جب اس کی مندی ہوئی آنکھیں کچھ کچھ کھلنے لگیں اور پھر اسے سامنے بیٹھا برگنڈی نظر آنے لگا تو اس نے پوری آنکھیں کھول دیں۔

''تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ یہ مجھے باندھا کیوں ہے''...... اس نے اپنے آپ کو رسی کی گرفت سے چھڑانے کے لئے اپنے جسم کو جھٹکے دیتے ہوئے کہا۔

''تم جتنے بھی طاقتور ہو اس رسی کو نہ توڑ سکتے ہو اور نہ ہی اپنے آپ کو اس سے چھڑوا سکتے ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ ڈیزی جیسی نفیس عورت نے تم جیسے جنگلی بھینسے کے ساتھ دوستی کیسے کر لی۔ تم تو

ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو''...... برگنڈی نے کہا۔

''وہ۔ وہ مجھے پسند کرتی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ اسے نرم و نازک مرد پسند نہیں ہیں لیکن تم کون ہو اور کیوں یہ سب کچھ کر رہے ہو''...... رستم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈیزی نے تمہیں ایک مائیکرو فلم دی ہے جس میں ایک اہم سائنسی فارمولا بند ہے۔ چونکہ اس کے پیچھے مختلف ممالک کے ایجنٹس لگے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں وہ فارمولا چاہئے''۔ برگنڈی نے کہا۔

''میرا کسی فارمولے سے کیا تعلق۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''۔ رستم نے منہ بناتے ہوئے کہا تو برگنڈی نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اٹھ کر وہ رستم کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں صرف دس تک گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا اور تمہارا سر سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گا اور پھر تمہارا یہ پلا ہوا جسم تمہاری حویلی اور زمینیں یہ سب یہاں پڑے رہ جائیں گے اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے جبکہ فارمولا بھی تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا جبکہ تمہارے مرنے کے بعد ہم فارمولا خود تلاش کر لیں گے''...... برگنڈی نے مشین پسٹل کی نال رستم کی کنپٹی پر رکھ کر اسے دباتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس کوئی فارمولا نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''۔ رستم نے کہا لیکن برگنڈی جانتا تھا کہ یہ موٹے دماغ کا آدمی ہے

اس لئے آسانی سے قبول نہیں کرے گا اس لئے اس نے رک رک کر گنتی شروع کر دی۔ ساتھ ہی مشین پسٹل کی نال کو وہ دباتا چلا جا رہا تھا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میری بات پر یقین کرو''...... یکلخت رستم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''چھ۔ سات۔ آٹھ''...... برگنڈی نے گنتی اور مشین پسٹل کا دباؤ جاری رکھا اور اب رستم کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا نہ صرف پلا ہوا جسم پسینے میں ڈوب گیا تھا بلکہ چہرے پر بھی پسینہ پانی کی طرح بہنے لگا تھا۔ آنکھیں پھیل کر باہر کو نکل آئی تھیں۔ چہرے کے اعصاب مسلسل پھڑک رہے تھے۔

''اب بھی وقت ہے۔ زندگی بچا لو ورنہ''...... برگنڈی نے کہا اور ساتھ ہی نو کا ہندسہ بول دیا تو رستم کے جسم نے بے اختیار جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں''...... رستم نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی حالت اب بے حد خستہ ہوتی جا رہی تھی۔

''آخری ہندسہ بولتے ہی ٹریگر دبا دوں گا''...... برگنڈی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تہہ خانے کے سیف میں ہے۔ تہہ خانے کے سیف میں''۔ رستم نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

''سوچ لو۔ اگر غلط ثابت ہوا تو پھر تمہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی''...... برگنڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ واقعی سچ کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ کہہ رہا ہوں''...... رستم نے اب مسلسل چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

''کیسے کھلتا ہے یہ سیف''...... برگنڈی نے پوچھا اور ساتھ ہی مشین پسٹل ہٹا لیا۔

''مجھے ساتھ لے چلو۔ میں کھول دوں گا''...... رستم نے اس بار بے اختیار لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ گنتی شروع کر دوں''...... برگنڈی کا لہجہ پھر سخت ہو گیا اور اس نے مشین پسٹل کی نالی ایک بار پھر رستم کی کنپٹی پر رکھ کر اسے دبا دیا۔

''وہ۔ وہ نمبروں والا سیف ہے۔ اس کو کھولنے اور بند کرنے کے نمبر سات آٹھ چھ ہیں۔ سات آٹھ چھ''...... رستم نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا اور برگنڈی نے ٹریگر دبا دیا۔ رستم کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی کھوپڑی واقعی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اِدھر اُدھر بکھر گئی۔ برگنڈی نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ قدموں کی آواز سے ہی پہچان گیا کہ آنے والا ڈوشے ہے۔ وہ ظاہر ہے مشن پسٹل کی فائرنگ کی آواز سن کر آ رہا تھا۔

''کیا ہوا۔ فائرنگ ہوئی ہے''...... برگنڈی کے باہر نکلتے ہی دوڑ کر آتے ہوئے ڈوشے نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے فائر کیا تھا اس رستم کو ہلاک کرنے کے لئے''...... برگنڈی نے جواب دیا۔

''کیا فارمولا مل گیا''...... ڈوشے نے چونک کر پوچھا تو برگنڈی نے تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تو پھر اسے مارنے کی جلدی کیا تھی۔ اب اگر اس نے جھوٹ بولا ہوتو پھر''...... ڈوشے نے قدرے غصیلے لہجے میں ہا۔

''تم ابھی اس فیلڈ میں بچے ہو ڈوشے۔ میرا تجربہ بتا رہا ہے کہ جس کیفیت میں اس نے بتایا ہے اس کیفیت میں وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ ویسے بھی وہ کوئی تربیت یافتہ آدمی نہیں تھا۔ ایک عام سا زمیندار تھا۔ اتنی مزاحمت بھی وہ اس لئے کر گیا تھا کہ وہ بنیادی طور پر موٹے دماغ کا آدمی تھا''...... برگنڈی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور پھر ڈوشے کی راہنمائی میں وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں دیوار میں ایک سیف موجود تھا جو نمبروں سے کھلتا اور بند ہوتا تھا۔

''ہو سکتا ہے کہ اس نے نمبر غلط بتائے ہوں''...... ڈوشے نے ایک بار پھر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سات آٹھ چھ مسلمانوں کے لئے نمبروں کا مقدس سیٹ ہے اور ان مقدس معاملات میں مسلمان جھوٹ نہیں بول

سکتا''۔ برگنڈی نے کہا اور پھر نمبر ملانے سے کٹک کی آواز کے ساتھ ہی سیف کھل گیا۔ اس کے نچلے تہہ خانے میں ایک گتے کا ڈبہ پڑا ہوا تھا جبکہ باقی خانوں میں سونے کے پیس اور دیگر چیزیں تھیں۔ برگنڈی نے گتے کا ڈبہ اٹھایا۔ اسے کھولا تو اس میں ایک مائیکروفلم موجود تھی۔ برگنڈی نے اسے کھولا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس پر باریک حروف میں فارمولے کا نام درج تھا۔ برگنڈی کا چہرہ یہ نام پڑھ کر کھل اٹھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فارمولے کو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور پھر کوٹ کی دوسری جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ برگنڈی کالنگ۔ اوور''...... برگنڈی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ گریگوری اٹینڈنگ۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ کرانسی ہی تھا۔

''وہ ایکریمین عورت ڈیزی کہاں ہے اس وقت''...... برگنڈی نے کہا۔

''وہ لابی میں بیٹھی ہے اور شراب پی رہی ہے۔ شاید اسے کسی کا انتظار ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اسے فوری گولی مارو اور خود بچ کر مین پوائنٹ پر پہنچ جاؤ۔ کر سکو گے ایسا۔ اوور''...... برگنڈی نے کہا۔

’’یس باس۔ جہاں میں ہوں وہاں سے نہ صرف آسانی سے
اسے ہلاک کیا جا سکتا ہے بلکہ میں کسی کی نظروں میں آئے بغیر نکل
بھی سکتا ہوں۔ اوور‘‘...... گریگوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’سنو۔ پوری طرح محتاط رہنا۔ تمہیں کسی صورت سامنے نہیں آنا
چاہئے اور تم مین پوائنٹ پر پہنچ جاؤ گے۔ مارگ اپنے ساتھیوں
سمیت وہاں پہنچ رہا ہے۔ تم نے پہلی دستیاب فلائٹ میں کرانس پہنچ
جانا ہے لیکن وہاں تم سب نے علیحدہ علیحدہ رہنا ہے اور علیحدہ علیحدہ
سفر کرنا ہے۔ میں ڈوشے کے ساتھ یہاں سے سیدھا ائیر پورٹ
جاؤں گا۔ وہاں کلوگ پہلے سے موجود ہے۔ وہ ہمارے لئے ایک
طیارہ چارٹرڈ کرا چکا ہو گا۔ میں اور ڈوشے چارٹرڈ طیارے کے
ذریعے فوراً یہاں سے چلے جائیں گے۔ تم بعد میں آؤ گے۔ اوور
اینڈ آل‘‘...... برگنڈی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک
بار پھر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

’’ہیلو ہیلو۔ برگنڈی کالنگ۔ اوور‘‘...... برگنڈی نے بار بار
دوہراتے ہوئے کہا۔

’’یس مارگ اٹینڈنگ۔ اوور‘‘...... چند لمحوں بعد دوسری طرف
سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔ تم سب ساتھیوں سمیت مین پوائنٹ
پر پہنچ جاؤ۔ گریگوری کو میں نے احکامات دے دیئے ہیں۔ وہ
ایکریمین عورت ڈیزی کو ہلاک کر کے مین پوائنٹ پر پہنچ جائے گا۔

تم سب نے پہلی دستیاب فلائٹ سے کرانس پہنچنا ہے لیکن تم سب
ائیر پورٹ اور پھر سفر کے دوران علیحدہ علیحدہ رہو گے تاکہ کسی کو
شک نہ پڑ جائے۔ میں اور ڈوشے یہاں سے سیدھے ائیر پورٹ
پہنچیں گے۔ کلوگ وہاں موجود ہے۔ وہ ہمارے لئے طیارہ چارٹرڈ
کرائے گا اور ہم فوراً یہاں سے کرانس کے لئے نکل جائیں گے۔
سمجھ گئے ہو۔ اوور‘‘...... برگنڈی نے کہا۔

’’یس باس۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے مارگ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے۔ جاؤ تم۔ اوور اینڈ آل‘‘...... برگنڈی نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر فریکوئنسی
ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے
ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

’’ہیلو ہیلو۔ برگنڈی کالنگ۔ اوور‘‘...... برگنڈی نے کہا۔

’’یس۔ کلوگ اٹینڈنگ۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔

’’کہاں ہو تم اس وقت۔ اوور‘‘...... برگنڈی نے پوچھا۔

’’ائیر پورٹ کے چارٹرڈ سیکشن میں باس‘‘...... کلوگ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

’’ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں اور تم فوراً میرے اور
ڈوشے کے لئے طیارہ کرانس کے لئے بک کراؤ۔ کاغذات تمہارے

پاس ہیں۔ ہم ایئرپورٹ کے لئے مضافاتی علاقے سے روانہ ہو
رہے ہیں۔ ہم فوراً نکلنا چاہتے ہیں۔ اوور''...... برگنڈی نے کہا۔

''اوکے باس۔ آپ آ جائیں۔ طیارہ آپ کے لئے تیار کھڑا ہو
گا۔ اوور''...... کلوگ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ٹیکسی پر گئے تھے ایئرپورٹ یا بس پر۔ اوور''۔
برگنڈی نے پوچھا۔

''آپ نے حکم دیا تھا کہ ٹیکسی پر جاؤں اس لئے میں ٹیکسی پر آیا
تھا۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اوور''...... کلوگ کے لہجے
میں حیرت تھی۔

''اس لئے کہ جس کار میں ہم ایئرپورٹ پہنچ رہے ہیں وہ
چوری کی ہے۔ اس کی نمبر پلیٹ تبدیل کر دی گئی ہے۔ تم اس پر
واپس جا کر اسے کسی ویران علاقے میں چھوڑ دو گے۔ پھر مین
پوائنٹ پر چلے جاؤ گے۔ اس طرح ہمارا سراغ نہیں لگایا جا سکے گا۔
اوور''۔ برگنڈی نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... برگنڈی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف
کر کے جیب میں ڈال کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
ڈوشے اب تک خاموش کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی
سے ایئرپورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ برگنڈی خوش تھا کہ
اس نے تمام ملکوں کے ایجنٹس کو شکست دے کر فارمولا حاصل کر

کرلیا ہے اور کسی کو علم تک نہ ہو سکے گا کہ فارمولا وہ لے اڑے
ہیں۔

''باس۔ اس فارمولے سے حکومت کیا فائدہ اٹھا سکے گی''۔
ڈوشے نے اپنی عادت کے مطابق سوال کر دیا۔

''یہ فارمولا اینٹی میزائل سسٹم کے خلاف کام کرنے کے لئے
بنایا جا رہا تھا۔ دوسرے لفظوں میں جو اینٹی میزائل سسٹم ایکریمیا اور
اسرائیل میں قائم ہے اسے اس فارمولے کے ذریعے زیرو کیا جا
سکتا ہے اور ان ملکوں پر بھی خوفناک میزائلوں کی بارش کی جا سکتی
ہے لیکن ہمارے سائنس دان اس فارمولے کو سامنے رکھ کر ایک نیا
ایسا اینٹی میزائل سسٹم بنائیں گے جسے اس فارمولے یا اس جیسے اور
فارمولوں کے ذریعے زیرو نہ کیا جا سکے۔ اس طرح کرانس کا دفاع
مکمل طور پر فول پروف ہو جائے گا''...... برگنڈی نے جواب دیا تو
ڈوشے نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"تم میرے ریسٹ روم میں چلے جاؤ اور اطمینان سے فائلیں پڑھو۔ میں تمہارے لئے مزید ایپل جوس بھجوا دیتا ہوں"...... گرانڈ ہوٹل کے اسسٹنٹ مینجر جیری نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ پولیس اور انٹیلی جنس کی ڈیزی کی ہلاکت کے بارے میں انکوائری رپورٹوں کی فائلیں جیری کے پاس پہنچ چکی تھیں اور اس نے دونوں فائلیں ٹائیگر کے سامنے رکھتے ہوئے یہ فقرہ کہا تھا۔

"ایپل جوس کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے اس عورت ڈیزی کے کمرے کی چابی دے دو۔ میں فائلیں پڑھنے کے بعد کمرے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پولیس اور انٹیلی جنس دونوں اس کمرے کی بھرپور تلاشی لے چکے ہیں۔ اب تمہارے لئے وہاں کیا ہوگا"...... جیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیزی کا سامان موجود ہے یا وہ بھی واپس ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سامان تو پڑا ہے۔ ایکریمین سفارت خانے والے لاش لے گئے ہیں۔ وہ تو انہوں نے ایکریمیا بھجوا دی ہے جبکہ سامان کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ ڈیزی کا کوئی وارث ایکریمیا سے آئے گا تو سامان لے جائے گا۔ تب تک کمرہ ڈیزی کے نام ہی بک رہے گا۔ اس کی ادائیگی سفارت خانہ کرے گا"...... جیری نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر چابی مجھے دے دو اور تم فارغ"...... ٹائیگر نے کہا تو جیری نے میز کی دراز کھول کر ایک چابی جس کے ساتھ ٹوکن منسلک تھا جس پر کمرہ نمبر اور منزل درج تھی، ٹائیگر کو دے دیا۔ ٹائیگر نے دونوں فائلیں اٹھائیں اور جیری کے آفس سے ملحقہ ریسٹ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ جیری اطمینان سے اپنا روٹین ورک کر سکے۔ ریسٹ روم میں بیٹھ کر اس نے باری باری دونوں فائلوں کو غور سے پڑھا لیکن ان میں سوائے روٹین کی باتوں کے کوئی ایسا انکشاف موجود نہ تھا جس سے قاتلوں کا سراغ لگایا جا سکتا یا فارمولے کو تلاش کیا جا سکتا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائلیں بند کیں اور انہیں اٹھائے جیری کے آفس میں آیا۔ جیری موجود نہ تھا۔ اس نے فائلیں اس کی میز پر رکھیں اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈیزی کے کمرے

میں موجود تھا۔ اس نے بڑے بھرپور انداز میں سامان اور کمرے کی تلاشی لی لیکن یہاں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ وہاں بھی کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جس سے کوئی کلیو مل سکتا۔ اس نے مایوس ہو کر ایک بیگ کی زپ بند کرنا شروع کی ہی تھی کہ زپ اٹک گئی۔ اس نے زور لگایا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ زپ اٹک جانے اور ٹائیگر کے زور لگانے سے ایک خفیہ جیب خود بخود ظاہر ہو گئی۔ اس جیب میں ایک چھوٹا سا کاغذ موجود تھا۔ اس نے کاغذ نکال کر اسے دیکھا۔ اس پر رحمت نگر، رستم اور فارمولا تین الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ رحمت نگر دارالحکومت کا مضافاتی علاقہ ہے اور وہاں ہر طرف زرعی اراضی پھیلی ہوئی ہے۔ اس نے کاغذ کو اپنی جیب میں ڈالا اور پھر زپ بند کر کے وہ اٹھا اور کمرے سے باہر آ کر اس نے کمرے کو لاک کیا اور ایک بار پھر اسسٹنٹ مینجر جیری کے کمرے میں داخل ہوا۔

''یہ لو چابی اور فائلیں میں پہلے ہی یہاں رکھ گیا تھا''...... ٹائیگر نے چابی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اٹھا کر الماری میں رکھ دی ہیں۔ کیا ہوا۔ کوئی بات بنی''...... جیری نے کہا۔

''فائلیں تو بے کار ثابت ہوئی ہیں البتہ کمرے سے ایک چٹ ملی ہے جس پر رحمت نگر اور رستم کے الفاظ درج ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جیری بے اختیار اچھل پڑا۔

''رستم۔ رحمت نگر۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کوئی گڑبڑ ہے''...... جیری نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیسی گڑبڑ''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے۔ میرے ذہن میں نہیں آ رہی۔ اوہ ہاں۔ اب مجھے یاد آ گیا ہے جس روز ڈیزی کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا اسی روز خبر آئی تھی کہ رحمت نگر میں ایک زمیندار رستم کو اس کی حویلی میں اس کے تمام ملازمین سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میڈیا میں کافی دنوں تک یہ خبر تواتر سے آتی رہی۔ خاصا شور رہا۔ رستم کے ساتھ اس کے چھ ملازموں کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اس میں ایک بات کا بڑا چرچہ ہوا تھا کہ جب پولیس وہاں گئی تو اس زمیندار رستم کی لاش کرسی پر موجود تھی اور اسے رسی کی مدد سے کرسی سے باندھا گیا تھا اور پولیس کو لاش رسی سے بندھی ہوئی صورت میں ملی تھی''...... جیری نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس واردات کے لوگ پکڑے گئے ہیں یا نہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ کچھ دنوں تک اس کا چرچہ رہا پھر اس سے زیادہ سنسنی خیز خبر آنے پر یہ خبر غائب ہو گئی اور اس کی جگہ دوسری خبر نے لے لی''...... جیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ تم نے واقعی میرے ساتھ تعاون کیا ہے''۔

ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جیری سے مصافحہ کر کے اس
کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے رحمت
نگر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ کئی بار رحمت نگر جا چکا تھا
اس لئے اسے راستے کا نہ صرف بخوبی علم تھا بلکہ رحمت نگر میں انڈر
ورلڈ سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی بشارت نے بظاہر ایک
ریستوران بھی کھول رکھا تھا لیکن اس ریستوران کی آڑ میں وہ اسلحہ
کی سمگلنگ کرتا تھا اور رحمت نگر میں اس نے دو حویلی نما بڑے
بڑے مکان بنائے ہوئے تھے جن کے تہہ خانوں میں حساس اسلحہ
سٹاک رہتا تھا۔ یہ ساری کارروائی اس کے ملازم کرتے تھے جبکہ
بشارت خود ریستوران میں بیٹھتا تھا اور وہیں بیٹھ کر وہ سرکاری اور
سمگلنگ سے متعلق افراد سے ڈیل کیا کرتا تھا۔ بشارت کا دھندہ ہی
ایسا تھا کہ اسے انڈر ورلڈ میں آنا جانا پڑتا تھا اور چونکہ ٹائیگر کو اسلحہ
کی سمگلنگ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لئے بشارت کے ساتھ اس
کے تعلقات دوستانہ تھے اور ایک دو بار تو وہ بشارت کے لئے انڈر
ورلڈ میں ٹریسنگ کا کام بھی کر چکا تھا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا
کہ وہ بشارت سے مل کر اس رستم کے بارے میں تفصیلی معلومات
حاصل کرے گا پھر آگے بڑھے گا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل
ڈرائیونگ کے بعد وہ رحمت نگر پہنچ گیا۔ اس نے ریستوران کی
سائیڈ میں بنی ہوئی پارکنگ میں کار روکی اور نیچے اتر کر وہ
ریستوران کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ جب مین گیٹ سے

ریستوران کے ہال میں داخل ہوا تو بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ ہال
میں اکا دکا افراد موجود تھے۔ باقی پورا ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ ویسے
یہاں بھی شاید شام ہونے کے بعد رات گئے تک رش رہتا تھا۔ دن
کو بہت کم ہی لوگ آتے جاتے تھے اس لئے ٹائیگر کو ماحول دیکھ کر
کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔

”یس سر“...... کاؤنٹر پر موجود ایک نوجوان نے ٹائیگر سے
مخاطب ہو کر کہا۔

”جنرل منیجر بشارت صاحب آفس میں موجود ہیں“...... ٹائیگر
نے کہا۔

”یس سر۔ آپ کا نام سر“...... نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

”اسے کہو کہ دارالحکومت سے ٹائیگر آیا ہے“...... ٹائیگر نے سرد
لہجے میں کہا۔

”یس سر“...... نوجوان نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور
پھر رسیور اٹھایا اور اس نے یکے بعد دیگرے دو تین بٹن پریس کر
دیئے۔

”سر۔ کاؤنٹر سے اعظم بول رہا ہوں۔ ٹائیگر صاحب آپ سے
ملاقات چاہتے ہیں“...... نوجوان نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔

”یس سر۔ یس سر۔ میں خود لے آتا ہوں سر۔ یس سر“۔ دوسری

طرف سے بات سن کر نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

''آیئے سر۔ میں آپ کو باس کے آفس تک چھوڑ آؤں''۔ اس بار نوجوان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''تمہیں تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار آ چکا ہوں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس راہداری میں مڑ گیا جس کے آخر میں بشارت کا آفس تھا۔ راہداری میں دو مسلح گارڈ موجود تھے لیکن انہوں نے کوئی اعتراض کرنے یا رکاوٹ بننے کی بجائے الٹا ٹائیگر کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ بشارت کے آفس کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بھاری جسم کا اُدھیڑ عمر آدمی بیٹھا تھا۔ یہ بشارت تھا۔

''آؤ۔ آؤ ٹائیگر۔ ویل کم۔ آؤ''...... اس نے اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''شکر ہے تم مل گئے ورنہ مجھے مایوسی ہوتی۔ تمہارا کوئی فون نمبر میرے پاس نہیں تھا ورنہ میں پہلے فون کر کے کنفرم کر لیتا''۔ ٹائیگر نے کہا تو بشارت نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

''لے لو۔ اس پر میرا سیل فون نمبر درج ہے''...... بشارت نے کہا۔

''شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور ایک نظر کارڈ دیکھ کر اس نے اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا جبکہ اس دوران بشارت نے انٹرکام پر کسی کو ایپل جوس لانے کا کہہ دیا تھا۔ ٹائیگر کے ملنے والے سب جانتے تھے کہ وہ شراب نہیں پیتا البتہ ایپل جوس اس کا پسندیدہ مشروب ہے اس لئے وہ ٹائیگر سے پوچھے بغیر اس کے لئے خود ہی ایپل جوس منگوا لیتے تھے۔

''آج کیسے اِدھر بھول گئے''...... بشارت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایک کام کے لئے اِدھر آنا پڑا۔ یہاں ایک صاحب رہتے تھے رستم۔ جنہیں ان کے ملازمین سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا تھیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس قسم کی معلومات''...... بشارت نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ کن حالات میں ہلاک ہوا۔ کن لوگوں نے اسے ہلاک کیا اور وہ خود کس ٹائپ کا آدمی تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ایپل جوس کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے بشارت کے اشارے پر گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور گلاس اٹھا کر اس نے جوس سپ کیا۔

"اسے تو ہلاک ہوئے کئی دن ہو گئے ہیں۔ تمہیں اس سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... بشارت نے کہا۔

"مجھے نہیں۔ میری ایک پارٹی کو اس سے دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ کسی سائنسی فارمولے کا مسئلہ ہے۔ ایک ایکریمین عورت پاکیشیا آئی۔ اس کے پاس ایک سائنسی فارمولا تھا اور مختلف ملکوں کے ایجنٹس اس فارمولے کے حصول کے لئے اس عورت کے تعاقب میں تھے۔ پھر اسے کئی دن پہلے ہوٹل گرانڈ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا لیکن فارمولا ابھی تک نہیں مل سکا۔ میں اس ایکریمین عورت اور اس رستم کے درمیان تعلق ٹریس کرنا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"رستم عیاش آدمی تھا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی البتہ کئی غیر ملکی اور مقامی عورتیں اس کی حویلی میں آتی جاتی رہتی تھیں۔ وہ خاصا بڑا زمیندار تھا۔ مجھے ایک بار اطلاع ملی تھی کہ اس کے رابطے کافرستان کے ڈرگ سمگلروں سے خاصے گہرے تھے اور وہ اکثر کافرستان آتا جاتا رہتا تھا لیکن اس کا کوئی تعلق چونکہ اسلحہ کے ساتھ نہ تھا اس لئے میں نے بھی اس بارے میں زیادہ نہیں سوچا۔ اب مجھے بتاؤ کہ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں"...... بشارت نے پوچھا۔

"رستم کی حویلی میں کون لوگ رہ رہے ہیں اور کون ایسا آدمی ہے جو ہلاکت والے روز یہاں موجود ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"حویلی کو تو عدالت نے سیل کیا ہوا ہے کیونکہ رستم کے رشتہ داروں میں اس حویلی کی ملکیت کے لئے مقدمہ بازی شروع ہو گئی ہے۔ البتہ مجھے یاد آ گیا ہے کہ حویلی کا ایک آدمی اسلم ایسا ہے جو اس روز حویلی میں ہی موجود تھا وہ زخمی ہو گیا تھا اور بعد میں بچ گیا۔ وہ شاید سیکورٹی گارڈ تھا۔ وہ زندہ بچ گیا ہے۔ میں اسے بلاتا ہوں۔ تم اسے کچھ رقم دے دینا۔ وہ تمہیں سب کچھ بتا دے گا"۔ بشارت نے کہا۔

"ضرور دوں گا۔ ویسے بھی وہ مرتے مرتے بچا ہے۔ اس کی امداد ہونی چاہئے تاکہ وہ بہتر زندگی گزار سکے البتہ مجھے کوئی علیحدہ کمرہ دے دو تاکہ میں اس سے بات چیت کر سکوں ورنہ یہاں تمہارے کام میں ہرج ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا تو بشارت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر، بشارت کے ایک ملازم کے ساتھ ایک خالی کمرے میں آ گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک درمیانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ مریضوں کے انداز میں آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

"میرا نام اسلم ہے جناب۔ مجھے بشارت صاحب نے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے تعاون کروں۔ آپ میری مدد کریں گے۔ میں حاضر ہوں"...... آنے والے نے کہا۔

''بیٹھو اسلم''...... ٹائیگر نے سامنے موجود کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... اسلم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور قدرے سکڑ کر کرسی پر بیٹھ گیا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر اس نے اسلم کی طرف بڑھا دیئے۔

''یہ رکھ لو۔ اپنا علاج بھی کراؤ اور اچھی خوراک بھی کھایا کرو۔ جب بھی تمہیں ضرورت ہو تو مجھ سے مل لینا۔ میں تمہاری مدد کروں گا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ۔ آپ تو فرشتہ ہیں جناب''...... اسلم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دونوں نوٹ لے کر جلدی سے جیب میں ڈال لئے۔

''اب اس روز جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا وہ تفصیل سے بتا دو''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''جناب۔ میں رستم صاحب کی کوٹھی میں بطور سیکورٹی گارڈ ملازم تھا۔ میری ڈیوٹی گیٹ پر تھی۔ مجھے رستم صاحب نے بلا کر کہا کہ اس کے دو غیر ملکی مہمان آ رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ آئیں انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اطلاع دوں چنانچہ جب کار کا ہارن سنائی دیا تو میں باہر گیا۔ وہاں ایک کار موجود تھی جس میں دو غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے اپنے نام برگنڈی اور

ڈوشے بتائے اور یہ بھی بتایا کہ ان کا تعلق کرانس سے ہے تو میں انہیں اندر لے گیا کیونکہ رستم صاحب نے بھی یہی نام بتائے تھے۔ انہیں ڈرائنگ روم میں پہنچا کر میں نے رستم صاحب کو اطلاع دی تو انہوں نے حکم دیا کہ میں ان غیر ملکیوں کو شراب کی بوتل اور گلاس دے آؤں۔ وہ لباس بدل کر آ رہے ہیں چنانچہ میں نے شراب کی بوتل اور دو گلاس وہاں ان کے سامنے رکھے اور باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد رستم صاحب بھی آ کر اندر چلے گئے اور میں واپس گیٹ پر آ گیا۔ پھر کچھ دیر بعد ایک غیر ملکی ڈرائنگ روم سے نکل کر میری طرف آیا اور اس نے اچانک جیب سے مشین پسٹل نکالا جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا اور میرے پیٹ میں گولی مار دی۔ میں گر کر بے ہوش ہو گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا۔ جہاں میرا آپریشن کیا گیا تھا۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ باقی سب ملازم ہلاک کر دیئے گئے ہیں جبکہ میں زخمی تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ بس جی مجھے اتنا معلوم ہے''...... اسلم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کے حلیئے بتا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں ان کے کافی قریب رہا ہوں اس لئے میں بتا سکتا ہوں۔ میں نے انہیں اچھی طرح دیکھا تھا''...... اسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تفصیل سے اور درست بتانا''...... ٹائیگر نے جیب سے ایک

اور بڑا نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ نوٹ کیا آپ مجھے دیں گے۔ میں واقعی بے حد ضرورت مند ہوں''...... اسلم نے بڑے حریصانہ لہجے میں کہا۔

''میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم سچ بول رہے ہو یا نہیں۔ مجھے ان دونوں کے حلیوں کا علم ہے۔ اگر تم درست بتاؤ گے تو یہ نوٹ تمہارا ورنہ پہلے والے نوٹ بھی واپس لے لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے اب تک جو کچھ بتایا ہے سچ بتایا ہے''...... اسلم نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل سے برگنڈی اور ڈوشے کے حلیئے بتا دیئے۔

''تم وہاں رہے ہو۔ کوئی ایکریمین عورت بھی وہاں آئی تھی''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''عورتیں تو وہاں آتی جاتی رہتی تھیں۔ ان میں ملکی بھی ہوتی تھیں اور غیر ملکی بھی۔ البتہ خصوصی طور پر کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا''...... اسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ضرورت پڑی تو میں تمہیں مزید تکلیف دوں گا''...... ٹائیگر نے مزید چند سوالات کرنے کے بعد بڑی مالیت کا تیسرا نوٹ بھی اسلم کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی مہربانی ہے جناب۔ میں ہر وقت حاضر ہوں''۔ اسلم نے سلام کرتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تو کچھ دیر بعد ٹائیگر بھی کمرے سے باہر آیا اور پھر

ریستوران سے نکل کر وہ پیدل چلتا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں رستم اور اس کے ملازمین کو ہلاک کیا گیا تھا۔ اس نے اسلم سے کوٹھی کے نمبر کے ساتھ ساتھ اس کی اندرونی سیٹ اپ کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی تھیں اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کوٹھی میں داخلے کے لئے گٹر لائن استعمال کرنا پڑے گی کیونکہ کوٹھی کی فصیل نما چار دیواری پر باقاعدہ خار دار تاریں لگائی گئی تھیں اور پھاٹک کو عدالت کی طرف سے سیل کر دیا گیا تھا۔ چونکہ مطلوبہ کوٹھی ریستوران سے قریب ہی تھی اس لئے ٹائیگر پیدل ہی روانہ ہو گیا تھا۔

وہ کوٹھی کی اپنے طور پر تفصیل سے تلاشی لینا چاہتا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ گٹر لائن کے ذریعے کوٹھی کے اندر پہنچ چکا تھا کیونکہ یہاں کسی کی طرف سے مزاحمت کا کوئی امکان نہیں تھا اس لئے وہ اطمینان سے سارے کام کرتا پھر رہا تھا۔ کوٹھی کے کمروں کو بھی عدالت کی طرف سے سیلڈ کر دیا گیا تھا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ اس سیل کو توڑ کر کمروں کی تلاشی لے یا نہیں کہ وہ ایک جگہ پہنچ کر چونک پڑا کیونکہ وہاں ایسے نشانات موجود تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں نیچے تہہ خانہ موجود ہے اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ تہہ خانہ کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ چونکہ تہہ خانے کا راستہ کمروں سے ہٹ کر تھا اس لئے دوسرے کمروں کی طرح ظاہر نہ تھا اس لئے اسے سیلڈ نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ ٹائیگر نے پہلے تہہ خانے

کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ تہہ خانے میں داخل ہو گیا لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سامنے ہی دیوار میں ایک سیف نظر آ رہا تھا جو کھلا ہوا تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ سیف کے دو خانوں میں سونے کے بسکٹ بھرے ہوئے تھے جبکہ ایک خانہ خالی تھا وہاں کوئی چیز نہیں تھی۔ ٹائیگر نے سیف کے نیچے فرش کا جائزہ لیا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے فرش پر دو آدمیوں کے جوتوں کے نشانات دیکھے تھے۔ ایک جوتے کے نشان میں کوئی علامت بنی نظر آ رہی تھی لیکن وہ واضح نہیں تھی۔ ٹائیگر وہیں اکڑوں بیٹھ کر غور سے فرش پر موجود نشانات کو دیکھنے لگا۔ وہ خاص طور پر اس علامت کو دیکھ رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس علامت کو وہ پہچان گیا تھا۔ یہ جنگلی بھینسے کی مخصوص علامت تھی جس میں دو بڑے اور ٹیڑھے سینگ دکھائے جاتے ہیں اور یہ علامت کرانس کی جوتے بنانے والی مشہور کمپنی شاگور کی تھی۔ شاگور کمپنی کے بنائے گئے ہر جوتے کے تلے پر مخصوص علامت موجود ہوتی تھی۔ ٹائیگر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر سیف کے نچلے خانے کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اندر بھی گرد موجود تھی اور گرد پر موجود نشانات بتا رہے تھے کہ یہاں کوئی چوکور ڈبہ نما چیز رکھی گئی تھی جس کا نشان ابھی تک گرد آلود خانے میں موجود تھا اور سونے کے بسکٹوں سے بھرے ہوئے دونوں خانوں کی موجودگی بتا

رہی تھی کہ چوکور ڈبے میں موجود چیز سونے کے ان بسکٹوں سے زیادہ قیمتی تھی۔

چوکور ڈبے کا سائز بتا رہا تھا کہ اس میں کوئی مائیکروفلم بھی بند کی جا سکتی ہے۔ اب اسے اس چٹ کا خیال آ رہا تھا جو ڈیزی کے بیگ کے خفیہ خانے سے ملی تھی۔ موجودہ صورتحال دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ کسی بھی وجہ سے رستم اور ایکریمین عورت ڈیزی کے روابط تھے۔ ڈیزی نے فارمولا رستم کے حوالے کر دیا۔ رستم نے اسے یہاں رکھا پھر کرانسی ایجنٹوں کو اس کا علم ہو گیا اور انہوں نے یہاں آ کر ملازمین کو ہلاک کر دیا اور رستم کو کرسی پر رسی سے باندھ کر اس پر تشدد کیا اور اس سے معلومات حاصل کر کے وہ تہہ خانے میں موجود اس سیف سے فارمولا لے کر اور رستم کو ہلاک کر کے چلے گئے۔ وہ واپس مڑا ہی تھا کہ اسے ایک خیال آیا کہ بشارت نے اسے بتایا تھا کہ رستم ڈرگ بزنس سے متعلق تھا اور اس کا تعلق کافرستانی سمگلروں سے بھی تھا۔ اس لئے یہ سونے کے بسکٹ اس سمگلنگ کے ذریعے ہی اکٹھے کئے گئے ہوں گے اور چونکہ یہ بلیک منی تھی اس لئے اسے سیف میں رکھا گیا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ ان سب بسکٹوں کو یہاں سے لے جائے اور انہیں شہر کے رفاعی اداروں میں تقسیم کر دے تا کہ غریب لوگوں کو ان کا فائدہ پہنچ سکے۔

وہاں موجود ایک بیگ اٹھا کر اس نے اس میں بسکٹ بھرے

اور پھر بیگ اٹھائے وہ عمارت کے اس کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں گٹر لائن موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ریستوران کی پارکنگ میں موجود اپنی کار تک پہنچ گیا اور چند لمحوں بعد اس نے دارالحکومت واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ دارالحکومت پہنچ کر وہ ماڈرن کلب میں داخل ہوا اور اس نے کار پارکنگ میں روکی اور سونے کے بسکٹوں سے بھرے ہوئے بیگ کو اس نے کار کے ایک خفیہ خانے میں رکھ دیا اور کار کو لاک کر کے وہ کلب کے مینجر رابنسن کے آفس پہنچ گیا۔ رابنسن اس کا دوست تھا۔ چونکہ رابنسن کے تعلقات ائیرپورٹ کے چیف مینجر سے خاصے گہرے تھے اس لئے وہ رابنسن کے ذریعے ائیرپورٹ سے برگنڈی اور ڈوشے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

''آؤ آؤ ٹائیگر۔ آج اس طرح اچانک۔ خیریت''...... رابنسن نے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''بس ویسے ہی اِدھر سے گزر رہا تھا کہ سوچا ملتا جاؤں''۔ ٹائیگر نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر وہ میز کی سائیڈ میں موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں کیسے تسلیم کر لوں تمہاری بات۔ بغیر کسی کام کے تم سلام کا جواب نہیں دیتے۔ ملنے کیسے آؤ گے''...... رابنسن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''سلام کا جواب تو بہرحال لازماً دینا چاہئے۔ باقی مصروفیات

کی وجہ سے ملاقات نہیں ہوتی تھی اور میں واقعی ایک کام سے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ائیرپورٹ کے سلسلے میں کوئی کام ہے''...... رابنسن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم نے کیسے اندازہ لگا لیا''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیونکہ آج تک تم نے جب بھی کوئی کام بتایا ہے ائیرپورٹ کے بارے میں ہی بتایا ہے''...... رابنسن نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''لگتا ہے کہ تم نے نفسیات میں کوئی ڈگری لے لی ہے۔ ویسے تمہارا اندازہ درست ہے۔ چند روز پہلے سے آج تک یہ چیک کرنا ہے کہ برگنڈی اور ڈوشے نام کے دو آدمی پاکیشیا سے کرانس واپس گئے ہیں یا نہیں۔ اگر گئے ہیں تو کب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چند دن پہلے۔ کیا مطلب۔ کتنے دن پہلے''...... رابنسن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''دس دن کہہ دو''...... ٹائیگر نے کہا تو رابنسن نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر وہاں چیف مینجر سے بات کر کے اس نے ٹائیگر کی بات دوہرا دی۔

''میں انتظار کروں گا تمہاری کال کا''...... دوسری طرف سے بات سن کر رابنسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’کون لوگ ہیں یہ‘‘...... رابنسن نے رسیور رکھتے ہوئے پوچھا۔

’’ایک ایکریمین عورت اور سات آٹھ مقامی افراد کو ہلاک کر کے وہ ایک سائنسی فارمولا لے اڑے ہیں جس کا تعلق کارمن سے تھا‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

’’مجھے آج تک تمہاری یہ باتیں سمجھ میں نہیں آ سکیں۔ بہرحال تمہارے لئے ایپل جوس منگواتا ہوں‘‘...... رابنسن نے کہا اور پھر انٹرکام پر اس نے ایپل جوس لانے کا آرڈر دے کر انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رابنسن نے رسیور اٹھا لیا تو ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

’’ہیلو۔ پی اے ٹو چیف مینجر بول رہی ہوں جناب‘‘...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

’’یس۔ رابنسن بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے‘‘...... رابنسن نے پوچھا۔

’’سر۔ سر گزشتہ پندرہ روز میں برگنڈی اور ڈوشے نام کے کوئی مسافر کرانس یا کسی بھی دوسرے ملک نہیں گئے۔ ہم نے کمپیوٹر کے ذریعے مکمل چیکنگ کرائی ہے البتہ چارٹرڈ سیکشن ہم سے علیحدہ ہے وہاں سے آپ خود معلوم کرا لیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’وہاں کا نمبر کیا ہے اور انچارج کون ہے‘‘...... رابنسن نے پوچھا تو پی اے نے نمبر بتا دیا۔

’’سر۔ وہاں کی انچارج کا نام کوثر خان ہے۔ وہ پہلے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہوتی تھیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے۔ تھینک یو‘‘...... رابنسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’چیف مینجر ایئرپورٹ چارٹرڈ سیکشن سے معلومات اس طرح حاصل نہیں کر سکتا‘‘...... رابنسن نے کہا۔

’’اس بات کا کیا مطلب ہوا‘‘...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو رابنسن بے اختیار ہنس پڑا۔

’’تم نے سنا نہیں کہ چارٹرڈ سیکشن کی انچارج کوثر خان نامی عورت ہے جو پہلے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں تھی۔ میں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ انتہائی سخت مزاج ہے۔ معمولی باتوں پر اس قدر سیخ پا ہو جاتی ہے کہ بتا نہیں سکتا۔ بہرحال اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جب وہ پولیس میں تھی تو وہ یہاں کلب میں آیا کرتی تھی اور ہم اس کے ساتھ مالی تعاون بھی کر دیا کرتے تھے‘‘۔ رابنسن نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور رابنسن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

’’یس۔ پی اے ٹو مینجر چارٹرڈ سیکشن‘‘...... ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''ماڈرن کلب سے رابنسن بول رہا ہوں۔ کوثر خان سے بات کراؤ''...... رابنسن نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کوثر خان بول رہی ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سرد تھا۔

''ماڈرن کلب سے رابنسن بول رہ ہوں''...... رابنسن نے کہا۔

''اوہ آپ۔ کیا بات ہے۔ آج کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... کوثر خان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلومات چاہئیں ہیں۔ پندرہ روز کے اندر دو کرانسی افراد جن کے نام برگنڈی اور ڈوشے ہیں کیا وہ یہاں سے کرانس یا کسی اور ملک گئے ہیں''...... رابنسن نے کہا۔

''ایسی معلومات سے تم خود تو فائدہ اٹھاتے ہو لیکن ہمیں کیا ملتا ہے۔ اس لئے سن لو۔ اگر ایک لاکھ روپے دے دو تو معلومات مل سکتی ہیں ورنہ معلومات امانت ہوتی ہیں۔ دوسرے کو نہیں دی جا سکتیں''...... کوثر خان نے بڑے سرد لہجے میں کہا تو رابنسن نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی طرف دیکھا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ایک لاکھ نہیں صرف پچاس ہزار۔ اور اگر تم نے انکار کر دیا تو پھر دس ہزار تمہارے کسی کلرک کو دے کر ہم معلومات حاصل کر لیں

گے''...... رابنسن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ کب دو گے رقم''...... کوثر خان نے فوراً آدھی رقم کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

''شام کو کلب آ جانا۔ رقم مل جائے گی''...... رابنسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں چیک کر کے تمہیں دوبارہ فون کرتی ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو رابنسن نے رسیور رکھ دیا۔

''اس کی پولیس والی عادتیں نہیں گئیں''...... رابنسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے میری آدھی رقم بچا لی ہے۔ اس کے لئے شکریہ''۔ ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے نوٹ گن کر رابنسن کی طرف بڑھا دیئے۔

''رہنے دو۔ میں خود ہی کچھ کر لوں گا''...... رابنسن نے کہا۔

''ارے نہیں۔ فکر مت کرو۔ میری پارٹی یہ رقم مجھے دینے کی پابند ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور رابنسن نے ہنستے ہوئے نوٹ میز کی دراز میں ڈال کر دراز بند کر دی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابنسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رابنسن نے کہا۔

''کوثر خان سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی تو رابنسن نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ کوثر خان بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد کوثر خان کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ رابنسن بول رہا ہوں۔ کیا معلومات ہیں''...... رابنسن نے شاید جان بوجھ کر ائیرپورٹ کا لفظ استعمال نہیں کیا کہ کہیں کوثر خان بگڑ نہ جائے۔

''رقم کا وعدہ یاد ہے نا''...... کوثر خان نے کہا۔

''ہاں۔ یاد ہے۔ پہلے کوئی وعدہ خلافی ہوئی ہے جو اب ہو گی''...... رابنسن نے کہا۔

''اوکے۔ تو سنو۔ دو کرانسی افراد برگنڈی اور ڈوشے کے لئے ایک کرانسی نے پاکیشیا سے براہِ راست کرانس کے لئے ایک بڑا جیٹ طیارہ فوری طور پر چارٹرڈ کرایا اور وہ دونوں افراد اس طیارے میں کرانس چلے گئے۔ طیارہ بک کرانے والے کا نام کلوگ تھا اور وہ بھی کرانس نژاد تھا اور اس کے مطابق اس کا تعلق پاکیشیا میں کرانس سفارت خانے سے تھا لیکن چونکہ ہماری تمام رقم کیش جمع کرا دی گئی تھی اس لئے ہمیں سفارت خانے سے تصدیق کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ ہاں اگر وہ چیک دیتا تو لازماً ہم تصدیق کرتے''...... کوثر خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران ٹائیگر نے اٹھ کر مائیک پر ہاتھ رکھ کر رابنسن سے کہا کہ وہ دونوں کے کاغذات کی

نقول طلب کرے۔ چاہے مزید پیسے کیوں نہ دینا پڑیں۔

''بے حد شکریہ۔ لیکن مجھے ان دونوں افراد کے کاغذات کی نقول چاہئیں''...... رابنسن نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ سوری۔ یہ کاغذات ہمارے پاس امانت ہیں''۔ کوثر خان ایک بار پھر اکڑ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے کسی چھوٹے ملازم کو دو چار سو روپے دے کر کاغذات کی نقول حاصل کر لوں گا''...... رابنسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اس ملازم کو گولی مار دوں گی''...... کوثر خان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بے شک مار دینا۔ میری صحت پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ ہاں۔ اگر تم دس ہزار روپے مزید حاصل کرنا چاہتی ہو تو میں اپنا آدمی ائیرپورٹ بھیج دیتا ہوں اسے کاغذات کی نقول دے دینا۔ وہ تمہیں پچاس ہزار اور دس ہزار یعنی ساٹھ ہزار روپے نقد دے جائے گا۔ بولو''...... رابنسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو۔ کیا نام ہے اس کا''...... کوثر خان نے فوراً آمادہ ہوتے ہوئے کہا۔

''چیف سپروائزر فرانک کو بھیج رہا ہوں۔ تم بھی اسے بخوبی جانتی ہو''...... رابنسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے جلدی''...... دوسری طرف سے کہا گیا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رابنسن نے رسیور رکھ کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے فرانک کو اپنے آفس کال کیا۔ ٹائیگر نے جیب سے مزید کرنسی نوٹ نکال کر رابنسن کے سامنے رکھ دیئے اور رابنسن نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں پڑے کرنسی نوٹ نکال کر میز پر رکھ دیئے تاکہ فرانک کے آنے پر وہ اسے دے سکے۔

پاکیشیائی دارالحکومت کی کالونی گلیکسی ٹاؤن کی ایک کوٹھی کے ایک کمرے میں ایکریمین ایجنسی بلیک اتھارٹی کا ایجنٹ ہیرالڈ بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا جبکہ اس کا ساتھی جیکب سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کے شاگرد ٹائیگر پر کام کر رہا تھا۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ ٹائیگر اس فارمولے کے حصول کے لئے کام کر رہا ہے اور انڈر ورلڈ کے بہت سے لوگوں نے انہیں ٹائیگر کی بے پناہ صلاحیتوں کے بارے میں بتایا تھا۔ اس لئے ہیرالڈ نے جیکب کی مستقبل ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ اس ٹائیگر کی دور سے جدید ترین مشینری کی مدد سے نگرانی کرے اور اس کی دوسروں سے ہونے والی بات چیت کو ٹیپ کرتا رہے جبکہ انہیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ روسیاہی ایجنٹ ماروف بھی ٹائیگر کی نگرانی کر رہا ہے اور وہ بھی جدید ترین مشینری کی مدد سے ایسا کر رہا ہے لیکن ہیرالڈ اور

جیکب دونوں نے یہ طے کیا کہ فی الحال اسے نہ چھیڑا جائے۔ ہاں اگر فارمولے کا سراغ مل جائے تو پھر ماروف کو بھی ہلاک کر دیا جائے اور اس ٹائیگر کو بھی اور فارمولا ایکریمیا پہنچا دیا جائے۔ انہیں پاکیشیا آئے ہوئے تین دن ہو چکے تھے اور اس دوران زیادہ تر کام جیکب نے ہی کیا تھا جبکہ ہیرالڈ کا کام اس وقت شروع ہونا تھا جب فارمولے کے بارے میں کوئی واضح اطلاع مل جاتی ورنہ ابھی تک تو نہ ہی اس ایکریمین عورت ڈیزی کے قاتلوں کا کچھ پتہ چلا تھا اور نہ ہی اس فارمولے کے بارے میں کوئی اطلاع ملی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے سب کچھ ختم ہو گیا ہو۔ ہیرالڈ اب شراب پینے کے ساتھ ساتھ یہ سوچ رہا تھا کہ شاید یہ فارمولا اب کسی کو نہ مل سکے اور اس کے نقطہ نظر سے یہ بھی ایکریمیا کی کامیابی تھی لیکن یہ بات فائنل کیسے ہو سکتی تھی۔ یہی بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے اس کے سیل فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر سیل فون اٹھا لیا۔ اس کی اسکرین پر جیکب کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ جیکب کال کر رہا ہے۔ اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''جیکب بول رہا ہوں ہیرالڈ۔ معاملات کچھ آگے بڑھے ہیں لیکن روسیاہی ایجنٹ ماروف معاملات کو بگاڑ رہا ہے۔ مجھے اس کے خلاف فوری کارروائی کرنا ہو گی ورنہ وہ ہم پر بازی لے جا سکتا

ہے''...... دوسری طرف سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا ہے جیکب۔ کھل کر بات کرو''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''میں نے ماروف کی گفتگو ریکارڈ کی ہے اور اس کی گفتگو سے پتہ چلا ہے کہ ٹائیگر فارمولے کی طرف بڑھ رہا ہے اور یہ ماروف اپنے گروپ کے ساتھ مل کر ٹائیگر کو اغوا کرانا چاہتا ہے تاکہ اس سے حتمی معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دے اور فارمولا حاصل کر لے اور وہ کسی بھی لمحے ایسا کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ فارمولا لے کر روسیاہ نکل جائے گا اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے''۔ جیکب نے کہا۔

''لیکن کیا یہ ٹائیگر فارمولا حاصل کر چکا ہے''...... ہیرالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر دارالحکومت کے مضافاتی علاقے میں گیا ہوا ہے۔ ماروف اس کے پیچھے ہے جبکہ میں یہاں دارالحکومت میں ہوں کیونکہ روسیاہ کی جدید ترین مشینری بھی صرف بیس کلو میٹر کی رینج رکھتی ہے جبکہ ہماری جدید ترین مشینری دو سو کلو میٹر کی رینج رکھتی ہے اس لئے ہمیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور ماروف کی رپورٹ بتا رہی ہے کہ ٹائیگر جیسے ہی مضافات سے فارمولے لے کر واپس دارالحکومت آئے اسے گھیر کر ختم کر دیا جائے اور فارمولا لے کر وہ اور اس کے ساتھی فوری طور پر روسیاہ روانہ ہو جائیں اور اگر اس نے اس پر عمل کر دیا تو پھر ہم دیکھتے اور ہاتھ ملتے رہ

جائیں گے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جیسے ہی ماروف مضافات سے واپس آئے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اکٹھے ہونے سے پہلے ہلاک کر دیا جائے اور ٹائیگر کو اغوا کر کے اس سے فارمولا حاصل کر لیا جائے''...... جیکب نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔لیکن اس کے لئے پلاننگ کرنا ہو گی''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''پہلے ہم ماروف کو پکڑیں گے اور اس کا خاتمہ کر کے ٹائیگر کے پیچھے کام کریں گے۔ اس کے لئے مضافاتی قصبے رحمت نگر سے سو کلو میٹر دارالحکومت کی طرف ایک اور قصبہ ہے جس کا نام گارش ہے۔ ٹائیگر اور اس کے پیچھے آنے والا ماروف اس قصبے سے لازماً گزریں گے۔ ہم اس ٹائیگر کو جانے دیں گے البتہ ماروف کو آف کر کے اس کے پاس ٹائیگر کی جو ٹپس موجود ہوں گی وہ حاصل کر کے ان کے مطابق ٹائیگر کو گھیریں گے''...... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم خود ٹیپ نہیں کر رہے کیا''...... ہیرالڈ نے چونک کر پوچھا۔

''ٹیپ تو کر رہا ہوں لیکن اس کے رزلٹ درست نہیں ہیں۔ پوری طرح بات سمجھ میں نہیں آتی''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ہمیں دوسروں پر تکیہ کرنا پڑے گا اور اگر ماروف کی ٹیپ درست نہ ہوئی تو پھر''...... ہیرالڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''پھر ٹائیگر پر فوری ہاتھ ڈالنا پڑے گا''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں گارش پہنچ رہا ہوں۔ میرے پہنچنے سے پہلے اگر ٹائیگر اور ماروف وہاں سے نکل جائیں تو تم مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دینا''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہیرالڈ نے بھی فون آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے الماری کھولی، اس میں سے مخصوص اسلحہ اٹھا کر اس نے اسے چیک کیا اور پھر کوٹ کے نیچے مخصوص انداز میں ایڈجسٹ کر کے لٹکا لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے قصبہ گارش کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پاس دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ موجود تھا اور وہ رہائش گاہ سے نکلنے سے پہلے اس کا بغور جائزہ لے چکا تھا اس لئے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہی تھی اور وہ اس طرح اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جیسے وہ روزانہ اسی راستے آتا جاتا رہا ہو البتہ کار چلاتے ہوئے اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال مسلسل آ رہا تھا کہ جو کچھ جیکب کر رہا ہے اور جس انداز میں کر رہا ہے وہ اس میں سو فیصد کامیابی کا تعین نہیں کر سکتا تھا۔ معاملات اسے واضح دکھائی دینے کی بجائے الجھے ہوئے اور مبہم دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جیکب سے اس پر تفصیلی بات کرے گا اور

پھر گارش پہنچ کر اس نے کار کو اس راستے لے جا کر ایک سائیڈ پر
روک دیا جہاں سے ٹائیگر اور ماروف نے لازماً گزرنا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ جیکب کے پاس بھی جدید مشینری ہو گی اور ماروف کے
پاس بھی۔ اور اس کے پاس ایسا کاشنز موجود تھا جس کی مدد سے وہ
آٹومیٹک انداز میں اس مشینری کو چیک کر سکتا تھا۔ اس نے کار اس
انداز میں کھڑی کی تھی کہ سڑک پر سے گزرنے والی ٹریفک میں
سے جسے چاہے اپنے جدید ریز پسٹل کی مدد سے جام کر دے۔ یہ
مخصوص ریز چلتے ہوئے انجن کو جام کر دیتی تھیں اور جب تک اینٹی
ریز فائر نہیں کی جائیں۔ انجن کسی صورت چالو نہیں ہو سکتا تھا۔
سوائے اس کے کہ پورے انجن کو نکال کر اسے اوور ہال نہ کیا
جائے۔ یہ پسٹل ایکریمیا کی ایجاد تھی اور ایک ہی پسٹل سے ریز
اور اینٹی ریز کا استعمال ممکن بنایا گیا تھا۔ ایک بٹن سے انجن جام کر
دینے والی ریز فائر ہوتی تھیں اور دوسرا بٹن دبانے پر اینٹی ریز فائر
ہوتی تھیں۔ جیکب سے ہونے والی بات چیت کے مطابق ٹائیگر کو
اس نے جانے دینا تھا جبکہ ماروف اور اس کے ساتھیوں کی کار کو
روکنا تھا تاکہ ماروف سے وہ ٹیپس حاصل کی جا سکیں جو ٹائیگر کی
گفتگو پر مبنی تھیں۔ ان کو سننے کے بعد وہ ٹائیگر پر ہاتھ ڈالنا چاہتا
تھا۔ گو ہیرالڈ دونوں کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا لیکن اسے معلوم تھا
کہ جیکب ان معاملات میں بے حد تیز ہے اس لئے اگر اس نے
ایسا فیصلہ کیا ہے تو یقیناً کچھ سوچ کر ہی کیا ہو گا۔ دوسری بات یہ تھی

کہ ٹائیگر مقامی آدمی تھا جبکہ ماروف روسیاہی تھا۔ وہ کسی بھی وقت
روسیاہ جا سکتا تھا اس لئے اس سے پہلے نمٹنا ضروری تھا۔ اس نے
کاشنز کو آن کر کے اسے ڈیش بورڈ پر اس انداز میں رکھا کہ اس کا
رخ باہر سڑک کی طرف ہو۔ کاریں گزرتی جا رہی تھیں لیکن کاشنز
خاموش تھا کیونکہ سڑک پر گزرنے والی کسی بھی کار میں ٹیپ کرنے
والی جدید ترین مشینری موجود نہیں تھی۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ
اسے کب تک ٹائیگر اور ماروف کی کاروں کا انتظار کرنا پڑے گا کہ
جیب میں موجود ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ اس نے جلدی سے
ریموٹ کنٹرولر جتنے سائز کا سیٹلائٹ ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا اور اس
کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ جیکب کالنگ۔ اوور“ ...... جیکب کی آواز سنائی دی۔
چونکہ ہیرالڈ جانتا تھا کہ اس جدید ترین ٹرانسمیٹر کی کال نہ کہیں سنی
جا سکتی ہے اور نہ ہی ٹیپ ہو سکتی ہے اس لئے اس نے جیکب کے
اصل نام لینے پر کوئی اعتراض نہ کیا اور جواب میں بھی اپنا اصل نام
لے لیا۔

”یس۔ ہیرالڈ اٹینڈنگ یو۔ میں یہاں گارش پہنچ چکا ہوں لیکن
کاشنز نے ابھی تک کوئی کاشن نہیں دیا۔ اوور“ ...... ہیرالڈ نے خود
ہی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر کے پاس شاید ٹیپ کرنے والی مشینری موجود نہیں ہے
اور اگر ہے بھی تو وہ جدید نہیں ہے۔ جبکہ ماروف کے پاس مشینری

موجود ہے اس لئے ٹائیگر کی کار تو گزر جائے گی اور کاشنر آن نہیں ہو گا۔ البتہ ماروف کی کار ابھی کاشنر سے دو کلو میٹر دور ہو گی کہ کاشنر کاشن دینا شروع کر دے گی۔ میں واپس آ رہا ہوں۔ میں ماروف سے پہلے آپ تک پہنچ جاؤں گا۔ پھر ہم نے ماروف کو اغوا کر کے لے جانا ہے۔ ماروف کے ساتھ تین افراد اور بھی ہیں اور یہ چاروں ایک ہی کار میں ہیں۔ ہم نے ان تینوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ میرے پاس انجن جام کرنے والا پسٹل بھی موجود ہے اور فوری طور پر بے ہوش کر دینے والا گیس پسٹل بھی۔ ہم دونوں اس پر فائر کریں گے اور پھر ان کے بے ہوش ہونے پر کار کا انجن دوبارہ چالو کر کے کار سائیڈ پر لے جائیں گے اور ماروف کو اپنی کار میں ڈال کر اپنے پوائنٹ پر لے جائیں گے۔ اوور''...... جیکب نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو اور ماروف تم سے کتنے فاصلے پر ہے۔ اوور''...... ہیرالڈ نے پوچھا۔

''میں گارش سے اس وقت دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہوں جبکہ ماروف کی سیاہ رنگ کی کار مجھ سے تقریباً چھ کلو میٹر پیچھے ہو گی۔ میرے پاس چیک کاشنر موجود ہے اس لئے میں آپ کو چیک کر کے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا پھر ہم مل کر ماروف مشن کو مکمل کریں گے۔ اوور اینڈ آل''...... جیکب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہیرالڈ نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس جیب

میں ڈال کر ایک بار پھر سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔ سڑک چونکہ مضافاتی قصبوں کو جاتی تھی اس لئے یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک کار تیزی سے سائیڈ پر مڑی اور سیدھی ہیرالڈ کی طرف آئی۔ ہیرالڈ اسے دیکھ کر ہی پہچان گیا کہ یہ جیکب ہے اور دوسرے لمحے کار روک کر جیکب نیچے اتر آیا۔ ہیرالڈ بھی کار سے نیچے اتر آیا۔

''ماروف زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر یہاں سے گزرے گا اور ہم نے اسے اغوا کرنا ہے''...... جیکب نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ کاشنر آن ہے اور ریز پسٹل بھی موجود ہے۔ میں کار کا انجن جام کر دوں گا۔ تم نے اندر گیس فائر کر دینی ہے۔ پھر میں اینٹی ریز کی مدد سے کار کا انجن دوبارہ چالو کر کے ہم کار سڑک کی سائیڈ پر لے آئیں گے اور پھر باقی کام بعد میں ہو گا''۔ ہیرالڈ نے کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دوڑتا ہوا مڑ کر ایک درخت کے چوڑے تنے کے پیچھے رک گیا جبکہ ہیرالڈ نے بھی جیب سے ریز پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کاشنر نے کاشن دینا شروع کر دیا تو ہیرالڈ سمجھ گیا کہ ماروف کی کار رینج میں داخل ہو گئی ہے۔

''جیکب۔ کاشنر بول پڑا ہے۔ ہوشیار رہنا۔ میں کار کا انجن جام کر دوں گا۔ تم نے گیس فائر کرنی ہے''...... ہیرالڈ نے اونچی آواز میں کہا۔

"اوکے"...... جیکب کی آواز سنائی دی۔ کاشنر کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔ برگنڈی نے اس کی آواز والا بٹن آف کر دیا کیونکہ اس کی اتنی اونچی آواز ہو چکی تھی کہ سڑک تک سنائی دے سکتی تھی اور جس پر ایکشن لیا جا رہا تھا وہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ اس لئے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ آواز کا بٹن بند ہوتے ہی کاشنر سے آواز تو آنا بند ہو گئی لیکن اب اس پر سرخ رنگ کی ایک لکیر ایک سائیڈ پر بڑھتی دکھائی دے رہی تھی اور جیسے جیسے لکیر چوڑی ہوتی جا رہی تھی اس کی رفتار سست ہوتی جا رہی تھی اور ہیرالڈ نے ریز پسٹل کا رخ سڑک کی طرف کیا اور اس کی نظریں اس طرف جم گئیں جدھر سے ماروف کی کار نے آنا تھا۔ سڑک اس وقت تقریباً ویران تھی۔ ایک بس چند لمحے پہلے گزری تھی۔ اچانک دور سے سیاہ رنگ کی ایک بڑی لیکن جدید ماڈل کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آتی نظر آنے لگی۔ کار کے شیشے بند تھے اور وہ خاصی تیز رفتاری سے چل رہی تھی لیکن ابھی وہ ہیرالڈ سے کچھ دور تھی کہ ہیرالڈ نے ٹریگر دبا دیا اور پسٹل سے ایک کیپسول سا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے سڑک کی طرف بڑھا۔ پلک جھپکنے کے وقفے میں نہ صرف کار سامنے پہنچی بلکہ کیپسول انجن کی سائیڈ سے ٹکرا کر غائب ہو گیا۔ ایسا نشانہ سب سے مشکل سمجھا جاتا تھا کیونکہ کار کی رفتار، اس کے سامنے پہنچنے کا وقت اور پسٹل کے کیپسول کی رفتار سب کا بیک وقت خیال رکھنا پڑتا تھا لیکن ہیرالڈ چونکہ تربیت یافتہ اور تجربہ

کار ایجنٹ تھا اس لئے اس کے لئے یہ عام سی بات تھی اور اس کا نشانہ درست ثابت ہوا۔ تیزی سے دوڑتی ہوئی کار ایک جھٹکے سے آہستہ ہوئی اور پھر کئی جھٹکے کھانے کے بعد رک گئی۔ اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ سٹارٹ نہ ہو سکی۔ جیکب اسی انتظار میں تھا کہ کار سٹارٹ نہ ہو گی تو دروازہ کھولا جائے گا اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد کار کی سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی نیچے اترنے ہی لگا تھا کہ جیکب کے ہاتھ میں موجود گیس پسٹل سے کیپسول برآمد ہوا اور اس نیچے اترنے والے آدمی سے ٹکرا کر اندر جا گرا۔ اترتے ہوئے آدمی کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور وہ وہیں ادھ کھلے دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی جیکب کار کی طرف دوڑ پڑا۔ ہیرالڈ بھی تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور سڑک کی طرف دوڑ پڑا۔ ریز پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ قریب جا کر اس نے ڈرائیونگ سائیڈ دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر موجود آدمی کو ایک جھٹکے سے باہر کھینچ کر سڑک پر ڈال دیا۔

"اسے اٹھا کر اندر لے چلو۔ میں کار سٹارٹ کر کے لے آتا ہوں"...... ہیرالڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اچھل کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں موجود ریز پسٹل کا ایک بٹن دبایا تو پسٹل سے ایک کیپسول نکلا اور کار کے اندرونی حصے سے ٹکرا کر غائب ہو گیا۔ ہیرالڈ کو معلوم تھا کہ ریز کار کے انجن کے گرد پھیل

گئی ہوں گی اور چونکہ یہ اینٹی ریز تھیں اس لئے ان کے فائر ہوتے ہی انجن جام کر دینے والی ریز اپنا اثر کھو دیں گی اور ویسا ہی ہوا۔ ریز فائر ہوتے ہی انجن سٹارٹ ہو گیا اور ہیرالڈ کار کا رخ موڑ کر اسے درختوں کے اندر لے آیا اور گھنے درختوں کی اوٹ میں اسے روک کر اس نے کار کا انجن آف کیا اور دروازہ کھول کر نیچے اترا تو اسی لمحے جیکب بے ہوش ڈرائیور کو کاندھے پر اٹھائے جھنڈ میں داخل ہوا۔

''ان میں سے ماروف کون ہے۔ اس کو نکال کر اس کی تلاشی لو۔ میں کار کی تلاشی لیتا ہوں''...... ہیرالڈ نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر ڈھلکے پڑے دو آدمیوں کو باری باری کھینچ کر کار سے باہر نکالتے ہوئے کہا تو جیکب ایک آدمی پر جھپٹ پڑا اور ہیرالڈ سمجھ گیا کہ یہی ماروف ہو گا۔ ہیرالڈ نے کار کو بے ہوش افراد سے خالی کر کے اس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس نے کار کے سیٹ کشن اٹھا کر بھی چیک کیا۔

''اس کے پاس تو کوئی مشینری نہیں ہے''...... جیکب کی آواز سنائی دی۔

''کار میں بھی کوئی چیز نہیں ہے''...... ہیرالڈ نے پریشان لہجے میں کہا۔

''پھر اسے ساتھ لے جائیں اور ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کریں''...... جیکب نے کہا۔

''لیکن کیا اسے شک پڑ گیا تھا کہ ہم اس سے یہ مشینری راستے میں چھین سکتے ہیں''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''شک کیسے پڑ سکتا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے آمنے سامنے نہیں ہوئے''...... جیکب نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ایک منٹ''...... ہیرالڈ نے کہا اور پھر اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ والے دروازے میں جھک کر سر اندر ڈال کر ہاتھ کی مدد سے ایک بٹن دبایا تو کھٹاک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ ہیرالڈ سیدھا ہو کر مڑا اور اس نے کار کا بونٹ اٹھا کر اسے ہک سے ٹکا دیا۔ کار کا انجن سائیڈ اور کار کے مڈ گارڈ کے درمیان ایک کیمرے نما مشین جو سیاہ چمڑے میں رکھی ہوئی تھی کلپ کی گئی تھی۔

''مل گئی۔ مجھے اچانک خیال آ گیا کہ ایک بار میں نے بھی اس انداز میں مشینری کو انجن کے ساتھ کلپ کر کے بچایا تھا''۔ ہیرالڈ نے اس مشینری کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر نکل چلیں۔ کوئی بھی ادھر آ سکتا ہے''...... جیکب نے کہا۔

''ہاں چلو۔ البتہ اس ماروف کی گردن توڑ دو۔ باقی خود ہی بھاگ جائیں گے''...... ہیرالڈ نے کہا اور اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے عقب میں جیکب کی کار بھی نظر آ رہی تھی۔

''ہم اس ٹائیگر پر انحصار کر رہے ہیں۔ کیا وہ معلوم کر لے گا کہ فارمولا کہاں ہے''...... ہیرالڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اس کی بات کا جواب دینے والا یہاں کوئی موجود نہ تھا۔ پھر مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ دونوں اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''مجھے دو۔ میں اس میں سے تمام ٹیپ شدہ آوازیں کیسٹ میں ڈال کر لے آتا ہوں۔ پھر اطمینان سے بیٹھ کر سنیں گے''...... جیکب نے کہا اور ہیرالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیکب وہ کیمرہ نما مشین اٹھائے ایک علیحدہ کمرے میں چلا گیا جہاں انہوں نے اپنے ذاتی استعمال کے لئے ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ ہیرالڈ نے اٹھ کر الماری سے شراب کی بوتل اور دو گلاس نکالے اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے بوتل کھول کر ایک گلاس میں شراب ڈالی اور کرسی پر بیٹھ کر سپ کرنے لگا۔ دوسرا گلاس اس نے جیکب کے لئے رکھا تھا اور پھر ابھی ہیرالڈ نے آدھا گلاس سپ کیا ہو گا کہ جیکب آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی پیشانی پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کیا ہوا۔ کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے''...... ہیرالڈ نے چونک کر کہا۔

''تمام ٹیپ شدہ گفتگو واش کر دی گئی ہے۔ پہلے پوری طرح سمجھ نہ آتی تھی اب سرے سے گفتگو ہی غائب ہے''...... جیکب نے دھم سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ہیرالڈ نے بے اختیار طویل

سانس لیا۔

''حماقت ہم سے ہوئی ہے۔ ہم ماروف کو ایک عام آدمی کی طرح ٹریٹ کرتے رہے اور اسے شاید معلوم تھا کہ اس کی بھی نگرانی کی جا رہی ہے اس لئے اس نے ٹیپس واش کر دیں اور سب کچھ اپنے ذہن میں رکھ لیا۔ ہم اسے ہلاک نہ کرتے تو اس کے لاشعور سے سب کچھ باہر آ سکتا تھا''...... ہیرالڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے تو ماروف کے ساتھ ساتھ اس کے تینوں ساتھیوں کی گردنیں بھی توڑ دی تھیں۔ اب کیا ہو گا''...... جیکب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''اب آخری صورت یہی رہ گئی ہے کہ ہم ٹائیگر پر ہاتھ ڈالیں۔ درمیانی راستہ تو کام نہیں آ سکا''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''لیکن پھر یہاں کی سیکرٹ سروس حرکت میں آ جائے گی کیونکہ ہمیں ٹائیگر کو ہلاک کرنا ہو گا اور اس کا استاد عمران ہے''...... جیکب نے جواب دیا۔

''کچھ بھی ہو۔ ہمیں بہرحال اس فارمولے کو حاصل کرنا ہے۔ تم معلومات کرو کہ ٹائیگر اس وقت کہاں ہے۔ پھر ہم اس پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... ہیرالڈ نے کہا اور جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کی تائید کر دی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آج کل آپ فلیٹ تک ہی محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ کوئی خاص وجہ''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک خاص وجہ ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا وجہ ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چوری، ڈکیتی کا خوف۔ کیونکہ پورے علاقے میں یہ بات

پھیل چکی ہے کہ آغا سلیمان پاشا بے حد امیر آدمی ہے۔ روزانہ مارکیٹ جا کر سبزی، مٹن اور چکن لے آتا ہے۔ اب تم خود بتاؤ کہ اس خوفناک مہنگائی کے دور میں روزانہ خریداری کوئی بے حد امیر آدمی ہی کر سکتا ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے فلیٹ کے کمرے کرنسی نوٹوں سے بھرے ہوئے ہیں''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کی بات تو درست ہے۔ اس خوفناک مہنگائی میں سلیمان کی شاپنگ ضرور لوگوں کے ذہنوں میں سوالات پیدا کرتی ہو گی''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''حالانکہ سلیمان بے چارہ صرف دکھانے کے لئے شاپنگ کرنے جاتا ہے۔ واپسی میں شاپر میں ایک انڈہ، ایک ٹماٹر اور مرغی کے چند پَروں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ مرغی کے پَر وہ فلیٹ کے دروازے میں بکھیر دیتا تھا تاکہ سمجھا جائے کہ یہاں چکن ہی پکتا ہے اور انڈہ اپنے لئے اور ٹماٹر میرے لئے۔ باقی سب خیریت ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ جب وہ دانش منزل میں موجود ہو تو خود ہی فون اٹینڈ کرتا تھا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے۔ اس کے فلیٹ کا

فون تو کوئی بھی اٹینڈ نہیں کر رہا۔ سیل فون بند ہے۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''کنوؤں میں بانس ڈلوا دیجئے۔ کسی نہ کسی کنویں میں منہ چھپائے بیٹھا ہو گا کیونکہ روزانہ فون، گیس اور بجلی کا کنکشن کاٹنے کے لئے محکمے کے لوگ آ جاتے ہیں اور فی الحال تو وارننگ دے کر چلے جاتے ہیں لیکن کسی بھی وقت عمران بے چارہ بے گیس، بے بجلی ، بے فون اور بے پانی ہو جائے گا۔ اب آپ خود بتائیں اس سے کوئی کنواں ہی بہتر ہے جہاں کم از کم پانی تو ملے گا''۔ عمران نے اپنے اصل لہجے اور آواز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

''سرداور کو فون کرو۔ وہ تم سے بات کرنے کے لئے بے چین ہیں''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

''سرکاری سروں کے درمیانی رابطے بہت تیز ہیں''...... عمران نے کریڈل دباتے ہوئے کہا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔ چونکہ نمبر ڈائریکٹ تھا اس لئے براہِ راست سرداور سے رابطہ ہو گیا تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''......عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ تم نے کارمن فارمولے کے بارے میں ایک بار مجھ سے بات کی تھی۔ اینٹی میزائل فارمولے کے متعلق۔ کیا اس فارمولے کے بارے میں کوئی معلومات مل سکی ہیں یا نہیں''۔ سرداور نے کہا۔

''ابھی تک تو ابتدائی معلومات موجود ہیں اور ان اطلاعات کے مطابق فارمولا پاکیشیا سے باہر جا چکا ہے لیکن وہ کارمن کی بجائے کرانس پہنچ چکا ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس فارمولے کے بارے میں جو نوٹس تم نے مجھے دیئے تھے اور بتایا تھا کہ تمہیں یہ نوٹس کارمن سیکرٹ سروس کے چیف نے بھجوائے ہیں۔ سائنسدانوں کے ایک بورڈ نے ان نوٹس پر تفصیلی غور کیا ہے اور ہم سب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ فارمولا نہ صرف قابل عمل ہے بلکہ اس کی تیاری پر بھی بے حد کم اخراجات آئیں گے اور اس کی مدد سے ہم اپنے دشمن ملک کافرستان کے اینٹی میزائل سسٹم کو ناکارہ کر سکتے ہیں ورنہ اس کے خلاف جس فارمولے پر ہم کام کر رہے ہیں اس پر نہ صرف انتہائی کثیر رقم خرچ ہو گی بلکہ بظاہر آٹھ دس سال بھی لگ سکتے ہیں۔ اس لئے اس

فارمولے کا جلد از جلد حصول ہمارے قومی مفاد میں ہے''۔ سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے پہلے بھی یہی بات کی تھی اس لئے میں اس کے لئے کام کر رہا تھا۔ اب زیادہ تیزی سے کام ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں صرف بورڈ کا فیصلہ تمہارے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ اللہ حافظ''...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کہا ہے کہ فارمولا کرانس پہنچ گیا ہے۔ یہ اطلاع کہاں سے ملی ہے اور کس طرح''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ٹائیگر کی آمد، مضافاتی حویلیوں میں اس کے جانے سے لے کر اس کی تمام کارکردگی کی تفصیل بتا دی۔

''برگنڈی اور ڈوشے دونوں کا تعلق کیا کرانس کی کسی سرکاری ایجنسی سے تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی معلوم کرنے تو آیا ہوں۔ وہ سرخ جلد والی ڈائری دینا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

''آپ اسے چیک کریں۔ میں چائے لے آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے ڈائری دے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''نیکی اور پوچھ پوچھ''...... عمران نے ڈائری اٹھاتے ہوئے کہا

اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کافی دیر تک ڈائری کا مطالعہ کرتا رہا پھر اس نے چونک کر ایک صفحے کو کچھ دیر غور سے دیکھا اور پھر ڈائری بند کر کے رکھ دی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے کرانس کا رابطہ نمبر اور کرانس کے دارالحکومت کارس کا رابطہ نمبر دے دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ اسی لمحے بلیک زیرو ہاتھوں میں چائے کے کپ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کوشش تو کر رہا ہوں کہ لائن پر ہی رہوں۔ فرمایئے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''سوری سر۔ کمپیوٹر میں چیک کرنا پڑتا ہے''...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ بتایئے نمبرز''...... عمران نے ایک لحاظ سے اس کی

معذرت قبول کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبرز بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ آپریشن روم میں موجود فون کا لاؤڈر مستقل طور پر پریسڈ ہی رہتا تھا اس لئے عمران کو خصوصی طور پر لاؤڈر کا بٹن پریس کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

''ایکس ملکہ عالم جارجین ابھی زندہ ہے یا......'' عمران نے کہا۔

''آپ۔ آپ کون ہیں۔ میڈم جارجین تو حیات ہیں اور انہوں نے تو کبھی ملکہ عالم کے مقابلے میں حصہ نہیں لیا''...... دوسری طرف سے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''یہی تو میں بھی تمہاری میڈم کو کہتا ہوں کہ کاش وہ ملکہ عالم کا انتخاب لڑے لیکن شرط یہ ہے کہ مجھے جج بنوا دے تو وہ اس بڑھاپے میں بھی ملکہ عالم بن سکتی ہیں لیکن اس کے کان پر تو جوں، اوہ سوری۔ جوں تو بڑا غیر مہذب سا لفظ ہے اس لئے کان پر پروانہ رینگنے کی بات کی جائے لیکن یہ لفظ رینگنا بھی غلط ہے۔ خاص طور پر خواتین تو اس رینگنے کے بارے میں بے حد حساس ہوتی ہیں۔ وہ تو مردوں کی اپنے جسم پر رینگتی ہوئی نگاہیں محسوس کر لیتی ہیں۔ ارے ارے۔ سنو سنو''...... عمران نے بولتے بولتے چیخ کر کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس

پڑا۔ ظاہر ہے دوسری طرف جو خاتون تھی وہ عمران کی زبان کی روانی کی تاب کہاں تک لا سکتی تھی۔

''کمال ہے ابھی تو میں نے جوں کو رینگنے سے روک لیا ہے تب بھی وہ بھاگ گئی اور اگر میں جوں کو رینگنے کی اجازت دے دیتا تب کیا ہوتا''...... عمران نے دوبارہ نمبر پریس کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ہیلو''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''اپنی میڈم جارجین سے کہو کہ پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بات کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن میں یعنی تم راستے میں رکاوٹ بن رہی ہو''...... عمران نے کہا۔

''سوری سر۔ میڈم بات نہیں کرنا چاہتیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''آپ نے فون سیکرٹری کو ناراض کر دیا''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اصل ناراضگی یہ ہے کہ میں نے اسے ملکہ عالم کہنے کی بجائے جارجین کو کیوں ملکہ عالم کہہ دیا''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد رابطہ ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ جارجین سے بات کراؤ''۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ یہ ڈھمپ کہاں ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''کوہ ہمالیہ کی ایک وادی میں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہولڈ کریں''...... اس بار دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ جارجین بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجے سے ہی لگتا تھا کہ وہ اُدھیڑ عمر ہے۔

''صرف جارجین نہیں بلکہ ملکہ عالم جارجین کہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ تم وہ ایشیائی عمران تو نہیں ہو۔ وہی مجھے ملکہ عالم کہا کرتا تھا''...... دوسری طرف سے یکلخت چیختے ہوئے کہا گیا۔

''ہاں۔ میں وہی ہوں۔ اس پوری دنیا میں تمہارے حسن کا قدر شناس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''ارے ارے۔ اتنے طویل عرصے بعد تم کہاں سے ٹپک پڑے ہو۔ میں تو سمجھی تھی کہ اب تک مر مرا چکے ہو گے''...... جارجین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں تو کئی بار مر کر جنت میں تمہارا انتظار کرتا رہا تاکہ جنت والوں کو بتا سکوں کہ حسن کسے کہتے ہیں۔ لیکن تم دنیا سے چمٹ ہی گئی ہو۔ اگر کہو تو کسی پیشہ ور قاتل کی خدمات حاصل کر لی

جائیں''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف جارجین بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''مجھ پر طنز کر رہے ہو کہ میں پہلے پیشہ ور قاتل رہی ہوں۔ بہرحال بتاؤ۔ اتنے طویل عرصے بعد کیوں فون کیا ہے''...... اس بار جارجین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''فون تو اس لئے کیا ہے کہ مستقبل کی ملکہ عالم سے بات کی جائے۔ ہم جیسے لوگوں کے لئے یہ بھی بڑا اعزاز ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تم ایسی باتیں کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ دوسرے کو واقعی ایسے بانس پر چڑھاتے ہو کہ تمہاری باتیں سن سن کر اب مجھے بھی احساس ہوتا جا رہا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں''...... جارجین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اصل حقیقت یہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم اصل بات کرو۔ بس بہت ہو گئی''...... جارجین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کرانس میں دو ایجنٹ ہیں برگنڈی اور ڈوشے۔ میں نے یہ معلوم کرنا ہے کہ ان کا تعلق کرانس کی کس ایجنسی سے ہے''۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس کے لئے تم نے مجھے کیوں فون کیا ہے۔ میرا کسی ایجنٹ سے کیا تعلق۔ میں تو عرصہ ہوا ایجنسی چھوڑ چکی ہوں اور ایک طویل

عرصے سے ایک کلب تک محدود ہوں“...... جارجین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کرانس میں اڑنے والی مکھی بھی تمہاری نظروں سے نہیں بچ سکتی۔ جارجین سے مشورہ کئے بغیر حکومت کرانس کوئی نئی ایجنسی بنانے کے سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کرتی۔ ویسے اگر تم نہ بتانا چاہو یا تمہارا کوئی ذاتی مفاد ہو تو بے شک انکار کر دو۔ مجھے کوئی گلہ نہیں ہو گا کیونکہ ہمارے پاس ان دونوں ایجنٹوں کے اصل کاغذات موجود ہیں جن میں ان کی ذاتی تفصیل درج ہے۔ میں تو صرف ایجنسی کا نام معلوم کرنا چاہتا تھا“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کر سکتے ہو اور کیا نہیں۔ بہرحال میں بتا دیتی ہوں کہ برگنڈی اور ڈوشے دونوں کرانس کی سرکاری ایجنسی بلیک سرکل کے سپر ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف جو اقدام بھی کرنا ہو، سوچ سمجھ کر کرنا۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ گڈ بائی“...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا جارجین نے درست نام بتایا ہو گا کیونکہ یہ نام پہلے کبھی سامنے نہیں آیا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جارجین جھوٹ نہیں بولتی۔ اگر وہ نہ بتانا چاہتی تو کھل کر کہہ دیتی۔ ویسے اس نے جس انداز میں نام بتایا ہے اس سے ظاہر ہوتا

ہے کہ بلیک سرکل خاصی طاقتور ایجنسی ہے۔ ویسے بھی دونوں ایجنٹوں نے بڑی ذہانت سے اس فارمولے کو ٹریس کیا ہے اور پھر حاصل کرتے ہی انتہائی تیز رفتاری کے عالم میں خاموشی سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئے“...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ریڈ کلب“...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ گاڈفر سے بات کراؤ“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن اپنا تعارف پھر بھی اس نے مکمل کرا دیا تھا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

”ہیلو۔ گاڈفر بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا“...... عمران نے کہا۔

”عمران۔ اوہ۔ اوہ تم۔ تم وہی ہو جس نے مجھے زندگی میں سب سے زیادہ ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا“...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”کتنی دیر ہنستے رہے تھے تم“...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

''مت پوچھو۔ شاید زندگی میں پہلی بار میں کئی منٹوں تک ہنستا رہا تھا۔ بہرحال تم نے کیسے فون کیا ہے''...... گاڈفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنا ہے کہ آج کل کرانس حکومت میں تمہارا عمل دخل بہت ہے۔ کیا واقعی''...... عمران نے کہا۔

''کس نے تمہیں بتایا ہے۔ تم پاکیشیا میں ہو۔ تمہارا کرانس سے کیا تعلق ہے''...... گاڈفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر مجھے کرانس میں رہنے والے گاڈفر کے بارے میں علم ہے تو مجھے یہ بھی علم ہو سکتا ہے کہ گاڈفر کرانس حکومت میں کتنا بااثر ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے گاڈفر بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے اسے بھی اپنی تعریف اچھی لگی ہو گی۔

''تم چاہتے کیا ہو۔ کھل کر بتاؤ۔ اگر حکومت کے مفاد کے خلاف تمہارا کام نہ ہوا تو میں ضرور کر دوں گا''...... گاڈفر نے کہا۔

''مجھے کوئی کام نہیں ہے۔ صرف چند معلومات لینی ہیں اور یہ معلومات میں حکومتی سیکرٹریٹ کے کسی سپرنٹنڈنٹ کو معاوضہ دے کر بھی حاصل کر سکتا ہوں لیکن مجھے جو اعتماد گاڈفر پر ہے وہ اس سپرنٹنڈنٹ پر نہیں ہو سکتا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسی معلومات''...... گاڈفر نے چونک کر کہا۔

''بلیک سرکل ایجنسی کس وزارت کے ماتحت ہے۔ وزارت سائنس یا وزارت داخلہ''...... عمران نے کہا۔

''تمام ایجنسیاں وزارت داخلہ کے تحت ہوتی ہیں۔ وزارت سائنس کا ایجنسیوں سے کیا تعلق''...... گاڈفر نے جواب دیا البتہ اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''جو ایجنسیاں سائنس لیبارٹریوں کو کور کرتی ہیں وہ وزارت سائنس کے تحت ہوتی ہیں تاکہ فارمولوں کے بارے میں ان سے کام لیا جا سکے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ بلیک سرکل سائنس لیبارٹریوں تک محدود نہیں ہے لیکن تمہیں بلیک سرکل سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ تم نے معلومات حاصل کرنی شروع کر دی ہیں''...... گاڈفر نے کہا۔

''سپر پاورز کے ایجنٹس کسی بھی روز کرانس پہنچنے والے ہیں اور وہ سب ہی بلیک سرکل کے خلاف کام کریں گے کیونکہ بتایا جا رہا ہے کہ بلیک سرکل کے ایجنٹس کارمن کا ایک اہم فارمولا جو ایک روسیاہی ایجنٹ کارمن سے براستہ پاکیشیا، روسیاہ لے جا رہا تھا کہ اس کا تعاقب کیا گیا تو اس نے فارمولا ایک ایکریمین عورت کو دے دیا تاکہ اس پر شک نہ ہو سکے لیکن بلیک سرکل کے ایجنٹس اس عورت اور روسیاہی ایجنٹ کو ہلاک کر کے فارمولا کرانس لے گئے ہیں۔ ابھی تک ایجنٹس کو اس کا علم نہیں لیکن جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ پھر کرانس میں سپر پاورز کے ایجنٹس آندھی اور طوفان کی

طرح ٹوٹ پڑیں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان سے پہلے بلیک سرکل کے چیف تک یہ بات پہنچا دوں کہ وہ فارمولے کے یقینی تحفظ کے اقدامات کر لے۔ کرانس حکومت کے ساتھ پاکیشیا حکومت کے بڑے دوستانہ اور گہرے تعلقات ہیں۔ اگر فارمولا بچ گیا تو حکومت کرانس بھی ہمیں اس فارمولے میں خود ہی شامل کر لے گی''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم فکر مت کرو۔ میں بلیک سرکل کے چیف تک تمہارا پیغام پہنچا دوں گا''...... گاڈفر نے کہا۔

''اوکے۔ میں مطمئن ہوں۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

''یہ کیا بات ہوئی عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہی اصل بات ہے۔ میں نے گاڈفر کے ذریعے بلیک سرکل کے چیف تک پیغام پہنچا دیا ہے کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ فارمولا کرانس پہنچ چکا ہے۔ اب وہ ہماری وجہ سے اس کے لئے خصوصی حفاظتی انتظامات کرے گا۔ چونکہ یہ سائنسی فارمولا ہے اس لئے لازماً اسے کرانس کی کسی لیبارٹری میں رکھا جا سکتا ہے اور اب اسے کسی ایسی لیبارٹری میں رکھا جائے گا جس کی سیکورٹی فول پروف ہو اس کے لئے انہیں وزارت سائنس کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی اور وزارت سائنس کے عملے کے ذریعے آسانی سے اس لیبارٹری کا

پتہ چلایا جا سکتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس قدر طویل پلاننگ آپ ہی کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس طویل پلاننگ کی وجہ سے تو اب تک کنوارہ پھر رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چوہان بول رہا ہوں چیف۔ عمران صاحب سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ ٹائیگر شدید زخمی حالت میں سٹی ہسپتال میں موجود ہے۔ وہ تقریباً مرنے کے قریب ہے۔ اگر آپ مہربانی کریں تو اسے سپیشل ہسپتال شفٹ کرا دیں۔ شاید وہ بچ جائے''...... دوسری طرف سے جیسے جیسے چوہان بولتا گیا عمران کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔

''اچھا''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو سپیکنگ۔ ٹائیگر سٹی ہسپتال میں شدید زخمی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ فوراً عملے سمیت وہاں جاؤ اور اسے سپیشل ہسپتال میں

شفٹ کر کے اس کا علاج کرو۔ فوراً''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر تیزی سے واپس جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑا۔

''عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کو آواز دیتے ہوئے کہا لیکن عمران سنی ان سنی کرتا ہوا تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا اور واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہ عمران صاحب کی ہمت ہے کہ اس حالت میں بھی انہوں نے ایکسٹو کا کردار نبھایا''...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں ٹائیگر کے شدید زخمی ہونے کی وجوہات کے بارے میں مختلف خیالات اور خدشات ابھر رہے تھے لیکن ظاہر ہے ابھی ان باتوں کا وقت نہیں تھا۔ ابھی تو ٹائیگر کی صحت اور زندگی کے لئے دعا کا وقت تھا اور بلیک زیرو نے اٹھ کر ایک الماری سے جاء نماز نکال کر وہیں میز کے قریب فرش پر بچھائی اور پھر باہر جا کر اس نے وضو کیا اور واپس آ کر جاء نماز پر کھڑے ہو کر اس نے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اور پھر سجدے میں سر رکھ کر ٹائیگر کی صحت اور زندگی کے لئے دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

ٹائیگر کار چلاتا ہوا ریو کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ عمران سے اس کے فلیٹ پر جا کر مل چکا تھا اور اس نے عمران کو پوری تفصیل بتا دی تھی کہ مضافاتی علاقے رحمت نگر میں ایک زمیندار رستم کی حویلی میں داخل ہو کر اس نے تفصیلی چیکنگ کی ہے اور اسے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان معلومات کے مطابق کرانس کے دو آدمی جن کے نام برگنڈی اور ڈوشے معلوم ہوئے ہیں، رستم کی حویلی میں داخل ہو کر وہاں کے تہہ خانے کے سیف سے فارمولا لے گئے ہیں اور چارٹرڈ طیارے سے کرانس پہنچ بھی چکے ہیں۔ اس کے بعد اس ایکریمین عورت ڈیزی کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو اس کی کارکردگی کو عمران نے سراہا اور عمران کی طرف سے خراج تحسین پر ٹائیگر کی تمام تھکاوٹ دور ہو گئی اور اب وہ ریو کلب اس لئے جا رہا تھا کہ کلب کے جنرل مینجر فرینک سے مل کر

اس سے کرانس کے لئے کوئی ٹپ لے سکے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فرینک ایکریمین نژاد ہے لیکن اس کے رابطے کرانس کی انڈر ورلڈ سے بھی خاصے گہرے ہیں۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ فرینک سے ملنے والی ٹپ خاصی کارآمد ثابت ہو گی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ عمران سے اجازت لے کر کرانس جائے گا اور اس فارمولے کے حصول کا مشن مکمل کرے گا۔ گو اس نے عمران سے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ وہ اس بارے میں پہلے مکمل معلومات اور کرانس کے لئے چند غیر معمولی ٹپس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ریو کلب میں داخل ہو کر اس نے کار کو پارکنگ میں لے جا کر روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور پھر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وہ اکثر یہاں آتا رہتا تھا اور وہاں کے تمام ملازم اس کے اور فرینک کے تعلقات سے واقف تھے اس لئے تھوڑی دیر بعد ٹائیگر، فرینک کے آفس میں موجود تھا۔

''کیا ہوا۔ آج اچانک''...... فرینک نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر کو لاشعوری طور پر محسوس ہوتے لگ گیا تھا کہ فرینک اس کی آمد پر کچھ پریشان ہو گیا ہے۔

''بس ادھر سے گزر رہا تھا تو میں نے سوچا کہ تم سے ملتا جاؤں''...... ٹائیگر نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔ فرینک کی پریشانی کو اس نے اس کے اپنے کسی کام کا نتیجہ سمجھ لیا تھا۔

''اوکے۔ ایپل جوس منگواؤں''...... فرینک نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

''رہنے دو۔ میں نے گریٹ کلب جانا ہے اور تمہیں پتہ ہے کہ وہاں جونز مجھے زبردستی دو گلاس جوس کے پلا دیتا ہے''...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور فرینک بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ پھر بتاؤ کیا خدمت کروں۔ میں نے ایک ضروری میٹنگ پر بھی جانا ہے اس لئے زیادہ وقت بھی نہ دے سکوں گا''۔ فرینک نے کہا۔

''مجھے ایک پارٹی نے کرانس میں اسلحہ سمگلنگ کی ایک ڈیل کے سلسلے میں بک کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے کرانس میں کوئی ایسی ٹپ دو جو وہاں میری مدد کر سکے۔ میں اس کو معقول معاوضہ دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کس قسم کی مدد''...... فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''رہائش، گاڑی اور اس قسم کی امداد''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن تم کرانس میں کہاں جا کر اپنا مشن مکمل کرو گے''...... فرینک نے کہا۔

''کارس میں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کب جاؤ گے''...... فرینک نے پوچھا۔

''شاید ایک ہفتہ بعد''...... ٹائیگر نے گول مول سا جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں بہترین ٹپ دے رہا ہوں اور میں فون بھی کر دوں گا''...... فرینک نے کہا اور پھر اس نے ٹپ کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔

''اوکے۔ تھینک یو۔ میں وہاں پہنچ کر پھر تمہیں فون کروں گا۔ تم بھی پارٹی کو فون کر دینا''..... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے بیٹھو۔ اتنی جلدی''...... فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر کو محسوس ہو گیا کہ وہ رسمی طور پر یہ بات کر رہا ہے۔

''پھر ملیں گے۔ اوکے۔ گڈ بائی''..... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر گیلری میں آ کر وہ تیزی سے ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کلب کے مین گیٹ سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گو فرینک نے جو ٹپ دی تھی وہ ٹائیگر کے نقطہ نظر سے خاصی اہم تھی لیکن اسے فرینک کا رویہ کچھ عجیب سا لگ رہا تھا جیسے وہ اچانک ٹائیگر کو دیکھ کر پریشان اور کنفیوژ ہو گیا ہو۔ ٹائیگر نے پارکنگ بوائے کو کارڈ دیا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار ایک سڑک پر تیزی سے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک موڑ مڑتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے سرخ رنگ کی ایک کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا تھا۔ یہ گاڑی کلب سے ہی اس کے پیچھے تھی۔ گو ٹائیگر نے

پہلے اس کا خیال نہ کیا تھا لیکن اب ایک موڑ مڑتے ہی جیسے اس نے بیک مرر میں سرخ رنگ کی گاڑی کو اپنے پیچھے موڑ مڑتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ کون ہو سکتا ہے۔ یہ اسے کافی دیر تک سوچنے کے باوجود بھی جب سمجھ میں نہ آیا تو اس نے ایک ویران سڑک پر کار روک دی تاکہ تعاقب میں آنے والی کار کو روک کر اس میں موجود افراد سے پوچھ گچھ کر سکے۔ اس لئے وہ دانستہ ایک ویران سڑک پر آیا تھا تاکہ کوئی مداخلت نہ ہو سکے اور پھر اس نے کار کو آہستہ کرتے ہوئے اسے تیزی سے موڑ کر سڑک کی چوڑائی میں روک دیا اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترنے کی کوشش کی لیکن ابھی اس کا ہاتھ دروازہ کھولنے والے ہینڈل پر ہی تھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو کسی نامانوس بو کا احساس ہوا لیکن یہ آخری احساس تھا جو اس کے ذہن میں ابھرا تھا۔ پھر جس تیزی سے اس کا ذہن تاریک ہوا تھا اتنی ہی تیزی سے اس میں روشنی پھیلتی چلی گئی اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور اسے فوری طور پر یہ احساس ہو گیا کہ وہ ایک کرسی پر رسی سے بندھا بیٹھا ہے۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو کرسی کے بازوؤں سے علیحدہ علیحدہ باندھا گیا تھا اور اس کی دونوں پنڈلیوں اور پیروں کو کرسی کے پایوں کے ساتھ باقاعدہ رسی سے باندھا گیا تھا اور اس کی گردن سے لے کر اس کے نچلے جسم تک کو بھی رسی سے باقاعدہ باندھا گیا

تھا۔ ٹائیگر نے چند لمحوں میں ہی محسوس کر لیا تھا کہ اسے اس انداز میں باندھا گیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی اپنے آپ کو رہا نہیں کرا سکے اور واقعی صورت حال بھی ایسی ہی نظر آ رہی تھی۔ وہ ایک بڑے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی کرسی کو دیوار کے ساتھ لگا کر اس طرح رکھا گیا تھا کہ کرسی کی پشت اور دیوار کے درمیان معمولی سا بھی وقفہ موجود نہ تھا۔ کمرہ خالی تھا البتہ چند کرسیاں سامنے پڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

''یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ کرانسی ایجنٹ تو واپس کرانس جا چکے ہیں پھر یہ لوگ کون ہیں اور انہوں نے مجھ پر کیوں ہاتھ ڈالا ہے''...... اس نے کہا اور اپنے بازو چھڑانے کے لئے کوشش شروع کر دی لیکن جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ آسانی سے رہا نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے واقعی انتہائی مہارت سے اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ کسی بھی طرح اپنے آپ کو نہیں چھڑا سکتا تھا لیکن ٹائیگر باوجود کوشش کے یہ نہیں سمجھ سکا کہ اسے اس انداز میں باندھنے والے کون ہیں اور وہ بیٹھا مسلسل یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے دو ایکریمین نژاد آدمی اندر داخل ہوئے۔ دونوں نے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک قدرے زیادہ عمر کا تھا جبکہ دوسرا نوجوان تھا۔ ویسے ٹائیگر انہیں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں مسکراتے ہوئے آگے بڑھے اور پھر سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کو سیدھا کر کے وہ دو

کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے حلیئے اور بیٹھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دونوں تربیت یافتہ لوگ ہیں۔

''تمہارا نام ٹائیگر ہے اور تم مشہور ایجنٹ علی عمران کے اسسٹنٹ ہو۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''...... بڑی عمر کے آدمی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ تمہیں درست اطلاع دی گئی ہے لیکن میں عمران صاحب کا اسسٹنٹ نہیں ہوں بلکہ شاگرد ہوں۔ میری فیلڈ انڈر ورلڈ ہے جبکہ عمران صاحب سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں''۔ ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حالانکہ تم نے ایکریمین نژاد عورت ڈیزی کی ہلاکت کی انکوائری کرنے کی کوشش کی ہے پھر تم مضافاتی علاقے رحمت نگر گئے۔ تمہارا تعاقب روسیاہی ایجنٹ کر رہے تھے اور جدید ترین مشینری سے تمہاری گفتگو اور فون ٹیپ کر رہے تھے جبکہ ہم ان کی نگرانی کر رہے تھے''...... اس آدمی نے کہا۔

''تم اپنا تعارف کیوں نہیں کرا دیتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میرا نام ہیرالڈ ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جیکب۔ اور ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ کارمن فارمولا حاصل کرنے کے لئے ہم یہاں آئے ہیں لیکن پھر وہ عورت ڈیزی ہلاک ہو گئی البتہ فارمولا نہ مل سکا لیکن پھر ہمیں اطلاعات ملیں کہ تم اس عورت ڈیزی کی ہلاکت کو ٹریس کرنے کے لئے کام

کر رہے ہو۔ پھر تم رحمت نگر چلے گئے۔ روسیاہی ایجنٹ ماروف تمہارے پیچھے تھا تو معلوم ہوا کہ اس کی جدید مشینری بھی تمہاری باتیں یا فون کالز ٹیپ نہیں کر سکی۔ چنانچہ تمہیں براہِ راست پکڑنے کے لئے کام کیا گیا کہ تم سے معلومات حاصل کی جائیں کہ فارمولا کہاں ہے اور دیکھ لو کہ ہم نے تم پر کامیاب طریقے سے ہاتھ ڈالا ہے۔ اور اب تم پر منحصر ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔ سب کچھ سچ سچ بتا دو تو تمہیں بغیر تکلیف دیئے آزاد کر دیں گے البتہ معلوم تو ہم نے کر لینا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ تمہارے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں اور ہمیں آخر میں تمہیں تمہارے اپنے مفاد میں گولی مار کر ہلاک کرنا پڑے“...... ہیرالڈ نے کہا۔

”یہ بات کیسے طے ہو گی کہ جو بات میں کہوں گا تم اسے سچ سمجھو گے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تم اندازاً ہی بتا دو“...... ہیرالڈ نے کہا۔

”ہاں۔ سب کچھ سچ بتانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے اندازوں کی وجہ سے فارمولے کے قریب پہنچ جاؤ“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اب تم وقت ضائع کرنے کی بجائے سب کچھ بتا دو۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ بیٹھے تمہاری بکواس سنتے رہیں“...... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے جیکب نے یکلخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جیکب۔ تم خاموش رہو۔ یہ خود ہی بتا دے گا“...... ہیرالڈ نے اپنے ساتھی کو تقریباً ڈانٹتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ اس طرح ٹریٹ کر رہا ہے جیسے اسے ہماری پرواہ ہی نہ ہو۔ اس کی ایک ایک ہڈی توڑ دو۔ پھر دیکھو کیسے نہیں بتاتا“۔ جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم خاموش رہو۔ ہاں ٹائیگر بتاؤ۔ تم کیا بتانا چاہتے ہو۔ کہاں ہے کارمن فارمولا۔ کس کے پاس ہے“...... ہیرالڈ نے کہا تو ٹائیگر نے اسے رحمت نگر جانے سے لے کر واپس عمران سے ملاقات اور پھر فرینک سے ہونے والی ملاقات تک پوری تفصیل بتا دی۔

”تو تمہارے خیال میں فارمولا کرانسی ایجنٹ لے اڑے ہیں“...... ہیرالڈ نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ اسی لئے تو میں ریو کلب کے فرینک کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے کرانس کے لئے ٹپ مانگی تھی۔ تم بے شک اس سے کنفرم کرا لو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”لیکن فرینک تو ایکریمین نژاد ہے۔ اس کا کرانس سے کیا تعلق“...... ہیرالڈ نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

”تم فرینک کو اتنا جانتے ہو“...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ہیرالڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم یہاں اس فرینک کی وجہ سے ہی موجود ہو۔ ہم نے جب

تم پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کیا تو ہم نے فرینک سے رابطہ کیا۔ وہ ایکریمین نژاد ہے اور ہماری ایجنسی سے اس کے تعلقات بھی ہیں۔ ہم نے اسے بھاری معاوضہ ادا کیا اور پھر اس سے پہلے کہ ہم واپس جاتے، اس نے ہمیں کال کر کے تمہارے بارے میں بتا دیا۔ ہم نے پارکنگ بوائے کو رقم دے کر تمہاری کار کو چیک کیا اور پھر اس میں ہم نے فوری طور پر بے ہوش کر دینے والا وائرلیس چارجر گیس بم فٹ کر دیا۔ اس کے بعد تمہارا تعاقب شروع ہوا۔ پھر تم خود ہی ویران روڈ پر پہنچ گئے اور وہاں ہم نے گیس بم فائر کر دیا اور تم بے ہوش ہو گئے اور اس وقت یہاں موجود ہو“...... ہیرالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مجھے پہلے ہی فرینک کی حرکات و سکنات کچھ مشکوک محسوس ہوئی تھیں لیکن میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے“۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اب تمہاری طرف سے فائنل جواب یہی ہے کہ فارمولا کرانس پہنچ چکا ہے“...... ہیرالڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم ایئرپورٹ سے چیک کر لو کہ برگنڈی اور ڈوشے کرانس گئے ہیں یا نہیں اور کرانس سے ان دونوں کے بارے میں چیکنگ کر لو“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم چیک کر لیں گے لیکن اب تمہاری ضرورت تو ہمیں نہیں رہی اس لئے تمہیں تو فارغ کر دیں“...... ہیرالڈ نے کہا

اور جیب سے اس نے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ٹائیگر کو کچھ اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ باوجود کوشش کے وہ اپنے آپ کو نہ چھڑوا سکا تھا لیکن وہ بغیر کسی جدوجہد کے مرنا بھی نہیں چاہتا تھا اس لئے جیسے ہی ہیرالڈ نے مشین پسٹل جیب سے نکالا، ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا اور اس کے اس انداز میں ہنسنے پر نہ صرف ہیرالڈ بلکہ جیکب بھی چونک پڑا تھا۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”تم اس انداز میں ہنسے کیوں ہو“...... ہیرالڈ نے بے اختیار ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا جبکہ جیکب کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا لیکن وہ آگے نہیں بڑھا تھا۔

”اس لئے کہ اتنے منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہونے کے باوجود تم بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ہیرالڈ جو اس دوران مشین پسٹل کا رخ ٹائیگر کی طرف کر چکا تھا، ٹریگر دباتا، ٹائیگر کرسی سمیت اچھل کر اوندھے منہ سامنے کھڑے ہیرالڈ سے ٹکرایا۔ اسی لمحے فائرنگ بھی ہوئی اور ہیرالڈ کے حلق سے ہلکی سی چیخ بھی نکل گئی اور وہ ٹائیگر اور اس کی کرسی سے ٹکرا کر پیچھے کھڑے جیکب سے ٹکرایا اور وہ دونوں فرش پر گرے جبکہ ان کے اوپر ٹائیگر کرسی سمیت اوندھے منہ آ گرا تھا لیکن ٹائیگر کو اپنے جسم میں ایک انگارہ سا گھستا محسوس ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک گولی بہرحال اس کے جسم

میں اتر چکی ہے۔ نیچے گرتے ہی ہیرالڈ اور جیکب دونوں بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور ٹائیگر کرسی سمیت اڑتا ہوا پوری قوت سے واپس دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرایا اور دھکا کھا کر ایک بار پھر اوندھے منہ سامنے فرش پر آ گرا جبکہ ہیرالڈ اور جیکب دونوں اسے واپس دیوار کی طرف اچھالنے کے بعد تڑپ کر اٹھے اور انہوں نے سائیڈوں پر چھلانگیں لگا دیں تاکہ واپس آتی ہوئی کرسی کی زد سے بچ سکیں البتہ ہیرالڈ کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر کہیں دور جا گرا تھا۔ اس لئے وہ خالی ہاتھ کھڑا تھا جبکہ جیکب نے اٹھتے ہوئے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا اور پھر جیسے ہی ٹائیگر کرسی سمیت اوندھے منہ واپس فرش پر گرا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ٹائیگر پر فائر کھول دیا لیکن چند گولیاں تو کرسی کی پشت پر موجود موٹی لکڑی میں گھس گئیں البتہ ایک گولی ٹائیگر کے عقبی پہلو میں گھس گئی اور ٹائیگر کو ایک بار پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی انتہائی گرم لوہے کی سلاخ اس کے جسم میں جبراً اتار دی گئی ہو۔ کرسی دیوار سے لگنے سے ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے دونوں بازوؤں کے ابھرے ہوئے اور نیچے کی جانب مڑے ہوئے سرے دوبارہ فرش سے پوری قوت سے ٹکرانے کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے اور ٹائیگر کے دونوں بازو رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے لیکن دونوں پیر اور جسم کرسی سمیت ابھی تک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ جیکب کی چلائی ہوئی گولی کھانے کے باوجود ٹائیگر کرسی کے نیچے گرتے ہی تیزی سے کرسی سمیت اس

سائیڈ پر اچھلا جس سائیڈ پر جیکب کھڑا تھا اور اس پر فائرنگ کر رہا تھا اور ایک گولی اور اس کے جسم میں اترنے کے باوجود ٹائیگر نے جدوجہد ترک نہ کی اور وہ کرسی سمیت اڑتا ہوا جیکب سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ جیکب نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کا مشین پسٹل اس سے ٹکراتے ہوئے ٹائیگر کے ہاتھ میں پہنچ گیا اور ٹائیگر کرسی سمیت گھوم کر ایک بار پھر پہلوؤں کے بل کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم قوس کی صورت میں جھکا ہوا تھا اور ہیرالڈ اپنے مشین پسٹل کو اٹھانے کے لئے اس کے سامنے فرش پر جھکا ہوا تھا جبکہ جیکب ٹائیگر کے کرسی سمیت ٹکرانے کی وجہ سے نیچے گر پڑا تھا وہ بھی تیزی سے اٹھ رہا تھا لیکن اب وہ دونوں اس کے سامنے تھے اور ٹائیگر کے ہاتھ میں جیکب کا مشین پسٹل موجود تھا۔ گو ٹائیگر کے جسم میں وقفے وقفے سے دو گولیاں اتر گئی تھیں اور ٹائیگر کا ذہن بری طرح گھوم رہا تھا لیکن اس نے اپنے استاد سے زندگی کے آخری لمحے تک جدوجہد کرنا سیکھا تھا۔ اس لئے اس نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی پہلو کے بل اوپر کو اٹھا ہوا جیکب چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر گرا جبکہ اسی لمحے اٹھتا ہوا ہیرالڈ بھی گولیوں کی بارش میں واپس فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر کا ہاتھ تیزی سے دونوں سائیڈوں پر گھوم رہا تھا اور مشین پسٹل کی گولیاں بارش کے قطروں کی طرح ان دونوں کے جسموں پر گرتی رہیں اور پھر ٹائیگر کی انگلی ٹریگر پر از

خود ڈھیلی پڑ گئی۔ اس کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ آخری آواز اس کے کانوں میں ایمبولینس یا پولیس گاڑی کے سائرن کی پڑی تھیں۔ شاید یہ اس کا لاشعوری احساس تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ خود بھی شدید زخمی ہو چکا ہے۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز

کارمن مشن

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

روسیاہ کی سرکاری ایجنسی ریڈ بریگیڈ کا چیف روسیاہ کے دارالحکومت راسکو میں ریڈ بریگیڈ کے ہیڈکوارٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کارل کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... چیف نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں کارل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا پاکیشیا میں کوئی خاص کارروائی ہوئی ہے''...... چیف نے کہا کیونکہ کارل ایشیائی ڈیسک کا انچارج تھا اور چیف کو معلوم تھا

کہ کارمن فارمولے کے لئے پاکیشیا میں ایجنٹ کارروائی میں مصروف ہیں۔

"ہمارے لئے اچھی خبر نہیں ہے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے"...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"ماروف کو اس کے تین ساتھیوں سمیت پاکیشیائی دارالحکومت کے ایک مضافاتی قصبے گارش کے قریب ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں پولیس کو ملیں تو ان کے پاس روسیاہی کاغذات کی وجہ سے پاکیشیا میں روسیاہی سفارت خانے کو اطلاع دی گئی اور پھر پاکیشیا میں ماروف کے ایک آدمی کو اطلاع مل گئی۔ اس نے اس پر کام شروع کر دیا۔ اب اس کی تفصیلی رپورٹ ملی ہے تو میں نے آپ کو کال کی ہے"...... کارل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ماروف اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ کیسے۔ کس نے ایسا کیا ہے اور کیوں"...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ماروف کے اسسٹنٹ گوف نے جو تفصیلی انکوائری رپورٹ بھیجی ہے وہ خاصی طویل ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے آفس آ جاؤں تاکہ تفصیل سے بات چیت ہو سکے"...... کارل نے کہا۔

"ٹھیک ہے آ جاؤ۔ رپورٹ بھی ساتھ لیتے آنا"...... چیف نے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ویری بیڈ۔ روسیاہی ایجنٹ اس طرح ناکام رہیں گے۔ ویری بیڈ"...... چیف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سامنے موجود فائل بند کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے جیکٹ اور پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"آؤ کارل۔ بیٹھو"...... چیف نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینکس چیف"...... کارل نے کہا اور کرسی پر بیٹھنے سے پہلے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل چیف کے سامنے رکھ دی۔

"پہلے تم مختصر طور پر حالات بتاؤ۔ پھر ان حالات کی روشنی میں یہ فائل پڑھی جائے گی"...... چیف نے کہا۔

"ماروف اپنے ساتھیوں سمیت خطرناک ایشیائی ایجنٹ عمران کے شاگرد اور پاکیشیائی انڈر ورلڈ کے اہم آدمی ٹائیگر کی نگرانی کر رہا تھا اور اس کی گفتگو اور فون کالز جدید مشینری کے ذریعے ٹیپ کر رہا تھا کیونکہ ٹائیگر اس ایکریمین عورت ڈیزی کے قاتلوں کا سراغ لگاتا پھر رہا تھا۔ اس عورت جس کے ذریعے ہمارے ایجنٹ نے کارمن فارمولا روسیاہ بھجوایا تھا۔ پھر وہ بھی مارا گیا اور عورت بھی ماری گئی۔ ٹائیگر کو پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں بہترین ٹریسر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ماروف اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ ٹائیگر پاکیشیائی دارالحکومت

کے مضافاتی علاقے رحمت نگر گیا تو ماروف بھی وہاں چلا گیا۔ پھر
واپس آیا تو ماروف بھی واپس آ گیا لیکن راستے میں ماروف۔ اور اس
کے تین ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور اس کی ٹیپ کرنے والی
جدید مشینری بھی غائب کر دی گئی۔ ماروف کے اسسٹنٹ گوف نے
جو تفصیلی انکوائری کی ہے اس کے مطابق ماروف اور اس کے
ساتھیوں کو دو ایکریمین ایجنٹوں جن کا تعلق ایکریمیا کی ایجنسی بلیک
اتھارٹی سے ہے اور ان کے نام ہبرالڈ اور جیکب ہیں، نے ہلاک
کیا ہے لیکن جب انہیں ماروف سے کچھ معلوم نہ ہو سکا تو انہوں
نے ٹائیگر کو اغوا کیا اور اپنی رہائش گاہ پر لے گئے۔ وہاں پولیس کو
ان دونوں ایکریمین ایجنٹوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں ملی ہیں جبکہ
ٹائیگر انتہائی شدید زخمی حالت میں ملا ہے۔ وہ رسی سے بندھا ہوا
تھا۔ اس کے جسم میں بھی گولیاں ماری گئی تھیں لیکن پولیس شاید
وہاں فوراً پہنچ گئی تھی اس لئے ٹائیگر انہیں زندہ مل گیا اور اسے سٹی
ہسپتال پہنچا دیا گیا لیکن پھر اسے وہاں سے کسی اور ہسپتال کی
ایمبولینس اور ڈاکٹر لے گئے۔ اس کے بعد معلوم نہیں ہو سکا کہ
ٹائیگر زندہ بچ گیا ہے یا نہیں''...... کارل نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

''یہ سب کچھ تو ہوا لیکن اس فارمولے کے بارے میں کیا
معلومات ملی ہیں''...... چیف نے کہا۔

''یہ تو ٹائیگر کو معلوم ہو گا۔ اس سے معلوم کرنے کے چکر میں

پہلے ماروف اور اس کے ساتھی ایکریمین ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے
گئے اور پھر یہ ایکریمین ایجنٹ ٹائیگر یا اس کے کسی ساتھی کے
ہاتھوں مارے گئے۔ ٹائیگر کا بھی پتہ نہیں چل رہا کہ وہ زندہ ہے یا
مر چکا ہے۔ اگر وہ مر گیا ہے تو پھر ہم دوبارہ ویسے کے ویسے ہی
اندھیرے میں ہیں''...... کارل نے کہا۔

''لیکن فارمولا اس عورت کو دینے والا ایجنٹ تو ہمارا تھا۔ اس
نے تمہیں تفصیل کیوں نہیں بتائی''...... چیف نے کہا۔

''وہ ایسا کرنے سے پہلے مارا گیا اور پھر اس عورت پر سارے
ملکوں کے ایجنٹس ٹوٹ پڑے۔ اب معلوم نہیں کہ اس عورت نے
اس فارمولے کا کیا کیا''...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اب کیا ہم صرف بری خبروں پر مبنی رپورٹیں ہی وصول
کرتے رہیں گے۔ ہمیں وہ فارمولا چاہئے۔ ویسے بھی وہ اب ہمارا
فارمولا ہے''۔ چیف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے زور دار لہجے
میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کارل کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج
اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... چیف نے کہا۔

''پاکیشیا سے گوف نامی ایجنٹ کی کارل کے لئے کال ہے۔ اس
کا اصرار ہے کہ بات کرائی جائے۔ اس لئے میں نے یہاں کنکٹ
کیا ہے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی
دی۔

''اوکے۔ کراؤ بات'' ...... چیف نے کہا اور رسیور سامنے بیٹھے ہوئے کارل کی طرف بڑھا دیا۔

''تمہارے آدمی گوف کی تمہارے لئے کال ہے'' ...... چیف نے کہا اور پھر لاؤڈر کا بٹن اس نے خود ہی پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ کارل بول رہا ہوں'' ...... کارل نے کہا۔

''پاکیشیا سے گوف بول رہا ہوں'' ...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے جو تم نے فوری کال پر اصرار کیا ہے'' ...... کارل نے کہا۔

''باس۔ میں نے ٹائیگر کا سراغ لگا لیا ہے۔ ٹائیگر سپیشل ہسپتال میں ہے۔ اس کی حالت چونکہ شدید خطرے میں تھی اس لئے وہ لاشعوری طور پر بڑبڑاتا رہتا ہے۔ میں نے ایک نرس کو بھاری معاوضہ دے کر اس کی بڑبڑاہٹ ٹیپ کرائی ہے۔ اس ٹیپ میں اس کی بڑبڑاہٹ واضح طور پر سنی جا سکتی ہے'' ...... گوف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا کہتا رہا ہے وہ'' ...... کارل نے پوچھا۔

''اس کا کہنا ہے کہ فارمولا کرانس پہنچ گیا ہے۔ کرانس کے دو ایجنٹ برگنڈی اور ڈوشے اسے لے اڑے ہیں'' ...... گوف نے کہا۔

''لیکن کیا یہ بات سچ ہو گی'' ...... کارل نے کہا۔

''یس باس۔ کیونکہ لاشعوری بڑبڑاہٹ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر کہتے ہیں مرتے وقت آدمی وہی کچھ دوہراتا ہے جو اس کے لئے انتہائی اہم ہو۔ چونکہ ایکریمین ایجنٹوں نے اس سے فارمولا حاصل کرنے کے لئے اس پر تشدد کیا تھا اس لئے وہ مسلسل یہی بات بڑبڑاتا رہتا ہے'' ...... گوف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بہرحال اس سے مزید معلومات حاصل کرتے رہو اور اس کے ساتھ ہی اس عمران کی بھی نگرانی کرو۔ ہو سکتا ہے کہ عمران فارمولا حاصل کرنے کرانس جائے۔ اگر وہ کرانس جائے تو پھر یہ بات کنفرم ہو جائے گی'' ...... کارل نے کہا۔

''میں ایسا ہی کر رہا ہوں باس۔ لیکن میں نے عمران کی نگرانی نہیں کرائی کیونکہ عمران نگرانی سے فوراً باخبر ہو جاتا ہے البتہ میرے آدمی ایئرپورٹ پر چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ وہ مجھے اطلاع دے دیں گے کہ عمران کرانس گیا ہے یا کہیں اور گیا ہے'' ...... گوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ خیال رکھو اور کوئی اہم مسئلہ ہو تو رپورٹ دو۔ اب ماروف کی سیٹ تم نے سنبھالنی ہے'' ...... کارل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی سے اٹھ کر رسیور خود فون کے کریڈل پر رکھ دیا اور واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تو فارمولا کرانسی ایجنٹ لے اڑے ہیں'' ...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میرا خیال ہے کہ ٹائیگر نے درست معلومات

حاصل کر لی تھیں اسی لئے ایکریمین ایجنٹوں نے اس پر ہاتھ ڈالا۔ پھر نجانے کیا حالات ہوئے کہ وہ دونوں ایکریمین ایجنٹس بھی مارے گئے اور ٹائیگر بھی شدید زخمی ہو گیا''...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب تک اس کی تصدیق نہ ہو جائے تب تک اس بارے میں کوئی پلاننگ بنانا حماقت ہی ہو گی''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کروں''۔ کارل نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ بات کرو۔ اس میں ناراضگی کا کیا سوال ہے''۔ چیف نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہم انتظار کریں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کب فارمولا واپس لے آتی ہے۔ اس کے بعد یہ فارمولا تو واپس کارمن بھجوا دیا جائے گا کیونکہ پاکیشیا اور کارمن حکومتوں کے درمیان انتہائی گہرے اور دوستانہ تعلقات ہیں یا پھر اس کی ایک کاپی پاکیشیا میں رکھ لی جائے گی۔ دونوں صورتوں میں فارمولے کی کاپی حاصل کرنا مشکل نہیں ہو گا لیکن اب جبکہ پوری دنیا کے ایجنٹس کرانس میں کام کر رہے ہوں گے ہمارے ایجنٹوں کی کامیابی مشکوک ہے''۔ کارل نے کہا۔

''بات تمہاری خاصی تلخ ہے لیکن ہے سچ۔ ٹھیک ہے۔ میں اس بات کو منظور کرتا ہوں لیکن تمہارے آدمی اسے بھول نہیں جائیں

گے۔ وہ مسلسل اس کا خیال رکھتے رہیں گے''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ ہمیں عمران کے جانے اور واپس آنے کو چیک کرنا ہو گا اور فارمولے کے بارے میں کارمن سے ہمیں درست اطلاع مل جائے گی۔ وہاں ہمارے انتہائی تجربہ کار ایجنٹ موجود ہیں''۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے''...... چیف نے فوری منظوری دیتے ہوئے کہا تو کارل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوکے چیف۔ مجھے اجازت''...... کارل نے کہا۔

''یہ فائل لے جاؤ۔ اسے اب پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی''۔ چیف نے سامنے پڑی ہوئی فائل کارل کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا جو کارل نے آنے کے بعد اس کے سامنے رکھی تھی۔

''یس چیف''...... کارل نے فائل اٹھائی اور واپس مڑنے لگا۔

''ایک منٹ''...... چیف نے کہا تو کارل تیزی سے مڑا۔

''یس چیف''...... کارل نے کہا۔

''جو گفتگو ہمارے درمیان ہوئی ہے اور خاص طور پر جو آخری پلاننگ منظور کی گئی ہے اسے تحریر میں نہیں آنا چاہئے ورنہ حکومت ہمیں کام چور قرار دے کر ڈسمس کر دے گی۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ اصل صورت حال کیا ہوتی ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں سمجھتا ہوں''...... کارل نے کہا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کرانس کے دارالحکومت کارس میں سڑکیں اپنی بناوٹ اور فراخی کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور تھیں اور ترقی پذیر ملکوں میں تو مشہور تھا کہ اس کی سڑکیں شیشے کی بنی ہوئی ہیں۔ کار کے اندر ہلکی آواز میں کرانس میوزک چل رہا تھا جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈوشے موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر برگنڈی بیٹھا ہوا تھا۔

''یہ فلسفہ اب میری سمجھ میں آیا ہے''...... اچانک ڈوشے نے برگنڈی کی طرف گردن گھماتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو اب فلسفہ تمہاری سمجھ میں بھی آنے لگ گیا ہے۔ بولو''...... برگنڈی نے جواب دیا تو ڈوشے بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہی فلسفہ کہ جتنا اچھا کام کرو اتنی ہی کام میں اہمیت پاؤ۔ ابھی چند روز پہلے پاکیشیا سے واپس آئے ہیں۔ ابھی پوری طرح

تھکن بھی نہیں اتری کہ باس نے دوبارہ کال کر لیا ہے۔ اب کوئی نیا مشن لئے بیٹھا ہو گا باس''...... ڈوشے نے کہا۔

''ہمیں اس کے جواب میں جو ملتا ہے وہ شاید تھرڈ ورلڈ کے بادشاہوں کو بھی نہ ملتا ہو گا اور پھر ہمیں تو کام کرنے میں لطف آنا چاہئے۔ ویسے میرا خیال تم سے مختلف ہے''...... برگنڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... ڈوشے نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ابھی پاکیشیا مشن ختم نہیں ہوا۔ اسی سلسلے میں ہمیں کال کیا گیا ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''لیکن جب کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ فارمولا ہم لے اڑے ہیں تو پھر کیسے معاملات آگے بڑھیں گے''...... ڈوشے نے کہا۔

''یہی بات پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مشہور ہے کہ جو بات کسی کو معلوم نہیں ہوتی یا معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس بات کو پاکیشیائی ایجنٹ معلوم کر لیتے ہیں''...... برگنڈی نے کہا۔

''کیسے معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ ایشیائی اپنے بارے میں خود پروپیگنڈہ کرنے کے ماہر ہوتے ہیں۔ اب اس عمران کو ہی لے لو۔ اسے کس قدر خطرناک کہا جاتا ہے لیکن میں نے ایک دو بار اس سے ملاقات کی ہے۔ وہ عام سا مسخرہ ہے اور بس''...... ڈوشے نے کہا۔

''کسی مشن کے سلسلے میں تمہارا عمران سے ٹکراؤ ہوا تھا یا ویسے ہی ملاقات ہوئی تھی''...... برگنڈی نے کہا۔

''ویسے ہی ملاقات ہوئی تھی۔ کیوں''...... ڈوشے نے جواب دیا۔

''اسی لئے تم اسے مسخرہ کہہ رہے ہو ورنہ جب مشن کا نتیجہ تمہارے سامنے آیا تو تم اسے خطرناک کہنے پر مجبور ہو جاؤ گے''۔ برگنڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا دیکھ لیں گے اگر کوئی ٹکراؤ ہوا تو''...... ڈوشے نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی مزید ڈرائیونگ کے بعد وہ بلیک سرکل ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے اور پھر کار پورچ میں روک کر وہ چیف کے آفس میں پہنچ گئے۔

''بیٹھو''...... چیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم نے پاکیشیا مشن کی جو رپورٹ دی تھی اس کے مطابق کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ فارمولا پاکیشیا سے کون لے گیا ہے اور تمہاری رپورٹ میں جو کچھ درج تھا اس سے مجھ سمیت تمام اعلیٰ حکام اس نتیجے پر ہی پہنچے تھے لیکن''...... چیف نے بات کرتے کرتے باقاعدہ سسپنس پیدا کرتے ہوئے لیکن کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔

''لیکن کا مطلب ہے کہ پاکیشائی ایجنٹوں کو اس کا علم ہو گیا

ہے''...... برگنڈی نے معنی خیز نظروں سے ساتھ بیٹھے ڈوشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ عمران نے یہاں جارجین اور گاڈفر سے فون پر پوچھا ہے کہ برگنڈی اور ڈوشے کا تعلق کس ایجنسی سے ہے۔ جارجین نے اسے ایجنسی کا نام بتا دیا ہے لیکن مزید کچھ بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ گاڈفر سے عمران نے پوچھا کہ بلیک سرکل ایجنسی وزارت داخلہ کے تحت ہے یا وزارت سائنس کے تحت جس پر اسے بتا دیا گیا کہ وزارت داخلہ کے تحت اور مزید کچھ بتانے سے انکار کر دیا گیا اور پھر جارجین اور گاڈفر دونوں نے مجھے باقاعدہ مطلع کر دیا۔ انہوں نے جب عمران سے پوچھا کہ وہ کیوں معلوم کر رہا ہے تو اس نے واضح طور پر جواب دیا ہے کہ برگنڈی اور ڈوشے پاکیشیا سے کارمن فارمولے لے کر کرانس گئے ہیں''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے چیف''...... ڈوشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے چیف کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''عمران ایسا ہی آدمی ہے۔ بہرحال اب حیرت کا وقت نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس فارمولے کو واپس حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''لیکن چیف۔ پاکیشیا کو اس فارمولے سے کیا فائدہ مل سکتا

ہے“...... برگنڈی نے کہا۔

”میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی پھر میں نے اس پر کام کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ کافرستان نے اسرائیل سے مخصوص اینٹی میزائل سسٹم لے کر اپنی سرحدوں پر نصب کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے کافرستان اب میزائل حملوں سے محفوظ ہو چکا ہے البتہ وہ جب چاہے پاکیشیا پر حملہ کر سکتا ہے اور کارمن اور پاکیشیا میں خاصے گہرے تعلقات ہیں اس لئے پاکیشیا یہ فارمولا حاصل کر کے اسے کارمن کے حوالے کرنے سے پہلے اس کی کاپی باقاعدہ کارمن کی اجازت سے حاصل کر سکتا ہے“...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے“...... برگنڈی نے کہا۔

”ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہ صرف مقابلہ کرنا ہے بلکہ اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے“...... چیف نے کہا۔

”چیف۔ اب تو فارمولا یہاں پہنچ چکا ہے۔ اب کیا میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں“...... برگنڈی نے کہا۔

”ہاں پوچھو“...... چیف نے کہا۔

”چیف۔ اس فارمولے سے کرانس کو کیا فائدہ ہو گا۔ یہ ہمارے کس کام آئے گا“...... برگنڈی نے کہا تو چیف بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ بظاہر کرانس کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ کرانس ایک یورپی ملک ہے اور یورپی ملکوں میں نہ ہی آپس میں لڑائی ہے اور نہ ہی ایسا کہیں اینٹی میزائل سسٹم موجود ہے جس کے خلاف یہ فارمولا کام دے گا لیکن اصل بات اور ہے۔ کرانس کی حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ کرانس کے ہمسایہ ملک اطالی نے کرانس کے ساتھ سرحد پر اسرائیل سے اینٹی میزائل سسٹم لے کر لگانے کے کامیاب مذاکرات کر لئے ہیں اور جلد ہی یہ سسٹم وہاں نصب کر دیا گیا ہے اس لئے اس فارمولے پر کرانس کام کرے گا اور جیسے ہی اطالی یہ سسٹم نصب کرے گا کرانس اس فارمولے کے تحت اس سسٹم کو ناکام بنا دے گا“...... چیف نے کہا۔

”لیکن فی الحال اطالی سے تو ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ پھر کیوں وہ یہ سسٹم نصب کر رہا ہے“...... ڈوشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ خفیہ اطلاع ملی ہے کہ اطالی سوائے بحیرہ روم میں اپنی سرحدوں کے باقی ہر ملک کے ساتھ چھوٹی یا بڑی سرحد پر یہ سسٹم نصب کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے اور اس کا سب سے زیادہ نقصان کرانس کو ہو گا اس لئے اب جبکہ ہم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے تو ہم اب اسے واپس نہیں کریں گے“...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ اب میری ایک اور بات سن لیں۔ اس کے بعد آپ

جو پلاننگ بنائیں ہمیں قبول ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''ہاں بولو۔ کیا بات ہے''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی عادت ہے کہ وہ پہلے اپنا ٹارگٹ چیک کرتے ہیں اور جب وہ کنفرم ہو جاتے ہیں کہ ٹارگٹ کہاں ہے تو پھر وہ پوری قوت سے اس ٹارگٹ پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کا ٹارگٹ کارمن فارمولا ہے تو یہ فارمولا جس لیبارٹری میں بھی ہو گا یہ اسے ٹریس کر کے کنفرمیشن کریں گے اور پھر اس لیبارٹری پر ٹوٹ پڑیں گے جبکہ ہمیں یہ معلوم ہی نہ ہو گا کہ فارمولا کہاں ہے اور ہم ویسے ہی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے''...... برگنڈی نے کہا۔

''اعلیٰ حکام نے نئے انداز کا فیصلہ کیا ہے۔ فارمولا کسی لیبارٹری میں نہیں رکھا گیا بلکہ اسے سپیشل سٹور کے سپیشل سیکشن میں اس انداز میں رکھ دیا گیا ہے کہ اس فارمولے کا کوڈ نام رکھ دیا گیا ہے۔ اس طرح اس کا اصل نام بھی تبدیل ہو گیا ہے۔ اب اگر کوئی اس فارمولے تک پہنچ بھی جائے تب بھی وہ اسے پہچان نہیں سکتا۔ اس لئے اب یہ محفوظ ہے۔ جب عمران اور اس کے ساتھی مارے جائیں گے یا مایوس ہو کر واپس چلے جائیں گے پھر اس فارمولے پر کام شروع ہو گا اور اسے کسی سپیشل لیبارٹری میں بھیج دیا جائے گا''۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تو کام اور بھی آسان کر دیا گیا ہے چیف''...... برگنڈی نے

کہا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

''آسان۔ کیا مطلب''...... چیف نے کہا۔

''یہ کوڈ نام اب کسی کلرک کی فائل میں موجود ہو گا اور سپیشل سٹور میں سامان رکھنے اور وہاں سے نکالنے کا سارا کام بھی یہی کلرک سرانجام دیتے ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی بھاری معاوضہ دے کر یہ فارمولا خاموشی سے حاصل کیا جا سکتا ہے''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم نے سپیشل سٹور کا نام سنا ہے۔ سپیشل سٹور کے بارے میں تفصیلات نہیں جانتے''...... چیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن نام سن کر عام اندازہ تو یہی ہو سکتا ہے''...... برگنڈی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''سپیشل سٹور ایک فوجی چھاؤنی میں زیر زمین بنایا گیا ہے اور اسے کوئی کلرک یا عملہ ڈیل نہیں کرتا بلکہ ملٹری انٹیلی جنس کے بڑے آفیسر اسے آپریٹ کرتے ہیں۔ کرانس میں اٹھارہ چھوٹی بڑی چھاؤنیاں ہیں۔ سوائے چند اعلیٰ افسران یا حکومتی شخصیتوں کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ یہ سپیشل سٹور کس چھاؤنی میں ہے۔ ویسے بھی اس فارمولے کے پیچھے ایکریمیا، اسرائیل اور روسیاہی ایجنٹس بھی یقیناً کام کریں گے اس لئے اسے کسی لیبارٹری میں بھجوانے کی بجائے سپیشل سٹور میں رکھ دیا گیا ہے''...... چیف نے کہا۔

"لیکن رکھنے کے لئے تو کوئی سول آفیسر ہی گیا ہو گا"۔ ڈوشے نے کہا۔

"نہیں۔ یہ فارمولا ہم نے سیکرٹری سائنس کو بھجوا دیا تھا۔ پھر جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ اسے ابھی سپیشل سٹور میں رکھوانا ہے تو ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو طلب کیا گیا اور انہیں یہ فارمولا دے دیا گیا کہ اسے سپیشل سٹور میں رکھ کر اس کی رسید سیکرٹری سائنس کو دی جائے۔ رسید ملنے پر یہ رسید سیکرٹری سائنس کے ایک خصوصی لاکر میں رکھ دی گئی ہے اس لئے اب صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو علم ہے کہ یہ فارمولا کہاں ہے اور کسی کو علم نہیں ہے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ پھر تو یہ واقعی بے حد محفوظ ہے"...... برگنڈی نے کہا۔

"اس کے باوجود جب سے عمران نے کرنس میں تمہارے بارے میں اور بلیک سرکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اعلیٰ حکام میں بے حد تشویش پائی جا رہی ہے اور اعلیٰ حکام نے اس سلسلے میں بلیک سرکل کو فری ہینڈ دیا ہے کہ ہم ہر صورت میں غیر ملکی ایجنٹوں اور خصوصاً پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیں چنانچہ اس کے لئے میں نے تمہارے سیکشن کا انتخاب کیا ہے"...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہم حاضر ہیں چیف۔ اور یہ تو ہمارا اپنا ملک ہے۔ ہم کرانس کو

پاکیشیائی ایجنٹوں کا مدفن بنا دیں گے"...... برگنڈی نے کہا اور ڈوشے نے بھی اس کی تائید کر دی تو چیف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ وہ میک اپ تبدیل کرتے رہتے ہیں البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایسے کسی بھی مشن کا سربراہ عمران ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک یا دو عورتیں بھی ہوتی ہیں اور تین چار مرد ضرور شامل ہوتے ہیں۔ میں نے پاکیشیا میں ایک پارٹی کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ عمران کی نگرانی کریں گے اور جیسے ہی عمران ملک سے باہر جائے گا یا خصوصی طور پر کرانس آئے گا تو اس کے بارے میں مکمل تفصیلات مجھ تک پہنچ جائیں گی اور میں ان معلومات کو تم تک پہنچا دوں گا۔ ان لوگوں کی ہلاکت کے لئے تم سینکڑوں افراد کو بھی ہلاک کر دو تو بھی تم سے کوئی باز پرس نہیں ہو گی البتہ انہیں لازمی طور پر مرنا چاہئے"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم کرانس کو ان غیر ملکی ایجنٹوں کا مدفن بنا دیں گے"...... برگنڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ڈوشے بھی اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر ان کی کار ان کے سیکشن ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ پلاننگ کرنا پڑے گی برگنڈی۔ یہ

لوگ آسان شکار نہیں ہیں''...... خاموش بیٹھے ڈوشے نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ میں ایسی پلاننگ کروں گا کہ یہ لوگ پکے ہوئے پھلوں کی طرح ہماری جھولی میں آ گریں گے''...... برگنڈی نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا تو ڈوشے بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب برگنڈی ایسی باتیں کرتا ہے تو وہ پہلے سے ہی کوئی بہترین پلاننگ کر چکا ہوتا ہے اس لئے اب وہ کوئی پلاننگ بنا چکا ہوتا اور یقیناً اس پلاننگ کا نتیجہ اس کے حق میں ہی نکلے گا۔

عمران نے کار سپیشل ہسپتال کے باہر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ڈاکٹر صدیقی کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ڈاکٹر صدیقی آفس میں موجود نہ تھا۔ اس کے اسسٹنٹ نے بتایا کہ وہ سپیشل ایمبولینس لے کر سٹی ہسپتال گئے ہیں تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسسٹنٹ نے آ کر بتایا کہ ڈاکٹر صدیقی سٹی ہسپتال سے ایک مریض کو لے کر آئے ہیں اور اب وہ اس مریض کے ساتھ آپریشن تھیٹر میں ہیں تو عمران بے چین ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دفتر سے باہر آ کر اس طرف کو چل پڑا جدھر آپریشن تھیٹر تھا لیکن جیسے ہی وہ آپریشن تھیٹر کی راہداری مڑا تو وہاں موجود اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہاں چوہان، صدیقی، خاور اور نعمانی موجود تھے۔ ان چاروں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ ٹائیگر کی حالت بے حد تشویشناک ہے۔ آپ دعا کریں'' ...... چوہان نے آگے بڑھ کر قدرے گلوگیر لہجے میں کہا۔

''گھبراؤ مت۔ ہر معاملے کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ٹائیگر کو صحت اور لمبی زندگی عطا کرے گا'' ...... عمران نے اوپر سے تو اپنے ساتھیوں کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے کہا لیکن اندر سے اس کا اپنا دل جیسے بیٹھا جا رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ واقعی ٹائیگر کی حالت زیادہ تشویشناک ہے ورنہ عمران کا دل اس انداز میں پہلے کبھی متاثر نہ ہوا تھا۔

''مجھے چیف نے بتایا کہ تم نے اسے فون کر کے ٹائیگر کے بارے میں بتایا ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ سے رابطہ نہ ہو سکا۔ آپ کا سیل فون بھی آف تھا اس لئے مجبوراً مجھے چیف سے رابطہ کرنا پڑا۔ پھر میں وہیں سٹی ہسپتال میں اس وقت تک رکا رہا جب تک ڈاکٹر صدیقی ایمبولینس اور ایمرجنسی عملہ لے کر وہاں پہنچ نہیں گئے۔ ویسے ڈاکٹر صدیقی بھی ٹائیگر کی حالت دیکھ کر خاصے پریشان ہوئے ہیں۔ اس دوران نعمانی کا فون آیا۔ اس کے ساتھ میری اپائنٹمنٹ تھی۔ میں نے اسے ٹائیگر کے بارے میں بتایا تو وہ باقی ساتھیوں سمیت وہاں سٹی ہسپتال پہنچ گیا اور اب ہم ایمبولینس کے ساتھ ہی یہاں آئے ہیں'' ...... چوہان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم سٹی ہسپتال کیوں گئے تھے'' ...... عمران نے کہا۔

''میرا ایک ہمسایہ سٹی ہسپتال کے ایک وارڈ میں داخل ہے۔ میں اس کی عیادت کرنے گیا تو میں نے وہاں اچانک ٹائیگر کو دیکھ لیا۔ میں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ ٹائیگر یہاں کیسے آیا ہے تو اس نے بتایا کہ پولیس اسے یہاں چھوڑ گئی ہے۔ اس کا آپریشن ہوا ہے۔ دو گولیاں نکال دی گئی ہیں لیکن خون زیادہ بہہ جانے اور گولیوں کا زہر خون میں شامل ہو جانے کی وجہ سے اس کی حالت بے حد تشویشناک ہے جس پر پہلے میں نے آپ کو اور پھر چیف کو فون کیا'' ...... چوہان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اللہ فضل کرے گا۔ انشاء اللہ ضرور فضل کرے گا۔ وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ بے حد مہربان ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''بے شک اس کی رحمت بے حد وسیع ہے'' ...... قریب موجود نعمانی نے کہا اور پھر اس وقت تک سب لاشعوری طور پر ٹائیگر کے لئے صحت اور رحم کی دعائیں مانگتے رہے کہ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی باہر آ گئے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔

''ڈاکٹر صاحب'' ...... عمران نے ڈاکٹر صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا۔ زہر کے اثرات واش کر دیئے گئے ہیں۔ گولیاں تو پہلے ہی نکال دی گئی تھیں لیکن فی الحال دعا کی ضرورت ہے'' ...... ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران کے کاندھے پر تھپکی دے کر وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے

تو عمران ہونٹ چباتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”آپ ڈاکٹر صاحب کے آفس میں بیٹھیں۔ ہم یہاں موجود ہیں“...... چوہان نے عمران کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر صدیقی کا جواب بتا رہا ہے کہ اب اماں بی کا نسخہ آزمانے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں رہی“...... عمران نے کہا۔

”اماں بی کا نسخہ۔ کیا مطلب۔ کوئی ہربل دوا کا نسخہ ہے“۔ خاور نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ اماں بی نے بتایا ہوا ہے کہ جب ہر طرف سے مایوسی سامنے آئے اور کوئی صورت نظر نہ آئے تو پھر دو نفل نماز پڑھ کر سجدے میں سر رکھ کر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ وہ قادر المطلق ہے۔ آؤ ہسپتال کی مسجد میں جا کر دعا کرتے ہیں“...... عمران نے کہا تو سب رضا مند ہو گئے اور وہ سب ایک سائیڈ پر بنی ہوئی خوبصورت مسجد میں پہنچ گئے۔ سب نے وضو کیا اور مسجد کے ہال میں دو نفل نماز پڑھ کر سجدے میں سر رکھ کر عمران نے گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگنی شروع کر دی۔ اس کی آنکھوں سے خودبخود آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا تھا۔ کافی دیر تک اسی طرح گڑگڑانے کے بعد اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بے چین دل پر سکون اور اطمینان کی پھوار پڑنے لگ گئی ہو اور اسے جیسے چین آتا چلا گیا ہو۔ وہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے دعائیں قبول کر لی ہیں۔ اس نے سجدے میں سر رکھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا

اور پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اٹھتے ہوئے دیکھا۔

”عمران صاحب۔ دل کو جیسے سکون آ گیا ہے“...... سب نے ہی بیک زبان ہو کر کہا۔

”ہاں۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے۔ بہت رحیم و کریم ہے“۔ عمران نے جواب دیا اور پھر بوٹ وغیرہ پہن کر وہ سب واپس ہسپتال آئے تو انہیں خوشخبری ملی کہ ٹائیگر کو اچانک ہوش آ گیا ہے اور اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہو چکی ہے تو سب نے ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ڈاکٹر صدیقی اپنے سٹاف کے ساتھ ٹائیگر کے کمرے میں تھے اس لئے وہ سب باہر ہی رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا۔

”مبارک ہو عمران صاحب۔ ہم سب کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہیں۔ اب ٹائیگر کی نہ صرف حالت خطرے سے باہر ہے بلکہ آپ سے دو چار باتیں بھی کر سکتا ہے۔ ویسے عمران صاحب۔ اس بار تو میرے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔ ٹائیگر کی حالت تیزی سے زیرو کی طرف جا رہی تھی لیکن زیرو تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی حالت خودبخود سنبھل گئی اور پھر سنبھلتی ہی چلی گئی۔ آپ ٹائیگر سے مل لیں پھر میرے آفس آ کر چائے پی لیجئے گا“...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"آپ کا شکریہ۔ آپ جیسے مسیحا بھی تو قسمت والوں کو ہی ملتے ہیں ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ سب اللہ کا کرم ہے۔ میں تو اس کا بے حد عاجز بندہ ہوں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور مڑ کر اپنے آفس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران اندر گیا تو بیڈ پر ٹائیگر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اس نے گردن موڑ کر عمران اور اس کے پیچھے آنے والے عمران کے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔ سب نے باری باری اسے نئی زندگی کی مبارک باد دی اور اس کی صحت کاملہ کی دعا کی۔

"ابھی تو آرام کرو۔ پھر ملاقات ہو گی"...... عمران نے اتنی ہی دیر میں ٹائیگر کی حالت کو بگڑتے دیکھ کر کہا اور پھر وہ سب اس سے مل کر کمرے سے باہر آ گئے۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم معلوم کریں کہ ٹائیگر کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کس نے ایسا کیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"کیسے معلوم کرو گے"...... عمران نے رک کر کہا۔

"پولیس جہاں سے ٹائیگر کو لے آئی ہو گی۔ وہاں سے"۔ چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے تھوڑا سا پس منظر میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کارمن فارمولا، ایکریمین

عورت ڈیزی اور اس کے مضافات میں رہنے والے دوست رستم کے بارے میں وہ سب کچھ بتا دیا جو ٹائیگر نے فلیٹ پر آ کر اسے بتایا تھا۔ اس نے انہیں کرانسی ایجنٹوں برگنڈی اور ڈوشے کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"لیکن ٹائیگر کے ساتھ یہ سب کس نے کیا ہو گا"...... چوہان نے کہا۔

"اس فارمولے کے پیچھے کئی ملکوں کے ایجنٹس یہاں کام کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران ان سے علیحدہ ہو کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ سلیمان چونکہ گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران نے خود ہی فلیٹ کا تالا کھولا اور اندر جا کر بیٹھ گیا۔ اسے چوہان کی طرف سے کال کا انتظار تھا کیونکہ برگنڈی اور ڈوشے تو واپس کرانس جا چکے تھے اور ٹائیگر نے ائیرپورٹ سے ان کے کاغذات کی نقول بھی منگوا لی تھیں۔ اس کے باوجود ٹائیگر کا اس طرح شدید زخمی ہونا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص لہجے میں کہا گیا۔

''اوہ تم۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ٹائیگر کا کیا حال ہے۔ آپ کی وجہ سے میں ڈاکٹر صدیقی سے کچھ نہیں پوچھ سکا۔ پہلے بھی آپ کے فون پر ٹرائی کی ہے لیکن کسی نے فون اٹینڈ ہی نہیں کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری دعائیں قبول ہو گئی ہیں۔ وہ ڈیتھ پوائنٹ پر پہنچتے پہنچتے واپس لائف وے پر آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے دعائیں کی ہیں''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''اپنی سروس کے اراکین کے لئے تم بے شک جتنے بھی سرد مزاج ہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اندر انتہائی درد مند دل بھی موجود ہے اس لئے ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ ٹائیگر کی یہ حالت ہو اور تم اس کے لئے گڑگڑا کر دعائیں نہ مانگو''...... عمران نے جواب دیا۔

''آپ حیرت انگیز آدمی ہیں عمران صاحب۔ اس قدر درست اندازے کم ہی لوگ لگا سکتے ہیں لیکن ہوا کیا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ابھی ٹائیگر سے تو بات نہیں ہو سکتی البتہ چوہان، نعمانی، خاور اور صدیقی ہاں سٹی ہسپتال پہنچ گئے تھے اور ٹائیگر کے ساتھ ہی سپیشل

ہسپتال آئے تھے۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ وہ ٹائیگر کے زخمی ہونے کے بارے میں وجوہات تلاش کر کے مجھے بتائیں کیونکہ ٹائیگر کو پولیس نے سٹی ہسپتال پہنچایا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ جو وقوعہ بھی ہوا ہے اس کا علم پولیس کو ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے اور عمران صاحب۔ ابھی سر سلطان کا فون آیا تھا۔ وہ کارمن فارمولے کی واپسی پر اصرار کر رہے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہیں کہہ دو کہ چیف ابھی اس پر غور کر رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات آپ انہیں کہہ دیں۔ میری تو جرأت نہیں ہے''۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ مشن جلد مکمل ہو جائے گا۔ پھر فون آئے تو کہہ دینا کہ چیف نے ان کی بات مان لی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہنسنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

برگنڈی اپنے سیکشن ہیڈکوارٹر کے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ بیرونی دروازہ کھلا اور برگنڈی نے چونک کر سر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ جاشی تم۔ کب آئیں۔ تم نے آنے کی اطلاع ہی نہیں دی"...... برگنڈی نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اٹھ کر کھڑا ہو گیا کہ جیسے جاشی کی جگہ اس کا کوئی اعلیٰ افسر آ گیا ہو۔ آنے والی ایک نوجوان لیکن خاصی خوبصورت اور سمارٹ لڑکی تھی جس نے جینز کی پینٹ، گہرے زرد رنگ کی شرٹ اور اس پر بلیک لیدر جیکٹ پہن رکھی تھی۔ پیروں میں لیڈیز جوگرز تھے۔

اس کے گھنگریالے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل موجود تھی۔ دیکھنے میں

جاشی واقعی کسی فلم کی ہیروئن دکھائی دیتی تھی حالانکہ جاشی، برگنڈی کی اسسٹنٹ اور اس کے سیکشن سے متعلق تھی اور بلیک سرکل کی خاصی تجربہ کار اور منجھی ہوئی ایجنٹ تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کے کریڈٹ میں خاصے بڑے بڑے کارنامے تھے۔

"تم اپنی سناؤ۔ پاکیشیا کیا کر آئے ہو۔ مجھے تو تمہاری اور اس مینڈک ڈوشے کی فکر تھی"...... جاشی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر برگنڈی سے باقاعدہ پرجوش انداز میں مصافحہ کرنے کے بعد وہ میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھنے لگی۔

"ارے ارے۔ پہلے الماری سے بوتل اور گلاس نکالو۔ تمہارے ہاتھ سے شراب پینے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے"...... برگنڈی نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا۔

"یوں کہو کہ قدیم دور سے مرد عورتوں سے کام لیتے آئے ہیں۔ بس اب اندازِ گفتگو بدل گیا ہے"...... جاشی نے ہنستے ہوئے کہا اور مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گئی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مذاق نہیں کر رہا"...... برگنڈی نے جواب دیا۔

"میں ایک ماہ بعد آئی ہوں۔ اس دوران تم نے تو شراب سرے سے پی ہی نہیں ہو گی۔ کیوں"...... جاشی نے بوتل اور گلاس الماری سے اٹھا کر میز کی طرف آتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔

"پی تو ہے لیکن لطف نہیں آیا جو اب آئے گا"...... برگنڈی نے

کہا تو دونوں ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''کیا ہوا پاکیشیا میں''...... شراب پیتے ہوئے جاشی نے ایک بار پھر پوچھا۔

''تمہیں اس بارے میں اتنا اشتیاق کیوں ہے۔ بار بار پوچھ رہی ہو''...... برگنڈی نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ میں پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو تم سے زیادہ اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ اگر اسے تمہارے مشن کا پتہ چل جاتا تو پھر تمہارے لئے مشن مکمل کرنا خاصا مشکل ہو جاتا''...... جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسے تو علم ہی نہیں ہو سکا اور ہم فارمولا یہاں لے بھی آئے لیکن اب ایسی باتیں سامنے آ رہی ہیں کہ انہوں نے یہ تو معلوم کر لیا ہے کہ فارمولا برگنڈی اور ڈوشے کرانس لے گئے ہیں اور وہ یہ معلوم کرتا رہا ہے کہ ان دونوں کا تعلق کس ایجنسی سے ہے''۔ برگنڈی نے کہا تو جاشی بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا عمران اب یہاں آئے گا''۔ جاشی نے کہا۔

''ہاں اور چیف نے ہمارے سیکشن کو اس کے خاتمے کا مشن دے دیا ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''ویری گڈ۔ اب لطف آئے گا۔ میں ریڈ ڈاٹ میں جب شامل تھی تو دو بار اس عمران سے ٹکرا چکی ہوں۔ ایک بار کافرستان میں

اور ایک بار یہاں کرانس میں اور مجھے اعتراف ہے کہ اس چالاک اور عیار آدمی نے ایسا چکر چلایا کہ مجھے یوں لگتا تھا کہ میں کامیاب ہو چکی ہوں اور یہ عمران ناکام۔ لیکن جب نتیجہ نکلا تو وہ کامیاب ہو کر پاکیشیا واپس جا چکا تھا اور میں ناکام قرار دے دی گئی لیکن وہ میرا ابتدائی دور تھا۔ اب میں اس سے سارے پچھلے بدلے بھی لوں گی اور اسے بتاؤں گی کہ اس کی عیاری اور چالاکی اب اسے کامیابی نہیں دلا سکتی''...... جاشی نے باقاعدہ مسرت میں تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

''سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پہلے والا نتیجہ اب بھی نکل آئے''۔ برگنڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ جلدی بتاؤ کب آ رہا ہے وہ اور کس لئے آ رہا ہے''...... جاشی نے تیز تیز لہجے میں کہا تو برگنڈی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ بہت برا ہوا۔ بہت برا''...... مسرت سے چہچہاتی ہوئی جاشی یکلخت اداس ہو گئی۔

''کیا برا ہوا''...... برگنڈی نے چونک کر کہا۔

''تم نے بتایا ہے کہ سپیشل سٹور جہاں فارمولا رکھا گیا ہے اس کے بارے میں تمہیں اور چیف سمیت کسی کو علم نہیں ہے''...... جاشی نے کہا۔

''ہاں تو اس میں کیا برائی ہے۔ یہ تو الٹا ہمارے فائدے میں

ہے۔ فارمولا مکمل طور پر محفوظ رہے گا''...... برگنڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو اس عیار آدمی کے ساتھ اصل مسئلہ ہے۔ یہ ایسا آدمی ہے جو ہر ایسے معاملے کو کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالتا ہے جسے اس سے چھپایا جائے اور اب وہ سپیشل سٹور کو بھی ٹریس کر لے گا اور وہاں سے فارمولا بھی لے جائے گا اور ہم اسے دارالحکومت میں ڈھونڈتے رہ جائیں گے''...... جاشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس بات کا اسے کسی طرح علم ہو ہی نہیں سکتا۔ صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو علم ہے کہ سپیشل سٹور کس فوجی چھاؤنی میں ہے اور وہاں بھی اس کو ہر آدمی آپریٹ نہیں کر سکتا۔ وہاں بھی ملٹری انٹیلی جنس کے خصوصی افراد ہی اسے آپریٹ کرتے ہیں اور پھر وہاں اس جیسے اور بھی کئی فارمولے ہوں گے کارمن فارمولے کہ پہچانا ہی نہیں جا سکتا''...... برگنڈی نے کہا۔

''فارمولے کو پہچاننے والی بات تو رہنے دو کیونکہ عمران خود ڈاکٹر آف سائنس ہے اور نہ صرف سند یافتہ سائنسدان ہے بلکہ جدید سائنس کے سلسلے میں بھی وہ بہت کچھ جانتا ہے اور جہاں تک ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کا تعلق ہے تو عمران نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے پریذیڈنٹ کی آواز میں فون پر اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں تو چیف صاحب خود ہی سب کچھ بتا دیں گے۔ آوازوں اور لہجوں کی نقل کرنا عمران کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے''۔

جاشی نے کہا۔

''تو تم باقاعدہ عمران کی تعریف کر رہی ہو۔ میرا خیال ہے کہ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی''...... برگنڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا بات''...... جاشی نے چونک کر کہا۔ اسے شاید سمجھ نہیں آ سکی تھی کہ برگنڈی کیا کہنا چاہتا ہے۔

''یہی کہ بلیک سرکل کی جاشی پاکیشیا کے عمران کے قصیدے پڑھ رہی ہے اس لئے اسے پاکیشیا بھجوا دیا جائے''...... برگنڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جاشی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تو تم عمران سے جیلس ہو گئے ہو۔ اس انداز میں مت سوچو برگنڈی۔ ہمارا مقابلہ انتہائی عیار اور چالاک آدمی سے ہے اور ہمیں پورے ہوش و حواس میں رہ کر ان کا مقابلہ کرنا ہو گا''...... جاشی نے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن اب مزید اس کی تعریفیں بند کرو۔ وہ اتنی تعریف کا حقدار نہیں ہے جتنی تم کر رہی ہو''...... برگنڈی نے کہا تو جاشی بے اختیار ہنس پڑی۔

''او کے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے اس مشن کے سلسلے میں کیا پلاننگ کی ہے''...... جاشی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا میں ایک گروپ ایئرپورٹ پر مسلسل چیکنگ کر رہا ہے۔ جیسے ہی عمران یا اس کے ساتھی وہاں سے روانہ ہوں گے

ہمیں تفصیلی اطلاع مل جائے گی پھر یہ لوگ جیسے ہی یہاں پہنچیں گے ہم ان کا خاتمہ کر دیں گے''...... برگنڈی نے کہا تو جاشی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم ہنس کیوں رہی ہو''...... برگنڈی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ تم احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔ وہ انتہائی منجھے ہوئے ایجنٹس ہیں۔ اگر وہ میک اپ میں ہوئے تو پھر تمہارا گروپ جو یقیناً عام سے بدمعاشوں کا ہوگا، کیا کرے گا''...... جاشی نے کہا تو برگنڈی کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ چلو تم بتاؤ کہ کیا کرنا چاہئے''۔ برگنڈی نے کہا۔

''بڑی سادہ سی بات ہے۔ عمران اس وقت انتہائی شد و مد سے وہ لیبارٹری ٹریس کرتا پھر رہا ہوگا جہاں فارمولا پہنچایا گیا ہے تم اس تک کسی بھی ذریعے سے کسی بھی طریقے سے کسی لیبارٹری کا نام پہنچا دو کہ فارمولا وہاں موجود ہے تو عمران اس لیبارٹری پر ٹوٹ پڑے گا اور پھر وہاں آسانی سے اس کا شکار کیا جا سکتا ہے''۔ جاشی نے تجویز دیتے ہوئے کہا اور برگنڈی کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''کمال ہے۔ لگتا ہے تم مشن مکمل کر کے نہیں آئیں بلکہ کہیں سے عقل خرید لائی ہو''...... برگنڈی نے کہا تو جاشی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''انسانی نفسیات بڑی سادہ ہوتی ہے اس لئے اگر سیدھا سادہ اقدام کیا جائے تو کامیابی یقینی ہو جاتی ہے''...... جاشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بالکل ٹھیک مشورہ دیا ہے بلکہ انتہائی کارآمد۔ لیکن پہلے ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم عمران تک کس لیبارٹری کے بارے میں اطلاع بھجوائیں''...... برگنڈی نے کہا۔

''میری بات مانو تو جزیرہ لیوکس پر موجود لیبارٹری کی نشاندہی کر دو۔ وہاں ان لوگوں کا خاتمہ بے حد آسان رہے گا''...... جاشی نے کہا۔

''ویری گڈ۔ آج کا دن تمہارا ہے جاشی۔ یہ بہترین تجویز ہے کیونکہ وہاں ائیرفورس کا آپریشنل سپاٹ ہے اور اس کی بڑی سخت نگرانی ہوتی ہے۔ نہ ہی اس جزیرے کے اوپر سے کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر گزر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بوٹ یا بحری جہاز بغیر اجازت وہاں پہنچ سکتا ہے۔ اندرونی حفاظتی کنٹرول ہم سنبھال لیں گے۔ پھر جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں گے انہیں آسانی سے شکار کر لیا جائے گا''...... برگنڈی نے کہا۔

''بس اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ اطلاع اس انداز میں عمران تک پہنچے کہ وہ اسے دانستہ دی گئی اطلاع نہ سمجھے۔ وہ بے حد ہوشیار اور عیار ذہنیت کا مالک ہے''...... جاشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ میں حکومت کی طرف سے یہ اطلاع اس انداز میں بھجواؤں گا کہ وہ اسے اپنی کامیابی سمجھے گا''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ایک بات اور بھی سوچ لو''...... جاشی نے کہا۔

''آج تمہارا دن ہے۔ جلدی بولو''...... برگنڈی نے کہا تو جاشی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''جیلس کیوں ہو رہے ہو۔ عورتیں ہمیشہ مردوں سے زیادہ عقل مند ہوتی ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مردوں کی جھوٹی انا کو بہلانے کیلئے اپنی عقلمندی کا برملا اظہار نہیں کرتیں''...... جاشی نے کہا۔

''عورتیں وہ جو بڑی بوڑھی عورتیں کہلاتی ہیں تم جیسی نہیں جو میک اپ اور لباس سے ہٹ کر کچھ اور سوچتی ہی نہیں''...... برگنڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جاشی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''چلو اس کا فیصلہ عمران مشن کے بعد کر لیں گے۔ فی الحال میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ ہم عمران تک اطلاع پہنچانے کے بعد لیوکس پر ساری توجہ فوکس کر دیں اور عمران سپیشل سٹور کا رخ کر لے''...... جاشی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں چیف سے منظوری لے کر اس پر باقاعدہ کام کا آغاز کرتا ہوں''...... برگنڈی نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور جاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار اس بلڈنگ کی پارکنگ میں روکی جہاں جولیا کا فلیٹ تھا۔ عمران نے دانش منزل فون کر کے بلیک زیرو کو کہہ دیا تھا کہ وہ جولیا کو کہہ کر پوری ٹیم کے وہاں جمع ہونے کا کہہ دے۔ عمران وہاں پہنچ جائے گا اور کارمن فارمولے کے سلسلے میں عمران وہاں ڈسکس کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اس معاملے میں قدرے الجھن کا شکار ہے۔ اس کے آدھے گھنٹے بعد عمران فلیٹ سے یہاں آنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ یہاں پہنچ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق تمام ممبران کی کاریں یہاں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران دوسری منزل پر جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''منکہ مسمی علی عمران''...... عمران اپنا تعارف کراتے ہوئے یکلخت اس طرح خاموش ہو گیا جیسے بجلی کی رو چلے جانے سے بجلی سے چلنے والے کھلونے بند ہو جاتے ہیں کیونکہ دوسری طرف سے ڈور فون آف کر دیا گیا تھا۔ عمران نے اس طرح برا سا منہ بنایا جیسے فون بند کر کے اس کی شدید توہین کی گئی ہو۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر صفدر موجود تھا۔

''آیئے عمران صاحب''...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''پہلے میرا تعارف مکمل ہونا ضروری ہے۔ میں ادھورا کیسے جولیا کے فلیٹ میں داخل ہو سکتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ بھی تو مس جولیا کا ادھورا نام لے رہے ہیں۔ آپ کو کہنا چاہئے تھا کہ میں مس جولیانا فٹز واٹر کے فلیٹ میں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے اب تو ہر گھر میں فلٹر واٹر لگ گیا ہے۔ اس لئے اب صرف جولیا ہی کہنا چاہئے ورنہ تو ہر گھر میں داخل ہونے کا اجازت نامہ مل جائے گا''...... عمران نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلیں۔ آپ تشریف تو لائیں۔ آپ کا ادھورا تعارف میں ساتھیوں سے مکمل کرا دوں گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ بڑے لوگوں کے ساتھ ان کے نقیب ہوتے ہیں جو ان کی بات سے دوسروں کو تفصیل سے آگاہ کرتے رہتے ہیں''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ کو تو نقیب کی جگہ نوحہ گر کی ضرورت ہے''...... صفدر نے عمران کے اندر آنے پر دروازہ بند کر کے اسے لاک کرتے ہوئے کہا۔

''نوحہ گر نہیں قصیدہ گو کہو''...... عمران نے مڑے بغیر کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا بات ہے۔ کیا عمران اندر آنے سے انکار کر رہا تھا''۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیوں''...... جولیا ہی نہیں سب نے چونک کر کہا۔ وہ سب حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔ جولیا کا چہرہ غصے سے مزید سرخ پڑ گیا تھا۔

''اس لئے کہ میں نے ڈور فون پر ان کا پورا تعارف سننے سے پہلے ہی ڈور فون بند کر کے دروازہ کھول دیا تھا''...... صفدر نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو کمرہ یکلخت قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا ممبران پاکیشیا سیکرٹ سروس''۔ عمران نے ان سب کے خاموش ہوتے ہی بڑے معصوم سے لہجے

میں کہا تو ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر باری باری سب نے ہی پورے سلام کا پورا جواب دینا شروع کر دیا۔

''واہ۔ کیا بات ہے۔ سب ہی میرے جیسے اچھے مسلمان ہیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''کیا مطلب عمران صاحب۔ کیا آپ ہمیں اپنے سے کم تر مسلمان سمجھتے ہیں''...... اس بار صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے کہ عمران اور مسلمان ہم قافیہ ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سب چونک پڑے۔ صالحہ اس دوران کچن سے ٹرالی دھکیلتی ہوئی ہال روم میں آئی اور اس نے ٹرالی میں رکھی چائے کی پیالیاں اٹھا اٹھا کر درمیانی میز پر رکھنا شروع کر دیں۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی تو جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے کیونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔ اس لئے ایکسٹو کی آواز سب کو سنائی دی تھی۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران پہنچ گیا ہے''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''یس چیف''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اسے رسیور دو''...... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''السلام علیکم ورحمتہ و برکاتۂ۔ منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود مگر رسیور فون مس جولیانا فٹز واٹر سے بول رہا ہوں''...... عمران کی زبان چل پڑی تھی۔ سوائے جولیا اور تنویر کے باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی تھی۔

''سرسلطان کو فون کرو''...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے اس طرح برا سا منہ بنایا جیسے ایکسٹو نے اس کے سلام کا جواب نہ دے کر اس کی ذاتی توہین کر دی ہو۔

''یہ جو بڑے بنے ہوئے ہیں انہیں چھوٹا کرنا پڑے گا تب ہی انہیں سلام جواب کا فلسفہ سمجھ آئے گا''...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی فون کا کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتۂ''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام جناب عمران صاحب۔ میں سر سلطان سے آپ کی بات کراتا ہوں''...... پی اے نے درمیان میں بات کاٹ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان تمام نام نہاد بڑوں سے اصل بڑا تو یہ پی اے ہے۔ سلام کا جواب تو دیا ہے اس نے''...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی مدبرانہ آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاۃ۔ منکہ مسمی''...... عمران نے سلام کے بعد اپنا مخصوص تعارف شروع کیا ہی تھا کہ سر سلطان نے بات کاٹ دی۔

''وعلیکم السلام و رحمتہ و برکاۃ۔ باقی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہارا یہ طویل تعارف سنتا رہوں''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ ہمیں حکم کریں پاکیشیائی قوم کے پاس اب صرف وقت ہی رہ گیا ہے جو اسے مفت ملتا ہے۔ اب تو پان تک مہنگا ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ حکم دیں تو میں وقت سے بھرے دو چار کنٹینرز آپ کے آفس پہنچا دوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کارمن فارمولے کے سلسلے میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے۔ میں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ وہاں سے فون اٹینڈ نہیں ہوا تو میں نے چیف کو درخواست کی کہ میری بات تم سے کرائی جائے۔ اب اگر تم سنجیدگی سے میری بات سننا چاہتے ہو تو بتاؤ ورنہ میں فون بند کر رہا ہوں''...... سر سلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سنجیدگی سے نہیں جناب۔ بات کانوں سے سنی جاتی ہے۔ بہرحال آپ سلطان بھی ہیں اور پھر سرکاری سر بھی آپ کو ملا ہوا ہے اس لئے فرمانِ سلطانی سننے پر مجبور ہوں ورنہ جلاد سلطانی میرا مطلب ہے ایکسٹو تو میری گردن اڑا دے گا''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

''ارے ارے۔ سلطانی عالی حکام ناراض ہو گئے۔ چلو ہوتے رہیں۔ ہمارا کیا۔ اب تو ویسے بھی سلطانی کا نہیں جمہوریت کا دور ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور اس طرح رکھ دیا جیسے اس کی جان چھوٹ گئی ہو۔

''یہ کیا حماقت ہے۔ سر سلطان نے کوئی اہم بات کرنی تھی نانسنس۔ تم اب واقعی پاگل ہوتے جا رہے ہو۔ چلو کرو فون سر سلطان کو اور ان کی بات سنو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ اتنا غصہ تو سر سلطان نے نہیں دکھایا جتنا تم دکھا رہی ہو۔ تمہارے فلیٹ پر آنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم اس طرح مجھ پر آنکھیں نکالو۔ تم تو ویسے بھی کہہ دو تو حکم کی تعمیل فرض

ہو جاتی ہے۔ وہ فرض جسے آج کل کوئی ادا نہیں کرتا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

”جولیا بول رہی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔ پہلے اس نمبر سے ابھی عمران صاحب نے سیکرٹری خارجہ صاحب کو کال کیا تھا۔ کیا وہ موجود ہیں“...... دوسری طرف سے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کریں بات“...... جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ منکہ مسمی“...... عمران نے ایک بار پھر اپنا مخصوص تعارف شروع کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پلیز۔ سر سلطان نے انتہائی اہم میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔ وہ سخت پریشان ہیں۔ آپ پلیز ان کی بات سنجیدگی سے سن لیں“...... عمران کی بات کاٹ کر پی اے نے انتہائی مؤدبانہ بلکہ تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”جس طرح دو شادیاں کرنے والے بعد میں ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اسی طرح دو سروں والے میرا مطلب ہے ایک سر تو اپنا ہوا اور دوسرا مل گیا سرکاری سر۔ اور یہ دو سروں والے بھی اسی طرح پریشان ہی رہتے ہیں۔ بہرحال کراؤ بات“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جبکہ جولیا کا چہرہ غصے سے قندھاری انار کی طرح

سرخ ہو رہا تھا لیکن ظاہر ہے وہ غصہ ہی کر سکتی تھی۔ عمران کا کیا بگاڑ سکتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کی زبان نے غصے کا اظہار کیا تو عمران اور زیادہ پھیلتا چلا جائے گا۔

”سلطان بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ حکم سر“...... عمران نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم کہاں ہو اس وقت“...... سر سلطان نے پوچھا۔

”جولیا کے فلیٹ میں۔ یہاں پوری ٹیم یعنی پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود ہے“...... عمران نے شاید دانستہ باقی ساتھیوں کے بارے میں بتایا تھا تاکہ سر سلطان یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اکیلا جولیا کے فلیٹ پر موجود ہے۔ اسے معلوم تھا کہ سر سلطان بھی اس کے ڈیڈی کی طرح پرانے خیالات کے مالک ہیں۔

”تم وہیں رکو۔ میں اپنی بھابی اور تمہاری اماں بی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ میں گھنٹے سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے ایک اہم میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے اس لئے میری بات سنجیدگی سے سنو اور تم آگے سے یس سر۔ حکم سر کہہ رہے ہو“...... سر سلطان نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے جناب حضور سر سلطان صاحب۔ پلیز معاف کر دیں۔ معافی کا شاہی پروانہ جاری فرما دیجئے۔ اماں بی کو ساتھ نہ

لے آئیں ورنہ انہوں نے جوتیاں مار مار کر میرا سر گنجا کر دینا ہے اور آج کل سر پر بالوں کی کاشت کپاس اور گندم کی کاشت سے بھی زیادہ قیمتی ہوگئی ہے جناب''...... عمران نے اس بار رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تو پھر سنو۔ کرانس میں پاکیشائی سفیر نے فون کر کے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ سطحی فنکشن میں موجود تھا کہ اس نے حکومتی اعلیٰ حکام کے ایک گروپ کے قریب سے گزرتے ہوئے واضح طور سنا ہے کہ حکومت کرانس نے کارمن فارمولا ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری میں بھجوا دیا ہے جو جزیرہ لیوکس میں ہے''...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کرانس میں پاکیشائی سفیر کو اس کارمن فارمولے کے بارے میں کیسے علم ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سرداور نے جب مجھے اس فارمولے اور پاکیشیا کے مفاد کی بات کی تو میں نے پوری دنیا میں موجود تمام پاکیشائی سفیروں اور خاص طور پر کرانس کے سفیر کو کیونکہ تم نے مجھے بتایا تھا کہ فارمولا کرانس ایجنٹ لے گئے ہیں، احکامات دے دیئے تھے کہ وہ اس بارے میں چوکنا رہیں اور کوئی اہم بات انہیں معلوم ہو تو مجھے فوراً مطلع کریں''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ۔ یہ واقعی انتہائی اہم

بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم ابھی تک اس مشن پر روانہ نہیں ہوئے۔ کیوں''۔ سر سلطان نے کہا۔

''معلومات حاصل کی جا رہی تھیں اور انہی معلومات کے سلسلے میں ٹائیگر بھی مرتے مرتے بچا ہے اور بغیر معلومات کے تو صرف سیاحت ہی ہو سکتی ہے مشن تو مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ اب آپ نے معلومات مہیا کی ہیں۔ ان کی بھی چھان بین کراؤں گا پھر روانہ ہوں گے۔ ویسے اس وقت جولیا کے فلیٹ پر پوری سیکرٹ سروس اس لئے ہی اکٹھی ہے کہ اس سلسلے میں بات چیت کی جائے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اللہ تم سب کو کامیاب کرے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے''...... سر سلطان نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

''اب تو میں نے آپ کی بات کانوں کی بجائے سنجیدگی سے سنی ہے۔ اب تو آپ اماں بی کو لے کر نہیں آئیں گے''...... عمران نے بڑے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اللہ حافظ''...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے اس طرح طویل سانس لیا جیسے کوئی بہت بڑی مصیبت سے بچ نکلا ہو اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو سر سلطان کی دی ہوئی معلومات پر

شک ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ شک ہے۔ ابھی تو میں نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا''...... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سرسلطان کی بات سنتے ہوئے آپ کے چہرے پر جو حیرت کے تاثرات تھے اور پھر آپ نے جس انداز میں سرسلطان سے جرح کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو ان معلومات پر شک ہے''...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اس قدر خفیہ معلومات اس انداز میں ایک عام فنکشن میں سامنے نہیں لائی جا سکتیں۔ لیکن ایسا ہو بھی سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جزیرہ لیوکس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کیونکہ میں نے کرانس کی تمام لیبارٹریوں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ لیوکس جزیرے پر لیبارٹری تو موجود ہے لیکن وہاں ائیر فورس کا آپریشنل سپاٹ بھی ہے۔ اس لئے کسی اجنبی کا وہاں جانا تقریباً ناممکن ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ فارمولا بچانے کے لئے اسے لیوکس پہنچا دیا گیا ہو لیکن بہرحال اس کی تصدیق کرنا پڑے گی''۔ عمران نے کہا۔

''کس طرح تصدیق کریں گے آپ''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''وہاں جا کر ہی تصدیق کرنا پڑے گی۔ اب یہاں بیٹھے بیٹھے تو تصدیق نہیں ہو سکتی''...... اس بار چوہان نے کہا۔

''یہی تو عمران صاحب کی جادوگری ہے کہ یہاں بیٹھے بیٹھے ہی معلومات حاصل کر سکتے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ جادوگری۔ بے دریغ دولت لگا کر تو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے''...... تنویر نے پہلی بار منہ بنا کر بولتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ اگر میں جادوگر ہوتا تو تم جیسے شہزادے کو اس کے محل میں بے ہوش کر کے برفانی پری کو لے اڑتا''...... عمران نے جولیا کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''فضول باتیں بند کرو۔ ہاں تو عمران۔ تم نے ہمیں کس معاملے میں بریف کرنا تھا''...... جولیا نے تنویر کے بولنے سے پہلے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران سے مخاطب ہوئی۔

''سرسلطان نے ایسی دھمکی دی اماں بی کو لے آنے کی کہ ساری چوکڑی ہی بھول گیا ہوں۔ اب مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں نے کیا کہنا تھا''...... عمران نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کارمن فارمولے کے لئے ٹیم لے جانی ہے اور اس معاملے پر بنیادی معلومات ہمیں دینی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں ہاں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ کیپٹن شکیل کو

معلوم ہے تو وہی مکمل بریفنگ بھی دے دے گا‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’میں دے دیتا ہوں بریفنگ‘‘...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

’’تم کیسے دو گے بریفنگ۔ تمہیں اس بارے میں کیا معلومات ہیں‘‘...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’عمران صاحب کا یہی علاج ہے۔ جو میں غلط کہوں گا تو یہ خود ہی درست کر دیں گے‘‘...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اچھا چلو بتاؤ‘‘...... جولیا کو بھی شاید بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ عمران کو کارنر کرنے کا درست طریقہ یہی ہے۔

’’کارمن لیبارٹری میں ایک ایسے فارمولے پر کام کیا جا رہا تھا جس سے ایکریمیا، اسرائیل اور کافرستان کے گرد موجود اینٹی میزائل سسٹم کو تباہ کیا جا سکتا ہے جبکہ اب یہ تینوں ملک جدید ترین سسٹم کی وجہ سے ناقابل تسخیر سمجھے جانے لگے تھے۔ کسی ملک کے ایجنٹ نے اس فارمولے کو حاصل کرنے کی کوشش کی تو فارمولا بھی گم ہو گیا اور لیبارٹری بھی تباہ ہو گئی۔ پھر کسی طریقے سے یہ فارمولا ایک ایکریمین عورت ڈیزی کے ہاتھ لگ گیا۔ وہ یہاں پاکیشیا آئی اور پھر یہاں قتل کر دی گئی لیکن فارمولا نہ مل سکا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس عورت ڈیزی نے یہ فارمولا حفاظت کے لئے پاکیشائی دارالحکومت کے مضافاتی علاقے میں رہنے والے ایک آدمی رستم کے حوالے کر

دیا ہے جہاں سے کرانس کے ایجنٹ جن کے نام برگنڈی اور ڈوشے ہیں اڑا کر کرانس لے گئے ہیں۔ کرانس کی جس تنظیم سے ان کا تعلق ہے اس کا نام بلیک سرکل ہے اور اب سرسلطان نے بتایا ہے کہ یہ فارمولا جس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اس جزیرے کا نام لوکس ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے بڑی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ عمران سمیت سب کیپٹن شکیل کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

’’حیرت انگیز کیپٹن شکیل۔ تم نے تو اب مجھے ذہنی طور پر خوفزدہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ سب تفصیلات تمہیں کس سے ملی ہیں‘‘۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

’’عمران صاحب۔ دوسروں کو حیران کرنے کی صلاحیت صرف آپ میں ہی نہیں ہے اور لوگ بھی ہیں جو آپ کو بھی حیرت زدہ کر سکتے ہیں‘‘...... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’تم نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے لیکن تمہیں یہ سب معلومات ملی کہاں سے اور میرے خیال میں یہ معلومات میرے علاوہ صرف چیف کو ہوں گی۔ اب وہ صرف تم سے تو انہیں شیئر نہیں کر سکتا‘‘۔ عمران کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ حیران ہونے کی اداکاری نہیں کر رہا بلکہ وہ واقعی حیران ہو رہا تھا۔

’’جس طرح آپ دوسروں کو حیران کر دیتے ہیں اور جب آپ

بات کھولتے ہیں تو آدمی بے اختیار ہنس پڑتا ہے کہ اتنی سادہ سی بات اس کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ میں نے جو معلومات بتائی ہیں یہ مجھے ٹائیگر نے دی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''ٹائیگر نے۔ کب''...... عمران نے کہا۔

''میں وہیں سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں۔ میں اس کی عیادت کرنے گیا تھا۔ اس کی طبیعت پہلے سے بہت بہتر ہے اور پھر اس فارمولے کی بات چل پڑی تو اس نے مجھے مختصر طور پر یہ سب بتا دیا۔ باقی سر سلطان نے جو کچھ بتایا ہے وہ آپ سب نے بھی سنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران سمیت سب نے بے اختیار طویل سانس لئے۔

''گڈ شو کیپٹن شکیل۔ گڈ شو۔ تم نے آج واقعی مجھے حیران کر دیا تھا اور ٹائیگر کی طرف میرا خیال ہی نہیں گیا تھا''...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ اس مشن پر واقعی پوری ٹیم کو لے جائیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹیم میں نے نہیں چیف نے منتخب کرنی ہے اور اس بار چیف نے حکم دیا ہے کہ پوری ٹیم اس مشن پر جائے گی اس لئے واقعی پوری ٹیم جائے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

''تو پھر اب مشن لیوکس میں مکمل ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''ہم پہلے کرانس کے دارالحکومت کارس جائیں گے۔ وہاں سے حتمی معلومات حاصل کر کے پھر ہم آگے بڑھیں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن معلومات حاصل کرنے کے لئے بیک وقت پوری ٹیم کا جانا ٹھیک نہیں رہے گا۔ ایک دو آدمی کافی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اس بار معلومات حاصل کرنے کے لئے جولیا اور صالحہ کو بھیجا جائے کیونکہ لامحالہ وہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظار میں ہوں گے اور جولیا اور صالحہ کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ آپ کا ساتھ ہونا ضروری ہے ورنہ معلومات آسانی سے نہیں مل سکیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''دو آدمیوں نے ہی جانا ہے تو پھر میں اور صفدر چلے جاتے ہیں تاکہ میں معلومات حاصل کروں اور صفدر صبر سے کمرے میں بیٹھا رہے۔ تنویر اور جولیا تو دو گھنٹے بھی انتظار نہیں کر سکتے''۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم اکیلے چلے جاؤ۔ خواہ مخواہ صفدر کو بور کرنا ہے۔ جب معلومات مل جائیں تو ہمیں کال کر لینا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دیکھا ابھی سے جولیا کی ناراضگی شروع ہو گئی۔ بہرحال سب

نے یہاں سے جانا ہے لیکن دو، دو کے گروپس میں اور علیحدہ علیحدہ
تاکہ اگر نگرانی کی جا رہی ہو تو انہیں ڈاج دیا جا سکے۔ تم سب تیار
رہو۔ میرے ساتھ تنویر ہو گا۔ جولیا اور صالحہ کا ایک گروپ ہو گا۔
صفدر اور کیپٹن شکیل اکٹھے ہوں گے۔ صدیقی اپنی ٹیم خود ہی دو
گروپس میں بانٹ لے گا۔ کل رات دس بجے کی فلائٹ میں ہماری
روانگی ہے''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سب نے اثبات
میں سر ہلا دیئے۔

جاشی کی کار خاصی تیز رفتاری سے ریالٹو کلب کی طرف بڑھی
چلی جا رہی تھی۔ برگنڈی نے چیف سے مشورہ کرنے کے بعد یہ
فیصلہ کیا تھا کہ جزیرہ لیوکس میں جاشی انچارج ہو گی اور جزیرے کی
اندرونی سیکورٹی کا چارج لے گی جبکہ ائیر سیکورٹی چیف جیرالڈ ہو گا
اور وہ علیحدہ کام کرے گا البتہ ان کے درمیان رابطہ رہے گا کیونکہ
برگنڈی اور جاشی کی تجویز کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کو
ڈاج دینے کے لئے لیوکس جزیرے کا نام باقاعدہ ایک ڈرامہ کی
صورت میں پاکیشیا پہنچا دیا گیا ہے۔ برگنڈی نے اسے فون کر کے
ریالٹو کلب آنے کا کہا تھا کیونکہ وہ اسے جیرالڈ سے ملوانا چاہتا تھا۔
برگنڈی اور جیرالڈ دونوں گہرے دوست تھے اور اس وقت دونوں
ہی ریالٹو کلب میں موجود تھے۔ ائیر فورس کا سیکورٹی آفیسر منتخب
ہونے سے پہلے جیرالڈ اور برگنڈی دونوں ایک تنظیم میں اور ایک

ہی سیکشن میں کام کرتے تھے۔ پھر جیرالڈ ایئر فورس میں چلا گیا جبکہ
برگنڈی نے بلیک سرکل جوائن کر لی تھی۔ ریالٹو دارالحکومت کا خاصا
معروف کلب تھا اور نہ صرف نوجوانوں کا بلکہ لڑکیوں کا بھی پسندیدہ
کلب تھا اور جاشی کو بھی یہ کلب بے حد پسند تھا اور وہ جب بھی
فارغ ہوتی تو اس کلب کا چکر ضرور لگاتی تھی۔ اس لئے جب
برگنڈی نے اسے ریالٹو کلب میں بلایا تو اسے ذاتی طور پر خاصی
مسرت ہوئی تھی۔ اس لئے وہ خوش خوش کلب کی طرف بڑھی چلی
جا رہی تھی۔ اسے سب سے زیادہ تجسس اس ڈرامے کے بارے
میں معلومات حاصل کرنے میں تھا جس کے ذریعے عمران تک
جزیرہ لیوکس کا نام پہنچایا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ریالٹو کلب پہنچ
گئی۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے
پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی وہ کلب کے
مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور لیڈیز
لیدر جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے خوبصورت بال اس کے کاندھوں
پر پڑے لہرا رہے تھے۔ جسمانی طور پر وہ بے حد متناسب جسم کی
مالک تھی۔ یہی وجہ تھی کہ نوجوان اسے مڑ مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو
جاتے تھے اور جاشی ان کے اس طرح مڑ کر بار بار دیکھنے سے دل
ہی دل میں بے حد خوش ہوتی تھی۔ یورپ کا کلچر ایسا تھا کہ ایسی
باتیں یہاں معیوب نہیں سمجھی جاتی تھیں بلکہ فرد کی آزادی کے نام
سے مردوں اورعورتوں دونوں کو مادر پدر آزادی مل گئی تھی۔ اس

وقت بھی جاشی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات موجود تھے کیونکہ
جہاں سے وہ گزر رہی تھی مرد اسے مڑ مڑ کر بار بار دیکھ رہے تھے
حالانکہ یورپی ملکوں کی صورت حال ایسی نہیں تھی کہ وہاں عورت
عجوبہ بن جائے بلکہ وہاں عورتیں زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے
ساتھ کام کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ کسی مرد کا کسی عورت کو بار بار
مڑ کر دیکھنے کا مطلب یہی سمجھا جاتا تھا کہ اس عورت میں کوئی
خاص بات ہے اور اسی خاص بات کو انجوائے کرتی ہوئی جاشی کلب
میں داخل ہوگئی اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ
ایک چھوٹے سے ہال میں داخل ہوئی جہاں صرف کلب کی طرف
سے خصوصی کارڈز ان لوگوں کو جاری کئے جاتے تھے جو کلب کی
نظروں میں اہم افراد سمجھے جاتے تھے۔ جاشی کے پاس چونکہ خصوصی
کارڈ موجود تھا اس لئے وہ اطمینان سے ہال میں داخل ہوگئی۔ اسی
لمحے ہال کے آخری حصے میں ایک میز کے گرد موجود دو افراد پر اس
کی نظر پڑ گئی۔ ان میں ایک برگنڈی تھا اور دوسرا جیرالڈ۔ جاشی،
جیرالڈ سے ملی ضرور تھی لیکن اب تک تفصیلی ملاقات نہ ہوسکی تھی لیکن
آج جاشی کو معلوم تھا کہ جیرالڈ سے اس کا تفصیلی تعارف ہو جائے
گا۔ جاشی آگے بڑھی تو میز کے گرد موجود برگنڈی نے ہاتھ اٹھا کر
اسے اشارہ کیا اور جاشی مسکراتی ہوئی ان کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
”ہائے“...... برگنڈی اور جیرالڈ دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا اور
پھر جاشی نے ان دونوں کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور

پھر برگنڈی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ برگنڈی نے بوتل کھول کر پہلے سے موجود ایک گلاس میں شراب ڈالی اور پھر گلاس اٹھا کر جاشی کے سامنے رکھ دیا۔

''ہیلو جاشی۔ میری خوش قسمتی ہے کہ تم لیوکس آ رہی ہو''۔ جیرالڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو برگنڈی اور جاشی دونوں ہنس پڑے۔

''یہ میری خوش قسمتی ہو گی جیرالڈ۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ معاملات اس طرح رکھنا جس طرح میں کہوں ورنہ معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں''...... جاشی نے کہا تو جیرالڈ کا چہرہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم وہاں یہ سوچ کر آ رہی ہو کہ تم سب سے بالا ہو گی اور ہمیں تمہارے احکامات تسلیم کرنے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو مت آؤ وہاں۔ ورنہ تمہاری زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکے گی''...... جیرالڈ نے قدرے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ ابھی تو تم دونوں اکٹھے ہونے پر خوش ہو رہے تھے۔ اب لڑنے لگے۔ ایسی کوئی بات نہیں جیرالڈ۔ تمہارا اور جاشی دونوں کا فیلڈ علیحدہ ہو گا۔ اس لئے تم دونوں ایک دوسرے سے مت لڑو۔ یہ قومی مسئلہ ہے''...... برگنڈی نے ان دونوں میں صلح کراتے ہوئے کہا۔

''مسٹر جیرالڈ۔ تم وہاں سیکورٹی چیف ہو لیکن تمہارا واسطہ آج تک سپر ایجنٹوں سے نہیں پڑا جبکہ مجھے ان سپر ایجنٹوں سے لڑنا

پڑے گا اور یہ سن لو کہ میں اپنے معاملات میں تمہاری مداخلت برداشت نہیں کروں گی۔ یہ بات ذہن میں بٹھا لو ورنہ جب تک میں وہاں رہوں تم چھٹی پر چلے جاؤ''...... جاشی نے بڑے سخت لہجے میں کہا تو جیرالڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''سوری برگنڈی۔ اب اسے وہاں بھیجا گیا تو پھر تم نتیجہ بھی بھگتو گے''...... جیرالڈ نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یہ تم نے کیا کر دیا جاشی۔ اب تو تمہارا وہاں جانا الٹا ہمارے مفاد کے خلاف ہو گا''...... برگنڈی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم جانتے ہو۔ میں صاف گوئی سے کام لیتی ہوں اور جیرالڈ نے جس انداز میں بات کی تھی اس سے مجھے احساس ہو گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو جزیرے کا بڑا افسر سمجھ رہا ہے۔ تم فکر مت کرو۔ میں خود ہی اس سے نمٹ لوں گی''...... جاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں سوری جاشی۔ اب تمہیں وہاں نہیں بھیجا جا سکتا۔ اب تم یہاں میرے ساتھ رہو گی جبکہ میں ڈوشے کو وہاں بھیج دوں گا''۔ برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو یہ معاملہ بعد میں دیکھ لیں گے۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا ڈرامہ کیا ہے جس سے تمہیں یقین ہے کہ عمران جزیرہ لیوکس آئے گا''...... جاشی نے کہا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکیشیا نے یہاں کرانس میں اپنے سفیر کو باقاعدہ ہدایات بھجوائی ہیں کہ وہ کارمن فارمولے کے بارے میں نہ صرف معلومات حاصل کرے بلکہ پاکیشیا حکومت کو مسلسل یہ اطلاع ملتی رہے۔ ہم نے ایک ڈرامہ اسٹیج کیا اور فنکشن میں جہاں کرانس کے اعلیٰ حکام موجود تھے خاص طور پر کارمن فارمولے پر اس وقت بات چیت کی گئی جب پاکیشیائی سفیر قریب سے گزر رہے تھے اور جزیرہ لیوکس پر موجود لیبارٹری کا باقاعدہ حوالہ دیا گیا او اس کا رزلٹ بھی سامنے آ گیا کیونکہ پاکیشیائی سفارت خانے میں موجود ہمارے آدمی نے ہمیں اطلاع دی کہ پاکیشیائی سفیر نے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کو باقاعدہ رپورٹ بھجوائی ہے جس میں فنکشن میں ہونے والی بات کو آشکار کیا گیا ہے کہ وہاں کہا جا رہا تھا کہ کارمن فارمولا جزیرہ لیوکس کی لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور سفیر صاحب نے ان لوگوں کے نام اور عہدے بھی لکھے تھے جو بات کر رہے تھے۔ یہ سب اعلیٰ حکام تھے۔ اس طرح مجھے سو فیصد یقین ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سیدھی جزیرہ لیوکس پہنچے گی''...... برگنڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے سو فیصد کا لفظ استعمال کیا ہے جبکہ میں پھر بھی تمہیں مشورہ دوں گی کہ تم اسے سو فیصد نہ سمجھو۔ عمران حد درجہ شاطر اور عیار آدمی ہے''...... جاشی نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تم فکر مت کرو۔ ہم اسے جزیرہ لیوکس تک پہنچنے ہی نہیں دیں گے''...... برگنڈی نے کہا۔

''مجھے تمہارے ساتھ کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں تمہاری حکومت برداشت نہ کر سکوں گی اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے لیوکس بھجوا دو''...... جاشی نے کہا۔

''تم لیوکس اس لئے جانا چاہتی ہو کہ تمہیں یقین ہے عمران ٹریپ میں آ کر لیوکس پہنچے گا''...... برگنڈی نے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ مجھ پر حکومت نہ کی جائے''...... جاشی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود لیوکس چلا جاتا ہوں۔ تم اور ڈوشے یہاں کام کرو۔ اس صورت میں انچارج تم ہو گی اور ڈوشے تو ویسے ہی تمہارا جونیئر ہے''...... برگنڈی نے کہا تو جاشی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم خواہ مخواہ بچی ہو گئے ہو۔ میں تمہارے ساتھ یہاں کام کر سکتی ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے عمران کا خاتمہ کرنا چاہتی ہوں اور میں یقیناً اس میں کامیاب رہوں گی''...... جاشی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تو پھر ڈن''۔ برگنڈی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ڈن''...... جاشی نے کہا اور برگنڈی کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام لیا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ سے واپسی پر کار کا رخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا تھا۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ وہ پہلے کسی طرح یہ معلوم کر لے کہ فارمولا واقعی لیوکس جزیرے میں ہے کیونکہ سرسلطان نے کرانس میں پاکیشائی سفیر کی رپورٹ کے بارے میں جو تفصیل بتائی تھی وہ کم از کم عمران کے حلق سے نہ اتر رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اعلیٰ ترین حکام اس طرح کلبوں میں یا فنکشنوں میں ٹاپ سیکرٹ باتیں نہیں کیا کرتے۔ بظاہر ایسا ممکن ہی نہیں ہے لیکن چونکہ سرسلطان اس بات پر خوش نظر آ رہے تھے کہ انہوں نے یہ بات بتا کر عمران کی مدد کی ہے اس لئے عمران نے مزید بحث نہیں کی تھی۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ کرانس پہنچ کر وہ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اب اس نے سوچا کہ وہاں جانے سے پہلے اگر حتمی معلومات مل جائیں

تو مشن زیادہ بہتر انداز میں ٹارگٹ کیا جا سکے گا۔ تھوڑی دیر بعد عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسبِ روایت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”اب تو خوش ہو کہ میں بار بار اور جلدی جلدی تمہارے دربار میں حاضری دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کا بے حد شکریہ عمران صاحب۔ لیکن آپ میری وجہ سے نہیں آتے بلکہ آپ کو آپ کا کوئی کام ہی کھینچ لاتا ہے“...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا تو پھر وہ عمرو عیار کی زنبیل مجھے دو اور چائے بھی پلوا دو تو وعدہ رہا کہ میں یہاں سے جاؤں گا ہی نہیں تاکہ بار بار آنا نہ پڑے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر سرخ جلد والی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے بے شمار نام و پتے اور فون نمبر درج کئے ہوئے تھے اور جو مسئلہ اس نے حل کرنا ہوتا اس کے لئے فون یا ریفرنس اس ڈائری سے اسے مل جاتا تھا۔ اس لئے وہ اسے عمرو عیار کی زنبیل بھی کہتا تھا کیونکہ عمرو عیار کی زنبیل کے بارے میں مشہور تھا کہ اس میں ہر مسئلے کا حل مل جاتا تھا۔ ڈائری عمران کو دے کر بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ڈائری کھول کر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔

پھر کافی دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ وہ کافی دیر اس صفحے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی ہی تھی کہ اسی لمحے بلیک زیرو چائے کی پیالیاں اٹھائے واپس آ گیا۔

''ارے کیا مطلب۔ کیا تم جادوگر ہو۔ ابھی تو گئے تھے اور اتنی جلدی چائے بھی بن گئی۔ کمال ہے۔ سلیمان تو چائے کے پائے گلنے کا گھنٹوں انتظار کرتا رہتا ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''سلیمان کے بارے میں ایسا نہ کہیں۔ وہ واقعی بہترین چائے بناتا ہے اور میں تو بار بار چائے بنانے سے بچنے کے لئے ایک ہی بار بنا کر فلاسک میں ڈال لیتا ہوں'' ...... بلیک زیرو نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھنے کے بعد دوسری پیالی اٹھا کر اپنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز'' ...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرانس کا رابطہ نمبر اور کرانس کے دارالحکومت کارس کا رابطہ نمبر دے دیں'' ...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں جناب'' ...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رابطہ نمبرز نوٹ کریں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبرز بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف بیل بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''اسپانش کلب'' ...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مس جافری سے بات کراؤ۔ میں ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)'' ...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کون بول رہا ہے اور کہاں سے بول رہا ہے'' ...... کچھ دیر بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

''اور کیوں بول رہا ہے'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تم کون ہو۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے یہ آواز پہلے بھی سنی ہوئی ہے'' ...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میں نے تمہاری سیکرٹری کو تفصیلی تعارف کرایا تھا کہ میں ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی

(آکسن) بول رہا ہوں اور میری بات مس جافری سے کراؤ لیکن وہ تمہیں مس کہنے پر ناراض ہوگئی اور بڑے سخت لہجے میں کہہ دیا کہ ہولڈ کریں''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''عمران۔ عمران۔ اوہ۔ اوہ۔ ارے تم وہ عمران ہو جو مزاحیہ باتیں کرتا ہے لیکن تم۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آ گیا۔ تم نے میری پومی کی جان بچائی تھی۔ اوہ۔ اوہ۔ واقعی مجھے یاد آ گیا۔ گڈ شو۔ میں تو کافی عرصہ تک تمہیں یاد کرتی رہی لیکن تم نے نہ اپنا فون نمبر دیا اور نہ ہی مزید کچھ بتایا۔ اب اتنے عرصے بعد فون کر رہے ہو''۔ دوسری طرف سے بھی مسلسل بولتے ہوئے کہا گیا۔

''اب تمہارے پومی کا کیا حال ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پومی دو سال پہلے ایک کار کے نیچے آ کر ہلاک ہو گیا تھا۔ مجھے بے حد دکھ ہوا تھا کہ پومی مجھے دوبارہ نہ مل سکے گا۔ کاش وہ ہلاک نہ ہوتا۔ ارے ہاں۔ تم نے کیسے فون کیا۔ ہاں بولو۔ میں تمہارا احسان اتارنا چاہتی ہوں''...... جافری نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے والد کرانس کے معروف سائنسدان ہیں۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ درست ہے۔ میرے والد رچرڈ سائنسدان ہیں۔ وہ تو مجھے بھی سائنسدان بنانا چاہتے تھے لیکن مجھے سائنسدان بڑے بور

لوگ لگتے ہیں اس لئے میں سائنسدان نہ بن سکی اور میں کلب لائن کی طرف آ گئی۔ یہ واقعی میرے مزاج کے عین مطابق ہے اور ہاں۔ تم نے پوچھا تھا کہ میں ابھی مس ہوں یا نہیں۔ تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں نے جیفرے سے شادی کی تھی لیکن جیفرے میرا کلب ہتھیانا چاہتا تھا اس لئے میں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اب میں ایک بار پھر مس ہوں''...... جافری نے اپنی عادت کے مطابق مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں کرانس پہنچ جاؤں۔ شاید قرعہ فال میرے نام نکل آئے''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب''...... جافری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ شاید مجھے مس جافری کے شوہر نامدار بننے کا گولڈن چانس مل جائے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے جافری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم سائنسدان نہ ہوتے تو تم سے شادی کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ میں نے بتایا ہے تمہیں کہ ڈیڈی مجھے سائنسدان بنانا چاہتے تھے لیکن میں سائنسدان بننے کی بجائے کلب لائن میں آ گئی''...... جافری نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی سے بول چال بھی ہے یا وہ بھی ختم کر دی ہے تم نے''...... عمران نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ڈیڈی سے میرے بہترین تعلقات ہیں۔ ڈیڈی کیا ان کے سارے دوست سائنسدان کلب میں آتے جاتے رہتے ہیں“...... جافری نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارے کلب کی مالی حالت کیسی جا رہی ہے۔ کوئی بڑی رقم کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا“...... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بڑی رقم۔ کیا مطلب۔ کیسی رقم“۔ جافری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”رقم کا مطلب ہے کرنسی نوٹوں کا ایک بڑا ڈھیر۔ بڑی مالیت کے کرنسی نوٹوں کا۔ مجھے معلوم ہے کہ کلب کے مالکان بعض اوقات ایسے بھنور میں پھنس جاتے ہیں کہ انہیں دولت کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے ایک سائنسدان سے تھوڑی سی معلومات چاہئیں۔ اس کے عوض ایک لاکھ ڈالرز میری پارٹی دے رہی ہے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا کہ میں نے تو ایک لاکھ ڈالرز دینے ہی ہیں وہ تمہیں کیوں نہ دیئے جائیں“...... عمران نے کہا۔

”کیسی معلومات“...... جافری نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”معمولی سی معلومات۔ لیکن یہ بات اس وقت کی جا سکتی ہے جبکہ معاملات کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ کرانس کی ایک لیبارٹری جس کا نام کراس لیبارٹری ہے اس میں ایک سائنسدان ڈاکٹر رینالڈ ہے۔ اس کو تو پچاس ہزار ڈالرز دے کر بھی معلومات حاصل کی جا

سکتی ہیں لیکن میں نے تمہیں فون کیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”تمہاری مہربانی عمران۔ مجھے آج کل واقعی رقم کی بے حد ضرورت ہے لیکن معلومات کیا ہیں“...... جافری نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایک سائنسی فارمولا کارمن کی ایک لیبارٹری سے حاصل کیا گیا اس لئے اسے کارمن فارمولا کہا جاتا ہے۔ یہ فارمولا کرانس لایا گیا ہے اور یہاں ایک جزیرہ ہے لیوکس۔ وہاں کی لیبارٹری میں یہ فارمولا بھجوایا گیا ہے لیکن ایسی بھی اطلاعات مل رہی ہیں کہ لیوکس جزیرے پر یہ فارمولا نہیں بھیجا گیا۔ میں نے یہ کنفرم کرنا ہے کہ کیا یہ فارمولا لیوکس میں ہے یا نہیں۔ بس اتنی سی بات ہے“...... عمران نے کہا۔

”رقم دو۔ تمہارا کام ہو جائے گا“...... جافری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنجیدگی سے کہہ رہی ہو۔ معلومات کنفرم ہونی چاہئیں“۔ عمران نے کہا۔

”سو فیصد کنفرم معلومات ہوں گی“...... جافری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ پھر اپنے بینک کے بارے میں اور اکاؤنٹ نمبر وغیرہ بتا دو۔ رقم ابھی آن لائن بھجوا دیتا ہوں“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں بتا دیا گیا جو سامنے

بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے پیڈ پر لکھ لیا۔

''رقم تو تمہیں دس پندرہ منٹ کے اندر مل جائے گی لیکن معلومات کب ملیں گی۔ کم سے کم وقت بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ایک گھنٹے بعد فون کر لینا۔ معلومات مل جائیں گی''...... جافری نے جواب دیا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''رقم بھیج دو۔ ورنہ اس سے زیادہ رقم تمہاری ٹیم پر خرچ ہو جائے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور اس نے بینک کو ہدایات دے کر رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اس خاتون کا انتخاب کیوں کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ پروفیشنل نہیں ہے۔ اس کا کلب بالکل صاف ستھرے انداز میں کام کر رہا ہے اور پھر اس کا والد سائنسدان ہے اور جیسے کہ اس نے بتایا کہ اس کے والد کی وجہ سے کافی سائنسدان اس کے کلب میں آتے جاتے رہتے ہیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اور یہ پومی کون تھا جس کو بچا کر آپ نے اس پر احسان کیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''پومی اس کا پسندیدہ ترین کتا تھا۔ میں ایک آدمی سے ملنے اس

کے کلب گیا تھا۔ ٹیکسی میں نے کلب کے باہر رکوا لی تھی۔ ابھی میں ٹیکسی سے اتر کر سڑک پر کھڑا ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے جافری اپنے کتے پومی کی رسی پکڑے کلب سے باہر جا رہی تھی۔ اس نے کتے کو روکا تا کہ وہ ٹریفک کی جھپٹ میں نہ آ جائے۔ کتے نے زور لگایا تو رسی ٹوٹ گئی اور کتا تیزی سے آگے بڑھا۔ اسی لمحے ایک تیز رفتار کار آئی اور پومی یقیناً اس کی جھپٹ میں آ کر کچلا جاتا کہ میں نے ہاتھ گھمایا اور پومی کو اتنا زور دار تھپڑ مارا کہ وہ اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس طرح وہ کار کے نیچے آ کر کچلے جانے سے بچ گیا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور میرا اس طرح شکریہ ادا کرنے لگی کہ جیسے میں نے اس کی عزیز ترین شے کو مرنے سے بچا لیا ہو۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ کلب کی مالکہ ہے۔ وہ انتہائی اصرار کر کے مجھے اپنے آفس میں لے گئی۔ اس طرح دو تین بار اس سے ملاقات ہوئی۔ وہ اسی پومی کا حوالہ دے رہی تھی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''کہا تو یہی جاتا ہے کہ جس پر احسان کرو۔ اس کی طرف سے دی جانے والی تکلیف سے ہوشیار رہو لیکن آپ کو احسان کے بدلے میں تکلیف کی بجائے راحت ملتی ہے۔ یہ آپ کی واقعی خوش قسمتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایسا اس لئے ہے کہ میں کوئی اقدام کسی پر احسان سمجھ کر نہیں کرتا۔ میں اعلیٰ اخلاقیات کا قائل ہوں اور اسی سلسلے میں کام کرتا

ہوں جسے لوگ احسان سمجھ لیتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک گھنٹے کی بجائے دو گھنٹے گزرنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''اسپانش کلب''...... رابطہ ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے بول رہا ہوں علی عمران۔ مس جافری سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ شاید جافری نے اس سلسلے میں اسے کوئی خاص ہدایت دے دی تھی کیونکہ اس کا لہجہ پہلے سے بہت تبدیل شدہ تھا۔

''ہیلو۔ جافری بول رہی ہوں''...... تھوڑی دیر کے بعد براہِ راست جافری کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ معاوضہ مل گیا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ بے حد شکریہ۔ مجھے واقعی اس کی شدید ضرورت تھی''۔ جافری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''معلومات کا کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''معلومات مل گئی ہیں۔ مجھے تمہارے فون کا انتظار تھا۔ کارمن فارمولا لیوکس لیبارٹری میں نہیں بھیجا گیا بلکہ یہ فارمولا سپیشل سٹور میں رکھا گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اور بلیک

زیرو بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا یہ بات کنفرم ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں سو فیصد کنفرم۔ کیونکہ میرے ڈیڈی ڈاکٹر رچرڈ ہی لیوکس لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ میں نے انہیں فون کر کے پوچھا تو انہوں نے بتا دیا اور مجھے معلوم ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ اگر وہ نہ بتانا چاہتے تو صاف جواب دے دیتے''...... جافری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ فارمولا سپیشل سٹور میں رکھا گیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یہ بھی ڈیڈی نے بتایا ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ ان بے ضرر معلومات کے معاوضے میں مجھے اتنی بڑی رقم مل رہی ہے تو انہوں نے بتایا کہ کارمن فارمولا سپیشل سٹور میں سیکرٹری وزارت سائنس نے رکھوایا ہے اور ان کے مشورے پر ہی رکھا گیا ہے لیکن یہ انہیں معلوم نہیں ہے کہ سپیشل سٹور کہاں ہے۔ سیکرٹری سائنس کو ہی علم ہو سکتا ہے''...... جافری نے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو۔ جب کرانس آنا ہوا تو ضرور ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں باقاعدہ ڈاج دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ میرے

حلق سے پہلے ہی یہ بات نہیں اتر رہی تھی۔ اب سچ سامنے آ گیا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب کیسے معلوم ہو گا کہ سپیشل سٹور کہاں ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”سیکرٹری سائنس کو گھیریں گے تو معلوم ہو جائے گا“..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ عمران سے سو فیصد متفق ہو۔

کرانس کے سیکرٹری سائنس رابرٹ اپنے آفس میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا لیکن ان کی نظریں سامنے کھلی ہوئی فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”یس“..... سیکرٹری سائنس رابرٹ نے کہا۔

”چیف سیکرٹری سر فرینک کی فون سیکرٹری لائن پر ہیں جناب“۔ دوسری طرف سے ان کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... رابرٹ نے اس بار چونک کر کہا۔

”ہیلو سر۔ میں چیف سیکرٹری صاحب کے آفس سے بول رہی ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف سیکرٹری کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس فرمائیے“..... رابرٹ نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف سیکرٹری کی بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''...... رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ فوراً میرے آفس آ جائیں۔ کارمن فارمولے کے سلسلے میں ایک اہم بات حکومت کے نوٹس میں آئی ہے۔ اس سلسلے میں ٹاپ میٹنگ فوری کال کی گئی ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکرٹری سائنس رابرٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اب پھر کیا ہو گیا ہے''...... سیکرٹری سائنس نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے اسے دراز میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے چیف سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چیف سیکرٹری صاحب کسی دوسری اہم میٹنگ میں مصروف تھے اس لئے رابرٹ کو نصف گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ پھر انہیں میٹنگ روم میں کال کر لیا گیا۔ وہاں چیف سیکرٹری کے علاوہ کرانس کے قومی سلامتی کے مشیر راکس اور پرائم منسٹر کے سپیشل نمائندے مائیکل پہلے سے موجود تھے۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد رابرٹ ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چیف سیکرٹری نے آفس ٹیبل کے کنارے پر موجود چند بٹن پریس

کیے تو سر سر کی آواز کے ساتھ ہی آفس کے دونوں دروازوں پر سیاہ رنگ کی چادر نظر آنے لگ گئی۔ اب کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو گیا تھا۔

''مجھے انتہائی خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس عمران کی سربراہی میں کسی بھی وقت کرانس پہنچ سکتی ہے۔ وہ کارمن فارمولا واپس لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ یہ فارمولا کرانسی ایجنٹ پاکیشیا سے ہی لے آئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ کارمن اور پاکیشیا کے درمیان اس فارمولے کے سلسلے میں کوئی معاہدہ ہو گیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ کس قدر فعال، تیز اور ناقابل تسخیر سروس ہے اور سب سے اہم بات جو کنفرم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ کارمن فارمولا لیوکس لیبارٹری میں نہیں بلکہ کرانس کے سپیشل سٹور میں رکھا گیا ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''کیسے معلوم ہوا ہے سر''...... سیکرٹری سائنس رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''لیوکس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر رچرڈ کی بیٹی جافری ایک کلب چلاتی ہے جس کا نام اسپانش کلب ہے۔ ڈاکٹر رچرڈ نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ اس کی بیٹی سے پاکیشیائی عمران نے رابطہ کیا ہے اور اسے یہ کنفرم کرنے کے لئے بھاری معاوضہ دیا ہے کہ کارمن فارمولا لیوکس لیبارٹری میں ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو

کہاں ہے جس پر جافری نے ڈاکٹر رچرڈ سے رابطہ کیا۔ اس نے اس عمران کے بارے میں بھی بتا دیا۔ رچرڈ اس عمران کو بھی جانتا تھا کہ اگر ڈاکٹر رچرڈ نے کنفرم کر دیا کہ فارمولا لیوکس لیبارٹری میں ہے تو عمران نہ صرف لیبارٹری کو تباہ کر دے گا بلکہ تمام سائنسدانوں کو بھی اس وقت لازماً ہلاک کر دے گا جب اسے فارمولا نہیں ملے گا اس لئے اس نے کنفرم کر دیا کہ فارمولا لیوکس لیبارٹری میں نہیں ہے اور چونکہ اس کے کہنے پر ہی فارمولا سپیشل سٹور میں رکھ دیا گیا تھا اور اسے یقین تھا کہ سپیشل سٹور سے فارمولا حاصل نہیں کیا جا سکتا اس لئے اس نے یہ اطلاع بھی دے دی کہ کارمن فارمولا سپیشل سٹور میں موجود ہے''...... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے یہ بات مجھے بتانی چاہئے تھی سر۔ اس نے براہِ راست آپ سے رابطہ کیوں کیا''...... سیکرٹری سائنس رابرٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیوکس لیبارٹری آپ کے تحت نہیں ہے مسٹر رابرٹ۔ وہ سپیشل لیبارٹری ہے اور کرانس کی تمام سپیشل لیبارٹریاں براہِ راست میرے تحت ہیں۔ آپ کو صرف ان کے انتظام و انصرام کے اختیارات دیئے گئے ہیں''...... چیف سیکرٹری نے بھی قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ اس وقت پرابلم یہ نہیں ہے کہ لیبارٹری کس کے تحت

ہے۔ پرابلم یہ ہے کہ اس عمران سے سپیشل سٹور کو کیسے بچایا جائے کیونکہ سپیشل سٹور میں یہی کارمن فارمولا نہیں ہے اور بھی بے شمار دفاعی سیکرٹس اور سائنسی فارمولے موجود ہیں اور یہ بات طے ہے کہ عمران اس کارمن فارمولے کی خاطر پورے سپیشل سٹور کو بھی تباہ کر سکتا ہے''...... قومی سلامتی کے مشیر راکس نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''پرائم منسٹر صاحب کا بھی یہی خیال ہے کہ ہر صورت میں سپیشل سٹور کا تحفظ کیا جائے''...... پرائم منسٹر کے خصوصی نمائندے مائیکل نے کہا۔

''اس کی تو ایک ہی صورت ہے کہ سپیشل سٹور سے کارمن فارمولا نکال کر پاکیشیا بھجوا دیا جائے تاکہ سپیشل سٹور بچ جائے''۔ سیکرٹری سائنس رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ یہ فارمولا کرانس کے لئے بے حد اہم ہے اور چونکہ اس کی کاپی نہیں ہو سکتی اس لئے ہم اسے کسی صورت واپس نہیں کریں گے لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ اس فارمولے کی خاطر سپیشل سٹور تباہ کرا لیں۔ اس لئے کوئی ایسا حل سوچا جائے جس سے فارمولا بھی بچ جائے اور کوئی تباہی بھی نہ ہو''...... چیف سیکرٹری نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس وقت خاتمہ کر دیں جب وہ کرانس میں داخل ہوں۔ کیا

کرانس میں کوئی ایسی ایجنسی نہیں ہے جو ان کا مقابلہ کر سکتی ہو''۔ راکس نے کہا۔

''کیوں نہیں ہے۔ کرانس کی سب سے طاقتور ایجنسی بلیک سرکل ہے جس کے ایجنٹس پاکیشیا سے فارمولا لے آئے ہیں لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مقابلہ تو بہرحال ہو گا۔ اس میں وہ جگہ جہاں فارمولا موجود ہو گا وہاں تباہی ہو گی۔ چاہے یہ جگہ سپیشل سٹور ہو یا لیوکس لیبارٹری''...... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ ایک تجویز ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی''...... راکس نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا تجویز ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''کارمن فارمولا واپس لیوکس لیبارٹری میں بھجوا دیا جائے۔ اب جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ کنفرم ہو چکے ہیں کہ فارمولا لیوکس جزیرے پر نہیں ہے تو وہ سپیشل سٹور پر ٹکریں مارتے رہ جائیں گے اور سپیشل سٹور تک وہ پہنچ نہیں سکتے اس لئے کہیں نہ کہیں ہلاک ہو جائیں گے''...... راکسن نے تجویز بتاتے ہوئے کہا۔

''سپیشل سٹور تباہ ہو جائے گا اور وہ لوگ پھر لیوکس لیبارٹری پر چڑھ دوڑیں گے۔ آپ کی تجویز سے دونوں سپاٹس تباہ ہو جائیں گے اور فارمولا بھی وہ لے جائیں گے''...... چیف سیکرٹری نے تجزیہ

کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ نے طے کر لیا ہے کہ وکٹری پاکیشیا کو ہی ملے گی۔ کرانس کو نہیں مل سکتی''...... رابرٹ نے کہا۔

''میں نے امکان کی بات کی ہے۔ گیدڑ کا شکار کھیلنے جاؤ تو شیر کے شکار کا سامان ساتھ لے جانا چاہئے۔ صرف خوش فہمی کام نہیں دیتی''...... چیف سیکرٹری نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''تو پھر آخری صورت یہ ہے جناب کہ ملورکا جزیرے پر موجود لیبارٹری میں یہ فارمولا بھجوا دیا جائے اور وہاں انتہائی سختی سے پہرہ لگا دیا جائے۔ ملورکا ایک بڑے اور دو چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ بڑا جزیرہ درمیان میں ہے جبکہ چھوٹے جزیرے بڑے جزیرے کے دائیں بائیں ہیں۔ چھوٹے جزیروں پر نیوی کے ایسے ٹاور موجود ہیں جن پر موجود خصوصی کیمروں کی مدد سے کشتیوں، بوٹس اور بحری جہازوں کو نہ صرف دیکھا جا سکتا ہے بلکہ ان کے اندر تک کی تصویریں بڑے سائز میں حاصل کی جا سکتی ہیں اور ان جزیروں پر ایسی گنیں بھی موجود ہیں جو کہ ایک بحری میل کے فاصلے پر موجود کشتیوں، بوٹس اور بحری جہازوں کو تباہ کر سکتی ہیں۔ بلیک سرکل کے سپر ایجنٹس کو بڑے جزیرے پر بھجوا دیا جائے جبکہ بلیک سرکل کے ایجنٹس اور ماہرین چھوٹے جزیروں کا چارج سنبھال لیں۔ فوج کو واپس بلا لیا جائے اور اس کلب کی مالکہ جافری کے ذریعے یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچا دی جائے کہ وہ

فارمولا ملورکا لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا ہے۔ اس طرح فارمولا بھی محفوظ ہو جائے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی کسی صورت اس تک نہ پہنچ سکے گی اور راستے میں ہی ہلاک کر دی جائے گی''...... رابرٹ نے کہا تو راکس اور مائیکل دونوں نے اس کی تجویز کی تائید کر دی کیونکہ دونوں ملورکا کے بارے میں بخوبی جانتے تھے۔

''اوکے۔ میں احکامات دے دیتا ہوں۔ فارمولا آپ تک پہنچا دیا جائے گا۔ آپ خود جا کر ملورکا لیبارٹری اسے پہنچا آئیں اور چیف آف بلیک سرکل کے ساتھ مل کر تمام حفاظتی انتظامات کرائیں۔ ہمیں ہر صورت میں فارمولے کو بھی بچانا ہے اور لیبارٹریوں کو بھی۔ اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی ہلاک کرنا ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی جناب''...... رابرٹ نے جواب دیا تو چیف سیکرٹری نے میٹنگ برخواست کر دی۔

جاشی، برگنڈی کے آفس میں داخل ہوئی تو بے اختیار ٹھٹک کر رک گئی۔

''کیا ہوا ہے''...... جاشی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ آؤ بیٹھو''...... برگنڈی نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کی مسکراہٹ مصنوعی ہے۔

''تم بہت پریشان ہو اور الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... جاشی نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس کارمن فارمولے نے مجھے کیا، پوری حکومت کو پریشان کر دیا ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ وہ تو سپیشل سٹور میں تھا اور وہاں کے بارے میں کسی کو علم تک نہیں پھر''...... جاشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اٹھ کر وہ سائیڈ دیوار کے ساتھ موجود ریک کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے وہاں سے ایک بوتل شراب اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے بوتل کھول کر دونوں گلاس آدھے سے کچھ زیادہ شراب سے بھرے اور ایک گلاس اٹھا کر برگنڈی کے سامنے رکھ دیا۔

''شکریہ۔ مجھے واقعی اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی''۔ برگنڈی نے گلاس اٹھا کر ایک بڑا سپ لیتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے تمہیں کس وقت کیا چاہئے ہوتا ہے۔ بہر حال بتاؤ کیا ہوا ہے''...... جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حکومت نے کارمن فارمولا سپیشل سٹور سے نکلوا کر اب ملورکا جزیرے پر موجود لیبارٹری میں بھجوا دیا ہے اور ساتھ ہی عمران تک بھی یہ اطلاع پہنچا دی گئی ہے''...... برگنڈی نے کہا تو جاشی بے اختیار اچھل پڑی۔

''وجہ۔ کیا مطلب۔ کیوں''...... جاشی نے حیران ہو کر کہا۔

''اس لئے کہ سپیشل سٹور کو تباہی سے محفوظ رکھا جا سکے کیونکہ اس فارمولے کے علاوہ بہت سے دفاعی سیکرٹس، فارمولے اور دستاویزات بھی وہاں موجود ہیں اور حکومت کو یقین ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سب کچھ تباہ کر دے گی''...... برگنڈی نے جواب دیا۔

''تو کیا ملورکا جزیرے پر تباہی نازل نہیں ہو سکتی''...... جاشی

نے کہا۔

''نہیں۔ وہاں حفاظت کے انتہائی اعلیٰ انتظامات ہیں''۔ برگنڈی نے کہا اور پھر ان انتظامات کی تفصیل بتا دی۔

''انتظامات تو واقعی فول پروف ہیں۔ پھر تم کیوں پریشان ہو''۔ جاشی نے کہا۔

''اس لئے کہ چیف نے بلیک سرکل کو وہاں بھیجنے سے انکار کر دیا ہے''...... برگنڈی نے جواب دیا تو جاشی بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیوں۔ وجہ''...... جاشی نے حیران ہو کر کہا۔

''وہاں نیوی کا قبضہ ہے اور نیوی وہاں سے ہٹنا نہیں چاہتی اور چیف بلیک سرکل کو نیوی کے تحت نہیں دینا چاہتے''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو نیوی کے مقابل جیت جائے گی اور پھر وہ لوگ فارمولا بھی لے جائیں گے اور لیبارٹری اور نیوی کی تمام تنصیبات بھی تباہ کر دیں گے''...... جاشی نے کہا۔

''یہی خطرہ نیوی کو ہے کہ بلیک سرکل کے حوالے کرنے سے نیوی کی تنصیبات تباہ ہو جائیں گی۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے اس معاملے پر خصوصی میٹنگ کال کی ہوئی ہے۔ چیف اس وقت وہیں ہیں''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو واقعی بڑی الجھن بن گئی ہے۔ ویسے یہ بات تو طے ہے کہ نیوی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کسی طرح بھی نہیں کر سکے

گی۔ یہ صرف بلیک سرکل ہی ہے جو ان کا خاتمہ کر سکتی ہے''...... جاشی نے کہا اور برگنڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ بیٹھے شراب پی ہی رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ برگنڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ برگنڈی بول رہا ہوں''...... برگنڈی نے کہا۔

''چیف سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو برگنڈی نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ میں برگنڈی بول رہا ہوں''...... برگنڈی نے کہا۔

''میرے آفس آ جاؤ تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے''۔ چیف نے کہا۔

''کیا آپ نے بلیک سرکل کو ملورکا جزیرے پر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''ہاں۔ نیول چیف نے پرائم منسٹر کے حکم پر تسلیم کر لیا ہے کہ جب تک بلیک سرکل وہاں رہے گی نیوی کے صرف انجینئرز وہاں رہیں گے لیکن انہیں کنٹرول بلیک سرکل ہی کرے گی۔ اس کے باوجود وہاں چند ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں تفصیلی گفتگو ضروری ہے اس لئے تم میرے آفس آ جاؤ''...... چیف نے کہا۔

''میرے ساتھ جاشی بھی آ رہی ہے چیف۔ اس کا ذہن ایسے معاملات میں بہت چلتا ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس نے وہاں کام کرنا ہے اس لئے اسے بھی

ساتھ لے آؤ''...... چیف نے کہا۔

''یس باس۔ ہم حاضر ہو رہے ہیں''...... برگنڈی نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''چلو معاملہ حل تو ہوا۔ اب ہم پر بھی دوہری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ ہمیں ہر صورت میں اس جنگ کو جیتنا ہے''...... برگنڈی نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''دوہری ذمہ داری کا کیا مطلب ہوا''...... جاشی نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

''نہ صرف یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہم نے فارمولا بچانا ہے بلکہ اس بار ہم نے ان سے نیوی کی تنصیبات بھی بچانی ہیں اور تیسری بات یہ کہ ہم نے انہیں ہلاک بھی کرنا ہے۔ اگر ہم ناکام رہے تو نہ فارمولا بچ سکے گا، نہ لیبارٹری اور نہ ہی نیوی کی تنصیبات اور نہ ہی بلیک سرکل''...... برگنڈی نے کہا اور جاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بلیک سرکل کے چیف کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ دونوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں چیف کو سلام کیا۔

''آؤ بیٹھو''...... چیف نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ دونوں میز کی سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم ملورکا گئے ہو کبھی''...... چیف نے برگنڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’یس چیف۔ کئی بار جا چکا ہوں لیبارٹری کے مسائل کے سلسلے میں‘‘...... برگنڈی نے جواب دیا۔

’’تمہیں معلوم ہے کہ ملورکا جزیروں کی حفاظت کے کیا انتظامات ہیں‘‘...... چیف نے کہا۔

’’یس چیف۔ دونوں چھوٹے جزیروں میں اونچے ٹاورز ہیں جہاں جدید ترین کیمرے اور دیگر آلات موجود ہیں جنہیں نیچے سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ان ٹاورز کی مدد سے ایک بحری میل کے فاصلے تک موجود کشتی، بوٹ اور جہاز کو بیرونی اور اندرونی طرف سے بخوبی چیک کیا جا سکتا ہے۔ وہاں ایسی سپر گنیں نصب ہیں کہ جن کی مدد سے ایک بحری میل کے اندر ہر طرح کی بوٹ، کشتی اور چھوٹے بحری جہاز کو تباہ کیا جا سکتا ہے‘‘...... برگنڈی نے جواب دیا۔

’’گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم وہاں بہترین انداز میں کام کر سکو گے۔ اب تم وہاں سیکورٹی انچارج ہو گے۔ وہاں موجود نیوی کے تمام افسران کو واپس بلا لیا گیا ہے البتہ چھوٹے چھوٹے انجینئرز اور آپریٹرز وہاں موجود ہیں جو اب تمہارے احکامات کے تابع ہوں گے‘‘...... چیف نے کہا۔

’’آپ فکر مت کریں چیف۔ وہ جگہ لیوکس جزیرے سے بھی زیادہ محفوظ ہے۔ وہاں آنے والے کسی صورت بھی نہیں بچ سکتے۔ وہ ابھی ایک میل دور ہوں گے کہ ان جدید ترین آلات سے ان پر

فائر کر دیا جائے گا‘‘...... برگنڈی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

’’اور اگر وہ کسی آبدوز میں وہاں پہنچ گئے تو‘‘...... اچانک خاموش بیٹھی جاشی نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

’’تم نے اچھا سوال کیا ہے جاشی۔ لیکن وہاں آبدوزوں کو بھی چیک کرنے کے آلات موجود ہیں اور آبدوزوں کو سمندر کے اندر تباہ کرنے والے خصوصی تارپیڈو بھی فائر کئے جا سکتے ہیں‘‘...... چیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اوکے چیف‘‘...... جاشی نے کہا۔

’’اب ہم نے وہاں جانا ہے چیف‘‘...... برگنڈی نے کہا۔

’’تم یہاں نیول ہیڈکوارٹر میں کمانڈر زیلف سے ملو گے۔ تم اسے اپنا نام بتاؤ گے تو وہ تمہیں سپیشل کارڈز بھی دے گا اور ملورکا میں موجود اپنے عملے کو تمہاری آمد کے بارے میں بھی بتا دے گا اور تمہیں وہ خصوصی جھنڈا بھی دے گا جو تم نے وہاں جاتے ہوئے اپنی بوٹ پر لگانا ہے‘‘...... چیف نے کہا۔

’’اوکے چیف‘‘...... برگنڈی نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی جاشی بھی اٹھی اور پھر وہ دونوں سلام کر کے مڑے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

کرانس کے دارالحکومت کارس کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی میں عمران ایک کمرے کرسی پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس بار اس کے ساتھ صدیقی، نعمانی، خاور اور چوہان آئے تھے جبکہ جولیا، صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو یہ کہہ کر ڈراپ کر دیا گیا تھا کہ وہ چونکہ پہلے کئی بار کرانس جا چکے ہیں اس لئے وہ وہاں کسی بھی انداز میں پہچانے جا سکتے ہیں جبکہ فور سٹارز چونکہ بہت کم بیرونی مشنز پر ساتھ جاتے ہیں اس لئے ان کے کرانس میں پہچان لئے جانے کا خطرہ بے حد کم ہے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت تقریباً دو گھنٹے پہلے یہاں پہنچا تھا۔ اس کوٹھی کو اس نے پاکیشیا سے ہی ایک مخصوص پارٹی کے ذریعے بک کرا لیا تھا۔ کوٹھی میں دو کاریں بھی موجود تھیں یہاں موجود ملازم کو عمران نے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ اس ملازم کا نام جانسن تھا اور اس پارٹی نے جس نے اس کوٹھی کا بندوبست ان کے

لئے کرایا تھا ملازم کے قابل اعتماد ہونے کی ضمانت دی تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے بتایا نہیں کہ کرانس میں کہاں ہم نے مشن مکمل کرنا ہے“...... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کرانس میں ایک سپیشل سٹور ہے۔ فارمولا وہاں رکھا گیا ہے۔ ہم نے وہاں سے فارمولا حاصل کرنا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ سٹور ہے کہاں۔ اس بارے میں معلومات ہیں آپ کے پاس“...... صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ باوجود شدید کوشش کے معلوم نہیں سکا۔ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ کسی فوجی چھاؤنی کے اندر بنایا گیا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں تو کئی فوجی چھاؤنیاں ہوں گی“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے معلوم کیا ہے۔ گیارہ فوجی چھاؤنیاں ہیں یہاں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ٹارگٹ کیا ہو گا“...... صدیقی نے کہا۔

”یہی بیٹھا میں سوچ رہا ہوں۔ بہرحال کوشش کرنا تو فرض ہے تو اس لئے کوشش کر رہے ہیں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس۔ پیراماؤنٹ کلب“...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ گروگ سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''سوری سر۔ چیف اس وقت کلب میں موجود نہیں ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں نے اس کے فائدے کی بات کرنی ہے۔ اسے دس بارہ لاکھ ڈالرز کا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور اگر بات نہ ہوئی تو پھر اتنا ہی نقصان بھی اسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ آپ لائن پر ہیں پرنس''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

''وہ ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسپانش کلب کی مالکہ جافری سے ملاقات کے لئے گئے ہیں اور اس وقت بھی وہیں ہیں۔ آپ وہاں فون کر کے بات کر لیں۔ نمبر میں بتا دیتی ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا گیا۔

''تھینکس''...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''اسپانش کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مائیکل بول رہا ہوں۔ یہاں پیراماؤنٹ کلب کے جنرل مینجر گروگ آئے ہوئے ہیں ان سے بات کرائیں''...... عمران نے اس بار اپنا نام بدلتے ہوئے کہا۔ شاید وہ جافری کے سامنے بطور عمران گروگ سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جناب گروگ آپ کی کال آنے سے پہلے جا چکے ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا وہ اپنے کلب واپس گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ چاہیں تو آپ کی بات میڈم جافری سے کرا دوں۔ وہی اس بارے میں بتا سکیں گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ کراؤ بات''...... عمران نے کہا۔

''ہیلو۔ جافری بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مس جافری یا میڈم جافری''...... عمران نے بے اختیار لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ شعوری طور پر یہ فقرہ نہ کہنا چاہتا تھا لیکن فقرہ خودبخود اس کے منہ سے نکل گیا ہو۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم عمران ہو۔ پاکیشیائی عمران۔ اگر واقعی تم وہی ہو تو انتہائی خوش قسمت آدمی ہو''...... جافری نے اس انداز میں بات کی کہ عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تمہاری بات ہے تو درست۔ مس جافری سے بات کرنا واقعی خوش قسمتی ہی ہوسکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اب مزید انکار کرنا عقلمندی نہیں تھی۔ جافری اس فقرے اور اس کے انداز سے ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ عمران بول رہا ہے۔

''یہ بات نہیں ہے۔ میں تمہیں ایک انتہائی اہم اطلاع دینا چاہتی تھی لیکن تمہارا کوئی فون نمبر میرے پاس نہیں تھا اور نہ ہی پاکیشیا میں کسی پارٹی سے میرا کوئی تعلق ہے اس لئے میں سوچ کر خاموش ہوگئی کہ جب تم کرانس آؤ گے تو مجھ سے ضرور ملو گے۔ اب یہ اتفاق ہے کہ تم نے گروگ سے بات کرنا تھی اور وہ ایک بزنس ڈیل کے لئے میرے پاس آیا تھا اور تمہاری کال آنے سے کچھ دیر پہلے وہ چلا گیا اور فون سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ کوئی مائیکل، گروگ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس لئے بات کر لی کہ کہیں اس ڈیل کے سلسلے میں کوئی اہم بات نہ ہو۔ پھر تمہارا لہجہ سن

کر مجھے یاد آ گیا کہ اس لہجے اور انداز میں تو عمران بات کرتا ہے''...... جافری نے تیز اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''وہ اہم اطلاع تو کہیں درمیان میں ہی گم ہوگئی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ اہم اطلاع یہ ہے کہ کارمن فارمولا اب نہ کسی جزیرے پر ہے اور نہ ہی سپیشل سٹور میں''...... جافری نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا اور نہ صرف عمران بلکہ کمرے میں موجود صدیقی اور دوسرے ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔ عمران سمیت ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ فون کے لاؤڈر کا بٹن چونکہ آن تھا اس لئے فور سٹارز بھی عمران اور جافری کی گفتگو سن رہے تھے۔

''کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بات کرو''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں اپنے ڈیڈی ڈاکٹر رچرڈ سے معلوم کر کے بتایا تھا۔ ڈیڈی سائنس دان تو بڑے ہیں لیکن باقی معاملات میں بالکل سیدھے سادے آدمی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے تم سے مجھے معاوضہ دلوانے کی خاطر سب کچھ بتا دیا اور پھر انہوں نے یہی باتیں اوپر اعلیٰ حکام کو بھی بتا دیں اور مجھے بھی فون کر کے بتایا کہ انہوں نے یہ سب کیا ہے۔ میں یہ سن کر بے حد پریشان ہوئی اور میں نے اپنے طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اب یہ فارمولا کہاں ہے

تو میں نے وزارت سائنس میں اپنی ایک دوست کو فون کیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اب فارمولا ملورکا جزیرے پر موجود لیبارٹری میں بھیج دیا گیا ہے اور وہاں پہلے نیوی کا کنٹرول تھا لیکن اب کیونکہ فارمولا وہاں بھجوا دیا گیا ہے اس لئے اب وہاں کسی ایجنسی بلیک سرکل کا ہولڈ ہو گا۔ میں یہ اطلاع تم تک اس لئے پہنچانا چاہتی تھی کہ میں نے تم سے معاوضہ لیا ہے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ تم یہ سوچو کہ میں نے تمہیں غلط اور جھوٹی اطلاع دی ہے''...... جافری نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ بات کنفرم کیسے ہو گی کہ تمہاری فرینڈ نے تمہیں درست بتایا ہے یا نہیں''......عمران نے کہا۔

''میں نے اپنے طور پر اسے کنفرم کرا لیا ہے''...... جافری نے کہا۔

''مجھے بھی تو معلوم ہو''......عمران نے کہا۔

''ملورکا جزیرے پر موجود لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ہیرالڈ ہیں۔ وہ ڈیڈی کے بہت اچھے دوست ہیں اور مجھ سے بھی بطور بیٹی بے حد پیار کرتے ہیں۔ اکثر میرے کلب بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں نے ڈیڈی سے کہا کہ وہ میرا فون ان کے فون سے کنکٹ کر دیں تاکہ میں براہِ راست لیبارٹری بات کر سکوں کیونکہ لیبارٹری کا نمبر سیکرٹ ہے۔ ڈیڈی نے میری بات کرا دی اور انکل ہیرالڈ نے بھی تصدیق کر دی کہ فارمولا ان تک پہنچ گیا ہے اور

انہوں نے مزید کچھ مشینری طلب کی ہے۔ اب ڈیڑھ دو ماہ میں مشینری آ جائے گی تو پھر اس فارمولے پر تیزی سے کام ہو سکے گا''...... جافری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن میں کیسے کنفرم ہوں گا''......عمران نے کہا۔

''انکل ہیرالڈ سے ہونے والی گفتگو میں نے ریکارڈ کر لی ہے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم نے شک کرنا ہے۔ وہ گفتگو سن کر بھی اگر تم کنفرم نہ ہو تو میری بلا سے۔ میرا ضمیر مطمئن ہو گا''...... جافری نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ سنواؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پہلے جافری کی آواز سنائی دی پھر کسی بوڑھے آدمی کی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ بوڑھا آدمی ڈاکٹر ہیرالڈ ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد جب گفتگو ختم ہو گئی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ کنفرم ہو چکا تھا۔

''سن لی تم نے بات چیت''...... جافری کی آواز سنائی دی۔

''ہاں اور اب میں کنفرم ہو گیا ہوں۔ تھینکس۔ گڈ بائی''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کیا بات ہوئی عمران صاحب''......صدیقی نے کہا۔

''وہی ہوا جو تمہارے سامنے ہوا ہے۔ اب ہمیں ملورکا جزیرے پر جانا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے لئے ٹریپ نہ ہو عمران صاحب"...... چوہان نے کہا۔

"اگر اتفاقاً جافری سے بات نہ ہوتی تو میں یہی سمجھتا کہ ہمیں ٹریپ کیا جا رہا ہے لیکن ڈاکٹر ہیرالڈ نے جس انداز میں بات کی ہے اس سے میں کنفرم ہو گیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ملورکا جزیرے تین ہیں ایک بڑا ہے اور دو چھوٹے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے۔ اب اس بارے میں تفصیل معلوم کرنا پڑے گی۔ تم ایسا کرو۔ کار لے جاؤ اور کسی بک سٹال سے ان جزیروں کے بارے میں تفصیلی نقشہ لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ جزیرے نیوی کے قبضے میں ہیں اس لئے ان نقشوں میں تو کچھ دکھایا ہی نہیں گیا ہو گا کیونکہ پبلک تو وہاں جاتی ہی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم نیوی ہیڈ کوارٹر سے ان جزیروں کے بارے میں معلومات حاصل کریں"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم نے واقعی درست بات کی ہے۔ میرا خیال ہے اس گروگ سے بات کرنا پڑے گی۔ اس کے کرانس کے فوجی حلقوں میں بہت اندر تک تعلقات ہیں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پیراماؤنٹ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ گروگ سے بات کرائیں"۔

عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"چیف گروگ سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ بات کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"گروگ بول رہا ہوں۔ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے۔ آپ کو رونالڈ نے فون کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں جناب۔ رونالڈ نے واقعی فون کیا تھا لیکن میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ جناب رونالڈ نے کہا تھا کہ آپ کرانس پہنچ کر فون کریں گے"...... گروگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کرانس پہنچ چکا ہوں۔ آپ نے ایک کام کرنا ہے۔ ملورکا جزیرے کے بارے میں نیول ہیڈ کوارٹر کے پاس جو نقشے اور حفاظتی انتظامات کی تفصیل ہو اس کی نقول چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"مل جائیں گی لیکن ایک لاکھ ڈالرز معاوضہ لوں گا"...... گروگ نے کہا۔

''معاوضہ مل جائے گا۔ رونالڈ نے آپ کو یقیناً گارنٹی دی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ یہ کام ایک گھنٹے کے اندر ہو جائے گا''...... گروگ نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''میرا آدمی جس کا نام مائیکل ہے ڈیڑھ گھنٹے بعد کلب کاؤنٹر پر پہنچے گا۔ آپ نے اسے یہ تمام مواد دے دینا ہے۔ گارینٹڈ چیک وہی آپ کو دے دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر جیب سے ایک چیک بک نکال کر اس نے چیک پُر کیا اور اسے چیک بک سے علیحدہ کر کے اس نے صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

''ڈیڑھ گھنٹے بعد پیراماؤنٹ کلب چلے جانا۔ تم مائیکل ہو۔ گروگ سے مل کر اس سے معلومات لے آنا لیکن واپسی پر نگرانی کا خصوصی خیال رکھنا''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گیا ہوں عمران صاحب۔ آپ بے فکر رہیں''۔ صدیقی نے چیک لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ رونالڈ جس کے ذریعے آپ نے گروگ کو سرنڈر کرایا ہے پاکیشیا میں رہتا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ دراصل گروگ بین الاقوامی سطح پر اسلحے کی سمگلنگ کے ایک بڑے ریکٹ کا حصہ ہے جبکہ رونالڈ اس ریکٹ کا ایک بڑا نام ہے۔ میرے ایک دوست کی معرفت اس سے رابطہ ہوا اور اس نے

گروگ کی ٹپ دی۔ میں نے اسے پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ نام دیا تھا تاکہ ہم کرانس میں ضرورت کے تحت میک اپ اور نام بدلتے رہیں لیکن کوڈ نام ایک ہی رہ جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس لئے گروگ، رونالڈ کا نام سن کر خوفزدہ ہو گیا تھا''۔ چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ ظاہر ہے ایسے ریکٹس میں بہت کچھ کیا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد صدیقی واپس آیا اور اس نے ایک لفافہ جیب سے نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''نگرانی تو نہیں ہوئی''...... عمران نے لفافہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے خاص طور پر چیک کیا ہے''...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے لفافے میں موجود کاغذات نکالے اور انہیں کھول کر سامنے موجود چھوٹی سی میز پر رکھ دیا اور عمران سمیت سب اس پر جھک گئے۔

''عمران صاحب۔ حفاظتی انتظامات تو فول پروف ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ ہمیں ٹریپ کرنا چاہتے ہیں اور ہم انہیں۔ پھر کھیل تو عروج پر ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہاں انتظامات کشتی، بوٹ، جہاز اور آبدوز کے سلسلے میں ہیں۔ اگر ہم ویسے ہی سمندر میں غوطہ خوری کرتے ہوئے جزیرے تک پہنچ جائیں تو پھر“...... خاور نے کہا۔

”ایک بحری میل بہت طویل فاصلہ ہوتا ہے اور پھر جس کشتی یا بوٹ کو ہم چھوڑ کر پانی میں اتریں گے تو وہ بھی چیک ہو جائے گی اور اس کے بعد ظاہر ہے وہ مزید ہوشیار ہو جائیں گے اور ہم پانی میں ان کا آسان شکار بن جائیں گے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ فرض کیا ہم کسی بھی طرح وہاں پہنچ گئے۔ پھر وہاں کون لوگ موجود ہوں گے۔ کتنے لوگ ہوں گے۔ اس بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے“...... چوہان نے کہا۔

”وہاں نیوی کی بجائے بلیک سرکل کو چارج دیا گیا ہے اور بلیک سرکل کا وہی گروپ پیش پیش ہو گا جس نے پاکیشیا سے یہ فارمولا اڑایا ہے۔ یہ گروپ دو آدمیوں پر مشتمل ہے۔ ایک کا نام برگنڈی بتایا گیا ہے اور دوسرے کا نام ڈوشے ہے۔ یہ سپر ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں گے۔ اب اصل مسئلہ وہاں ہمارا زندہ پہنچنا ہے۔ اس کے بعد لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں سے فارمولا حاصل کرنا ہے“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس کے لئے ہمیں نیوی آفیسرز کے روپ میں جانا پڑے گا اور کوئی صورت نہیں ہے“...... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن نیوی والوں نے دو ماہ تک اس ایریئے کو نیوی کے لئے نو ایریا قرار دے دیا ہے اس لئے اب دو ماہ تک وہاں نیوی کی کوئی بوٹ کوئی جہاز نہیں جا سکے گا۔ اگر کوئی جائے گا تو اسے تباہ کر دیا جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”کیا یہ ان کاغذات میں درج ہے“...... خاور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ حفاظتی انتظامات میں سے ایک ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب آخری حل یہی ہے کہ ہم کہیں سے سلیمانی ٹوپیاں حاصل کریں“...... چوہان نے کہا تو سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”ہر آدمی کے ذہن میں سلیمانی ٹوپی موجود ہوتی ہے۔ صرف اسے باہر لانا پڑتا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ ہی اس ٹوپی کو اپنے دماغ سے باہر نکالیں“۔ صدیقی نے کہا۔

”میرا دماغ تو سلیمانی ٹوپیوں سے بھری ہوئی دکان ہے۔ بولو کس ٹائپ کی ٹوپی چاہئے تمہیں“...... عمران نے کہا تو ایک بار سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”وہ ٹوپی جو ہمیں ملورکا جزیرے تک زندہ سلامت پہنچا دے“۔ صدیقی نے کہا۔

”بڑی کامیاب سلیمانی ٹوپی ہے۔ ٹاورز پر موجود آلات کشتی، بوٹ، بحری جہاز اور آبدوز کو ایک میل تک چیک کر سکتے ہیں۔ ایسے آلات میں فرانز ریز استعمال کی جاتی ہیں۔ فرانز ریز میں ایک خوبی ہے کہ یہ فاصلے بڑھتے ہی پھیل جاتی ہے۔ مطلب ہے کہ ٹاورز سے نکلتے ہوئے یہ اکٹھی ہوتی ہیں لیکن جیسے جیسے یہ آگے بڑھتی ہیں یہ پھیلتی جاتی ہیں اور آخری حد تک جو کہ ایک بحری میل ہے، بہت زیادہ پھیل جاتی ہیں اور اس پھیلاؤ کی وجہ سے ایک بحری میل کے اندر ہر کشتی، بوٹ اور جہاز کو چیک کر لیتی ہے لیکن اگر اس پھیلاؤ کو دوبارہ کلوز کر دیا جائے تو یہ ریز کچھ نہ دکھا سکیں گی“...... عمران نے کہا۔

”ہم سمجھے نہیں عمران صاحب۔ ذرا اپنی بات کو سلیس بنا کر سمجھائیں“...... صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”مجھے تو لگتا ہے کہ میں تعلیم بالغاں کے کسی سکول میں لیکچر دے رہا ہوں اور کہا جاتا ہے کہ بوڑھا طوطے پڑھا نہیں کرتے“۔ عمران نے جواب دیا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ کر لیکچر دیا ہے کہ ہم سب نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے“...... خاور نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

”اچھا تو اسے چھوٹے بچوں کو سمجھانے کے لئے سلیس کر دیتا ہوں۔ آلات سے ریز نکلتی ہیں اور ایک بحری میل تک پھیل جاتی

ہیں۔ فرض کیا کہ وہ ٹاورز سے نکلنے کے بعد پھیلنے کی بجائے ویسے ہی گولے کی حالت میں رہ جائیں تو لازمی بات ہے کہ سکرین پر کچھ نظر نہیں آئے گا کیونکہ ریز نہ پھیل سکیں گی نہ چیک کر سکیں گی اس لئے اگر ہم اپنی موٹر بوٹ میں اینٹی فرانز ریز سکنگ آلہ لگا دیں تو ٹاورز سے نکلنے والی فرانز ریز اسی طرح بند حالت میں موٹر بوٹ تک پہنچیں گی۔ نہ پھیل سکیں گی اور نہ چیکنگ ہو سکے گی“۔ عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ آلہ کہاں سے دستیاب ہو گا۔ کیا کرانس سے مل جائے گا“۔ صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ آلہ صرف ایکریمین نیوی کے لئے بنایا گیا ہے لیکن میں اس گروگ کے ذریعے منگوا لوں گا“...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”پھر تو مشن خاصا آسان ہو جائے گا“...... خاور نے کہا۔

”اس خوش فہمی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں بلیک سرکل کے سپر ایجنٹس موجود ہیں اور وہاں ایک سے ایک بڑھ کر حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”تنویر ایکشن کے سامنے کوئی حفاظتی اقدام نہیں ٹھہر سکتا“۔ چوہان نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہاں کے حفاظتی انتظامات تو واقعی ناقابل تسخیر ہیں۔ یہ فارمولا لیوکس جزیرے پر بھیجنے کی بجائے پہلے ہی یہاں بھیجنا چاہئے تھا''...... جاشی نے کہا۔ وہ برگنڈی اور ڈوشے کے ساتھ جزیرے کا راؤنڈ لگا کر اب سیکورٹی بلڈنگ کے آپریشنل روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''ہاں۔ حفاظتی انتظامات تو اچھے ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ تمام انتظامات یہ سمجھ کر کئے گئے ہیں کہ دشمن ایجنٹ غیر مسلح ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ ان کے پاس پسٹل ہوں گے اور پسٹلز کے ذریعے ان اقدامات کا دفاع نہیں کیا جا سکتا جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سربراہ عمران خود ایک سائنس دان ہے اور جدید سائنس کے ساتھ منسلک بھی رہتا ہے اس لئے وہ تمام سائنسی حفاظتی اقدامات کے خلاف سائنسی حربے استعمال کرتا ہے جس کی وجہ سے

سائنسی حفاظتی اقدامات زیرو ہو جاتے ہیں''...... برگنڈی نے کہا۔

''باس۔ جب وہ یہاں پہنچ ہی نہ سکیں گے تو پھر کیسے یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ سمندر میں ان کی تباہی یقینی امر ہے اور خودبخود یہ سب ہو جائے گا''...... ڈوشے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی خصوصی طور پر اسے چیک کیا ہے۔ ملورکا جزیرے کے چاروں طرف ایک بحری میل کے اندر جیسے ہی کوئی بوٹ، آبدوز یا بحری جہاز داخل ہو گا، خودبخود تباہ کر دیئے جائیں گے۔ ایسی صورت میں وہ یہاں پہنچ ہی نہ سکیں گے''۔ جاشی نے کہا تو برگنڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ اس طرح ہنس رہے ہیں جیسے ہم مضحکہ خیز باتیں کر رہے ہیں''...... ڈوشے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جب یہ لوگ یہاں پہنچیں گے پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں۔ بہرحال اب ہم نے کنٹرول سنبھالنا ہے اور چوبیس گھنٹے چیکنگ کرنی ہے''۔ برگنڈی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہماری ٹیم تیار موجود ہے۔ ہم کام کرنے کے لئے تیار ہیں''...... ڈوشے نے کہا تو برگنڈی نے پاس پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''برگنڈی بول رہا ہوں۔ کارلس کو میرے آفس میں بھیج دو''۔

برگنڈی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو برگنڈی نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کارلس کون ہے''...... جاشی نے پوچھا۔

''یہ نیوی کا آدمی ہے اور یہاں کا جنرل کنٹرولر ہے۔ تمام حفاظتی اقدامات اسی نے نصب کرائے ہیں۔ اب ہم نے اس سے کنٹرول لینا ہے اور اسے واپس بھیجنا ہے۔ اس کے بعد تمام تر ذمہ داری ہماری ہو گی''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہم نے کرانس کو دشمنوں کے لئے خالی چھوڑ دیا ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ انہیں ملورکا جزیرے کے بارے میں علم ہو جائے گا''...... جاشی نے کہا۔

''ہاں۔ عمران تک یہ بات پہنچ چکی ہے۔ پہلے تو ایسا نہیں تھا لیکن اب یہ رپورٹ ملی ہے کہ عمران تک براہِ راست یہ معاملہ پہنچا دیا گیا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ عمران کرانس پہنچ بھی چکا ہے''...... برگنڈی نے کہا تو ڈوشے اور جاشی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیسے معلوم ہوا باس''...... جاشی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''اسپانش کلب کی جافری سے عمران کی براہ راست فون پر بات ہوئی ہے اور یہ کال کرانس سے ہی کی جا رہی تھی اور جافری نے

ہی یہ بتایا ہے کہ اس نے عمران کو ملورکا جزیرے کے بارے میں بتا دیا ہے''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے برگنڈی کو سلام کیا۔

''آؤ کارلس۔ بیٹھو''...... برگنڈی نے کہا تو آنے والا جو کارلس تھا ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مسٹر کارلس۔ آپ اس جزیرے کا مکمل کنٹرول میرے اسسٹنٹ ڈوشے کے حوالے کر دیں''...... برگنڈی نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ آیئے مسٹر ڈوشے''...... کارلس نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈوشے بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''اچھی طرح سب معاملے کو سمجھ لینا ڈوشے''...... برگنڈی نے ڈوشے سے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ میں ان معاملات کو زیادہ اچھے انداز میں سمجھتا ہوں''...... ڈوشے نے جواب دیا اور پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''ہمیں لیبارٹری سے بھی رابطہ رکھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ عمران اور پاکیشیائی ایجنٹس کسی اور طرف سے لیبارٹری میں داخل ہو جائیں''...... جاشی نے کہا۔

''تم نے لیبارٹری کا راؤنڈ لگایا ہے۔ سیکورٹی زون سے گزرے بغیر لیبارٹری میں داخل نہیں ہوا جا سکتا البتہ ڈاکٹر ہیرالڈ سے ہمارا

فون پر رابطہ ہے۔ ڈاکٹر ہیرالڈ کو بتا دیا گیا ہے کہ کسی بھی معاملے میں وہ فوری ہمیں اطلاع دیں گے“...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے بے حد غور کیا ہے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی یہاں تک زندہ پہنچنے کی کوئی صورت مجھے سمجھ نہیں آئی۔ تم نے سوچا ہے کہ اگر تم عمران کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے“...... جاشی نے کہا تو برگنڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

”جو صورت تمہارے لئے ناممکن ہو گی وہی اس کے لئے ممکن ہو گی لیکن بہرحال عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد مافوق الفطرت قوتوں کا مالک نہیں ہیں انسان ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس بار اگر وہ یہاں آئے تو ہلاک ہو جائیں گے یا کر دیئے جائیں گے“...... برگنڈی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، پاس پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو برگنڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... برگنڈی نے کہا۔

”ہنری بول رہا ہوں باس کارس سے“...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو برگنڈی نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ گفتگو کمرے میں بیٹھی جاشی بھی سن سکے۔

”یس۔ کوئی خاص بات“...... برگنڈی نے کہا۔

”باس۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا

ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”گڈ شو۔ کیسے اور کہاں ہیں وہ۔ کتنے افراد ہیں۔ ان کی تفصیل کیا ہے“...... برگنڈی نے بے چین سے لہجے میں کہا جبکہ جاشی بھی ہنری کی بات سن کر چونک پڑی تھی۔

”مجھے ایک آدمی پر شک پڑا کہ وہ یہاں اجنبی ہے لیکن وہ کار چلا رہا تھا اور کار میں اکیلا تھا۔ وہ ہر چوک پر رک کر نقشہ چیک کرتا اور پھر آگے بڑھتا تھا۔ میں نے اسے چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ پیراماؤنٹ کلب پہنچ گیا۔ میں نے اس کے کاندھے پر ڈی فون کا بٹن لگا دیا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ بٹن اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ اسے مارک ہی نہیں کیا جا سکتا جبکہ اس آدمی کی کسی بھی دوسرے آدمی سے ہونے والی بات چیت آسانی سے سنی جا سکتی ہے۔ اس آدمی کا نام مائیکل تھا۔ بظاہر وہ یورپی تھا۔ پھر پیراماؤنٹ کلب کے جنرل مینجر گروگ سے اس کی ملاقات تھی۔ اس نے ایک لاکھ ڈالرز کا چیک گروگ کو دیا اور اس سے نیول ہیڈکوارٹر سے لائے گئے کاغذات حاصل کئے جن کی تفصیل کا علم نہیں ہو سکا پھر یہ آدمی ریڈ گرین کالونی کی ایک کوٹھی میں چلا گیا اور اس کے بعد ڈی فون کا بٹن شاید ضائع کر دیا گیا یا پھر اس آدمی نے وہ کوٹ اتار دیا جس میں ڈی فون موجود تھا لیکن میرے پاس فارگ ریز موجود تھیں۔ میں نے انہیں اس کوٹھی میں فائر کر دیا اور اس کے رسیور سے معلوم ہوا کہ کوٹھی میں اس آدمی کے علاوہ چار مزید افراد موجود

ہیں جن میں سے ایک آدمی اپنے قدوقامت سے عمران لگتا ہے اور وہ ان سب کا سربراہ بھی لگتا ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں‘‘۔ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم نے صرف دور سے نگرانی کرنی ہے۔ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی‘‘...... برگنڈی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’جیسے باس آپ کی مرضی۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیں اور پھر اندر جا کر انہیں ہلاک کر دیں‘‘...... ہنری نے کہا۔

’’احمق مت بنو۔ ہم یہاں جزیرے پر پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کو تم پر شک پڑ گیا تو وہ تمہارے ذریعے ہمارے پورے ہیڈکوارٹر کو تباہ کر دیں گے اور ہم بروقت وہاں پہنچ بھی نہ سکیں گے‘‘۔ برگنڈی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’جب یہ لوگ سمندر کا رخ کریں تو تم نے مجھے تفصیل بتانی ہے کہ یہ کس بوٹ پر کہاں جا رہے ہیں۔ کتنے افراد ہیں۔ ان کے حلیئے اور قدوقامت کی کیا تفصیل ہے تاکہ ہم ان کا یقینی طور پر خاتمہ کر سکیں‘‘...... برگنڈی نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’انتہائی محتاط رہنا‘‘...... برگنڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک بڑی موٹر بوٹ میں سوار سمندر میں اس طرف کو بڑھتے چلے جا رہے تھے جدھر ملور کا جزائر تھے۔ بوٹ کا انجن عمران کے کنٹرول میں تھا اور وہ سب عمران کے ساتھ ہی بوٹ کے عرشے پر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ نیچے کیبن میں دو بڑے تھیلے موجود تھے جن میں انتہائی جدید اسلحہ موجود تھا۔ بوٹ پر زرد رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ یہ جھنڈا یہاں سیاح استعمال کرتے تھے۔

’’عمران صاحب۔ کیا اس چھوٹے سے آلے کے یہاں نصب کرنے کی وجہ سے واقعی ہمیں چیک نہ کیا جا سکے گا‘‘...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

’’انسانی آنکھ سے تو نظر آئیں گے البتہ مشینی آنکھ ہمیں نہ دیکھ سکے گی‘‘......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں رات کو وہاں جانا چاہئے تھے''...... خاور نے کہا۔

''رات کو وہاں ہر طرف سرچ لائٹس جلائی جاتی ہیں اور سرچ لائٹس کی وجہ سے وہاں حرکت کرنے والی چیونٹی بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتی۔ دوسری بات یہ کہ رات کو جزیرے کے چاروں طرف وہ لوگ گشت کرتے رہتے ہیں اس لئے دن کی روشنی میں جانا زیادہ بہتر ہے۔ وہ اس زعم میں رہتے ہیں کہ ریز کی وجہ سے وہ ایک بحری میل دور سے ہی سب کچھ چیک کر سکتے ہیں''۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے آلہ تو ایکریمیا سے منگوا لیا لیکن اسے بوٹ پر نصب نہیں کیا۔ اس لئے ہم کسی بھی لمحے چیک ہو سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ابھی ہم بین الاقوامی سمندر کی حدود میں داخل نہیں ہوئے اس لئے کرانس نیوی کی نیول فورس ہمیں کسی بھی لمحے چیک کر سکتی ہے اور اگر ان میں سے کوئی اس آلے کے بارے میں جانتا ہو گا تو ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا ہے اور یہ آلہ جزائر سے ایک بحری میل دور سے کام دے سکتا ہے۔ اس سے پہلے نہیں''...... عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران بوٹ چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں فاصلہ بتانے والے میٹر پر جمی ہوئی تھیں۔

''عمران صاحب۔ ہمارے پاس انتہائی جدید اسلحہ موجود ہے۔ اگر چیکنگ ہوئی تو یہ بھی مسئلہ بن سکتا ہے''...... کچھ دیر خاموشی کے بعد چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ ہو تو سکتا ہے اگر اسلحہ چیک ہو جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ اسلحہ نیچے کیبن میں موجود ہے اور سامنے موجود ہے''...... چوہان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی بھی حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

''یورپی ملکوں کی نیول فورس خاصی جدید ہو گئی ہے۔ اب وہ پہلے کی طرح پوری بوٹ کی تلاشی نہیں لیتے۔ ان کے پاس اسلحہ اور منشیات چیک کرنے والے جدید آلات ہوتے ہیں۔ جیسے ہی وہ بوٹ میں داخل ہوں گے انہیں اسلحہ یا منشیات کی موجودگی کا کاشن ملنا شروع ہو جائے گا اور پھر وہ تفصیلی تلاشی لیں گے ورنہ نہیں اور اسلحہ جن سیاہ رنگ کے تھیلوں میں رکھا گیا ہے یہ فوائل کپڑے سے بنائے گئے ہیں ان کی موجودگی میں اسلحہ کا کاشن نہیں ملتا۔ اس لئے بے فکر رہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی عقل شاید خصوصی طور پر بنائی گئی ہے کہ آپ ہر معاملے کو پہلے سے سوچ کر اس کا تدارک کر لیتے ہیں''...... چوہان نے کہا تو سب نے ہی ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے چوہان کی بات کی مکمل تائید کر رہے ہوں۔

"پہلے تنویر سے پوچھ لو کہ میرے پاس عقل نام کی کوئی چیز ہے بھی سہی یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ نیوی کی بوٹ ہماری طرف آ رہی ہے"...... اچانک خاور نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ تم جا کر اسلحے کے دونوں بیگز کو الماری کے اندر رکھ دو"...... عمران نے کہا تو خاور اٹھ کر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سیڑھیاں نیچے کیبن کو جا رہی تھیں۔ آنے والی بوٹ اب کافی قریب آ چکی تھی۔ پھر سائرن بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے بوٹ کا انجن بند کر دیا اور بوٹ کی رفتار ایک جھٹکے سے کم ہو گئی۔ اسی لمحے خاور سیڑھیاں چڑھ کر واپس اوپر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد نیوی کی بوٹ قریب آ کر عمران کی بوٹ کے ساتھ لگ گئی۔ اس پر نیوی کا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔ دو باوردی آفیسر عمران کی بوٹ پر چڑھ آئے۔ عمران اور اس کے ساتھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ سیاح ہیں"...... ایک آفیسر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ بوٹ پر موجود جھنڈا آپ دیکھ رہے ہیں۔ کاغذات بھی چیک کرنا چاہیں تو چیک کر سکتے ہیں۔ مزید بوٹ کی تلاشی لینا چاہیں تو وہ بھی اطمینان سے لے لیں"...... عمران نے بڑے

اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں"...... آفیسر نے جیب سے ایک چوکور آلہ نکال کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آلہ اسلحہ اور منشیات دونوں کو چیک کرنے کا کاشن دیتا ہے۔ چند لمحے دیکھنے کے بعد آفیسر نے آلہ واپس جیب میں رکھ لیا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں"...... آفیسر نے دوبارہ عمران سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"کرانس کے سمندر کو انجوائے کرنے نکلے ہیں۔ گھوم پھر کر واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن رات ہونے سے پہلے آپ کو واپس جانا ہو گا۔ یہ قانون ہے"...... آفیسر نے کہا۔

"ہم کرانس کے قانون کی مکمل پابندی کریں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... آفیسر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا آفیسر بھی مڑا اور پھر وہ دونوں نیوی بوٹ پر چڑھ کر اور بوٹ موڑ کر واپس جانے لگے۔ عمران نے دوبارہ انجن سٹارٹ کیا اور بوٹ ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے ایک گھنٹے بعد جیب سے اینٹی ریز آلہ نکالا اور اسے آن کر کے ایک کلپ کے ساتھ منسلک کر دیا۔ پھر تقریباً مزید ایک گھنٹے بعد انہیں

دور سے جزائر نظر آنے لگ گئے اور وہ سب ہی بے حد چوکنا اور محتاط ہو گئے۔

’’بے فکر رہو۔ مشینی آنکھ تو ہمیں چیک نہیں کر سکتی البتہ اگر کوئی آدمی دیکھ رہا ہو گا تو وہ دیکھ لے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ اسلحہ تھیلوں سے نکال کر جیبوں میں رکھ لیں‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’ابھی نہیں۔ جزیرے پر پہنچ کر۔ ہو سکتا ہے کہ اسلحہ چیک کرنے والی ریز بھی جزیرے کے چاروں طرف موجود ہوں‘‘۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر جزائر نزدیک آتے چلے گئے۔ عمران کی بوٹ کا رخ درمیانی بڑے جزیرے کی طرف تھا اور وہ جزیرے کے فرنٹ کی طرف جانے کی بجائے گھوم کر عقبی طرف کو جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ عمران نے بوٹ روکی اور اسے ایک چٹان کے ساتھ ہک کر دیا۔

’’اب اسلحے کے تھیلے لے آؤ۔ ہم نے اوپر جا کر اسلحہ تھیلوں سے نکالنا ہے‘‘...... عمران نے کہا تو خاور چوہان دونوں کیبن کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو انہوں نے سیاہ رنگ کے تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔

’’آؤ‘‘...... عمران نے کہا اور پھر وہ پانی سے اوپر موجود چٹان پر چڑھ گئے اور جزیرے پر پہنچ گئے۔ یہاں ہر طرف اونچی جھاڑیاں

موجود تھیں۔ وہ جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ انہیں کسی ٹاور سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ جھاڑیوں میں چھپ کر وہ جزیرے کا جائزہ لیتے رہے۔ جزیرے پر ایک ہی عمارت تھی جو عقبی طرف سے وہاں سے خاصی قریب تھی اور اس عمارت کا عقبی حصہ نظر آ رہا تھا لیکن اس میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ ہی کوئی روشندان۔ یوں لگتا تھا جیسے اس عمارت میں ہوا یا روشنی کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو۔ اس لئے کھڑکیوں اور روشندان کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی ہو گی۔ اس جزیرے پر کوئی ٹاور یا مچان موجود نہیں تھی البتہ چھوٹے جزیرے جو تھوڑی دور تھے ان پر موجود اونچے ٹاورز نظر آ رہے تھے۔

’’اس لیبارٹری کا راستہ عقبی طرف سے تو ہو نہیں سکتا عمران صاحب۔ اس لئے ہمیں فرنٹ کی طرف جانا ہو گا‘‘۔ صدیقی نے کہا

’’لیکن فرنٹ کی طرف جاتے ہی ہم چیک کئے جا سکتے ہیں‘‘...... خاور نے کہا۔

’’کیسے چیک کریں گے۔ ہماری بوٹ تو انہیں نظر نہیں آ سکی اس لئے یہ تو وہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ہم اجنبی ہو سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ وہ ہمیں سیکورٹی سیکشن کے افراد سمجھیں گے‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’ہمیں بہرحال فرنٹ کی طرف جانا تو ہو گا کیونکہ ہمارا مشن تو لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

”تو پھر چلیں“...... صدیقی نے کہا۔

”لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں زیر زمین لیبارٹری کے راستے کا تو علم نہیں ہے پھر یہ راستہ کیسے ٹریس کریں گے“...... خاور نے کہا۔

”اس بلڈنگ میں جانا ہو گا۔ اس کے بعد ہی گاڑی آگے بڑھ سکتی ہے“...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ جھاڑیوں میں چھپ کر آگے بڑھنے لگے۔ بلڈنگ کے اختتام پر وہ رک گئے کیونکہ آگے جھاڑیاں نہیں تھیں۔

”اب تنویر ایکشن کرنا ہو گا۔ اسلحہ بانٹ لو“...... عمران نے کہا تو دونوں تھیلے نیچے رکھ کر ان میں سے اسلحہ نکال کر سب کو دے دیا گیا۔ اب ان کے پاس مشین گنوں کے علاوہ میزائل گنیں اور طاقتور بم موجود تھے۔ میزائل گنیں انہوں نے کاندھوں سے لٹکائی ہوئی تھیں جبکہ بم جیبوں میں اور مشین گنیں ہاتھوں میں تھیں اور وہ عمران کی سرکردگی میں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ زگ زیگ کے انداز میں دوڑتے ہوئے عمارت کی سائیڈ سے فرنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے اور پھر جیسے ہی وہ بلڈنگ کی سائیڈ سے نکل کر فرنٹ پر پہنچے اچانک عمران سمیت سب اس طرح لڑکھڑاتے ہوئے نیچے گرے جیسے ان کے جسموں سے اچانک توانائی مکمل طور پر سلب کر لی گئی ہو۔ نیچے گرتے ہی ان کے ذہنوں پر بھی تاریک چادریں پھیلتی چلی گئیں اور عمران کے ذہن میں آخری خیال یہی ابھرا کہ وہ بالآخر ہٹ کر دیئے گئے ہیں۔

بڑے جزیرے میں سیکورٹی بلڈنگ کے اندر بنے ہوئے سیکورٹی آفس میں برگنڈی ایک آفس ٹیبل کے پیچھے موجود اونچی نشست کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ میز کی سائیڈ پر موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ڈوشے اور دوسری پر جاشی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو برگنڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ برگنڈی بول رہا ہوں“...... برگنڈی نے کہا۔

”ہنری بول رہا ہوں باس کارس سے“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی تو برگنڈی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ہنری نے اسے پہلے بتایا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ ایک مشکوک کار سوار کے پیچھے گیا تھا اور پھر

ان کی رہائشی کوٹھی تک پہنچ گیا تھا۔ جہاں پہلے سے چار افراد موجود تھے اور ہنری کے مطابق یہی عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ وہ ان پر گیس فائر کر کے انہیں فوری طور ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن برگنڈی نے اسے صرف مشینی نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ یہ لوگ جب بندرگاہ سے کسی بوٹ روانہ ہوں گے تو وہ ان کے بارے میں پوری تفصیل بتائے گا اور اب اس کی کال آئی تھی۔ اس لئے وہ چونک پڑا تھا البتہ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا کیونکہ اس بات کا علم ڈوشے اور جاشی کو بھی تھا۔

''باس۔ مشکوک پانچ افراد آج بندرگاہ پر گئے ہیں اور وہاں سے انہوں نے ایک موٹر بوٹ حاصل کی اور اس بوٹ میں سوار ہو کر وہ کھلے سمندر میں چلے گئے ہیں''...... ہنری نے کہا۔

''کیا تفصیل ہے اس موٹر بوٹ کی''...... برگنڈی نے پوچھا تو ہنری نے جواب میں بوٹ کا نام اور نمبر کی تفصیل بتا دی۔

''اس پر جھنڈا کون سا لگایا گیا ہے''...... برگنڈی نے پوچھا۔

''زرد رنگ کا۔ سیاحوں والا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے نگرانی کرنے کے بعد ان کی کوئی خاص بات نوٹ کی ہے''...... برگنڈی نے کہا۔

''ان کے پاس شاید کوئی آلہ ہے کہ باوجود کوشش کے میں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو نہ سن سکا ہوں اور نہ ہی ٹیپ کر سکا

ہوں البتہ یہ زیادہ تر کوٹھی کے اندر ہی رہے ہیں حالانکہ سیاح کوٹھیوں میں بند ہونے کے لئے نہیں آتے''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی ان سے ملنے آیا یا یہ کسی سے ملنے گئے ہوں''۔ برگنڈی نے پوچھا۔

''ان میں سے ایک آدمی گروگ کے پاس گیا تھا اور پھر گروگ کا ایک آدمی ان کے پاس کوٹھی پر آیا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کے دو تھیلے انہیں دیئے۔ میرا خیال ہے کہ ان تھیلوں میں جدید اسلحہ تھا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم نے وہیں بندرگاہ پر ہی رہنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے یہ سیاح ہی ہوں اور کچھ دیر تک سمندر کی سیر کر کے واپس چلے جائیں۔ ایسی صورت میں تم نے مجھے اطلاع دینی ہے ورنہ ہم یہاں ان کا انتظار کرتے رہ جائیں گے''...... برگنڈی نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف ہنری نے کہا اور برگنڈی نے رسیور رکھ دیا اور ساتھ ہی پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''برگنڈی بول رہا ہوں۔ کون بول رہا ہے''...... برگنڈی نے

کہا۔

''سر۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ شارٹ آئی لینڈ ون سے''۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''مسٹر ڈیوڈ۔ شارٹ آئی لینڈ ون کے ٹاورز اور چیکنگ انچارج آپ ہیں یا کوئی اور''...... برگنڈی نے کہا۔

''میں ہوں سر۔ آپ حکم دیں۔ آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہو گی۔ ہمیں اعلیٰ حکام کی طرف سے آپ سے مکمل تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے''...... ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور شارٹ آئی لینڈ ٹو کا انچارج کون ہے''...... برگنڈی نے پوچھا۔

''رچرڈ جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اچھا سنو۔ تم بھی اپنے ساتھیوں سمیت ریڈ الرٹ ہو جاؤ۔ دشمن ایجنٹس یہاں تباہی پھیلانے کے لئے کارس بندرگاہ سے ایک موٹر بوٹ میں روانہ ہو چکے ہیں۔ وہ یقیناً اڑھائی تین گھنٹوں میں یہاں پہنچ جائیں گے۔ اسے چیک کرتے ہی سمندر میں تباہ کر دینا اور مجھے فوری اطلاع دینا''...... برگنڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو برگنڈی نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار اس کی بات شارٹ آئی لینڈ ٹو کے انچارج رچرڈ سے ہوئی اور اس نے رچرڈ کو

بھی وہی ہدایات دیں جو پہلے وہ ڈیوڈ کو دے چکا تھا۔

''یہ لوگ احمق نہیں ہیں باس کہ ویسے ہی منہ اٹھائے چلے آئیں گے''...... ڈوشے نے کہا۔

''انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ یہاں اس ٹائپ کے انتظامات ہیں''...... برگنڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نیول ہیڈکوارٹر سے یہ سب کچھ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے''...... ڈوشے نے کہا۔

''لیکن اگر معلوم ہو جائے تو پھر وہ اس کے خلاف کیا کر سکتے ہیں۔ آئی لینڈ سے ایک بحری میل پہلے ہی وہ ہلاک ہو جائیں گے''...... جاشی نے کہا۔

''اس کے باوجود عمران اور اس کے ساتھی یہاں آ رہے ہیں تو یقیناً کچھ سوچ کر اور خصوصی انتظامات کے ساتھ ہی آ رہے ہوں گے''...... ڈوشے نے کہا۔

''باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ یہاں اس بڑے جزیرے پر چیکنگ کا نظام قائم کریں کہ اگر کوئی واقعی یہاں پہنچ جائے تو اسے ختم کیا جا سکے''...... جاشی نے کہا تو برگنڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہاں پہلے ہی اس کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ جیسے ہی کوئی اجنبی اس جزیرے پر آئے گا اس پر عمارت کی چھت سے ریز فائر ہوں گی اور ان ریز کی وجہ سے ان کے جسموں سے توانائی غائب ہو جائے گی اور وہ حقیر کینچوے بن کر رہ جائیں گے۔ اس کے ساتھ

ساتھ وہ فوری بے ہوش بھی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے''...... برگنڈی نے جواب دیا اور ڈوشے اور جاشی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ بیٹھے باتیں کرتے اور شراب پیتے رہے کیونکہ اس کے علاوہ یہاں ان کے پاس اور کوئی کام ہی نہیں تھا۔

''باس۔ لیبارٹری کا کوئی باہر سے تو راستہ نہیں ہے''...... اچانک ڈوشے نے کہا تو برگنڈی بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ خیال تمہیں کیسے آ گیا''...... برگنڈی نے کہا۔

''اس کے ذہن میں ایسے کیڑے بہت رینگتے رہتے ہیں''۔ جاشی نے کہا تو برگنڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ بڑا اہم سوال ہے۔ تمہیں تو کسی بات کی سمجھ ہی نہیں ہے۔ خواہ مخواہ سپر ایجنٹ بنی پھر رہی ہو''...... ڈوشے نے منہ بناتے ہوئے کہا تو برگنڈی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''تمہاری بات واقعی اہم ہے۔ لیبارٹریوں میں اکثر خفیہ راستے ہوتے ہیں لیکن میں نے یہاں پہنچ کر سب سے پہلے یہی چیکنگ کی تھی۔ بس ایک ہی راستہ ہے جو اس عمارت سے گزرتا ہے''۔ برگنڈی نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں جزیرے کا راؤنڈ لگانا چاہئے''۔ اچانک جاشی نے کہا۔

''یہ خیال تمہیں کیوں آیا ہے''...... برگنڈی نے چونک کر

پوچھا۔

''اب اس کے ذہن میں کیڑے رینگنے شروع ہو گئے ہیں''۔ ڈوشے نے جاشی کی بات کا انتقام لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی میری چھٹی حس سائرن بجا رہی ہے''...... جاشی نے کہا۔

''دو تین گھنٹے تو گزر چکے ہیں۔ ہنری نے کال نہیں کی۔ اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ بوٹ پر گئے تھے وہ واپس نہیں آئے ورنہ وہ لازماً فون کرتا''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تک تو وہ جزیرے تک پہنچ گئے ہوں گے''...... ڈوشے نے کہا۔

''اگر پہنچ کر ہلاک ہو چکے ہوتے تو رچرڈ یا ڈیوڈ میں سے کوئی تو کال کرتا''...... برگنڈی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی برگنڈی کی بات کا جواب دیتا۔ پاس پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب ہی چونک پڑے۔ برگنڈی نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ برگنڈی بول رہا ہوں''...... برگنڈی نے تیزی لہجے میں کہا۔

''جیک بول رہا ہوں بگ آئی لینڈ سے''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو برگنڈی ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ جیک عمارت کے اندر اور باہر نصب تمام آلات کو کنٹرول کرنے والے ماہرین کے

گروپ کا انچارج تھا اور اس عمارت میں ان کا سیکشن علیحدہ تھا جسے آپریشنل سیکشن کہا جاتا تھا۔

”آپریشنل سیکشن سے بول رہے ہو یا کسی اور جگہ سے فون کر رہے ہو“...... برگنڈی نے کہا۔

”آپریشنل سیکشن سے ہی بول رہا ہوں۔ آپ کے لئے اہم خبر ہے۔ پانچ افراد بگ آئی لینڈ پر ایک بوٹ کے ذریعے پہنچے ہیں جس کا علم ہم میں سے کسی کو نہیں ہو سکا کیونکہ یہ لوگ عقبی طرف پہنچے تھے۔ پھر یہ لوگ عقبی طرف سے فرنٹ کی طرف آنے کے لئے جب سائیڈ سے نکل کر سامنے آئے تو یہ میکروگن کی زد میں آ گئے تو ان پر میکروگن آٹومیٹک طور پر فائر ہو گئی اور یہ ریز کی وجہ سے نیچے گرے اور پھر بے ہوش ہو گئے۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ انہیں ہلاک کرنا ہے یا کیا کرنا ہے“...... جیک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ دونوں شارٹ جزیروں کی چیکنگ سے بچ کر یہاں کوئی کیسے پہنچ سکتا ہے“۔ برگنڈی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو ڈوشے اور جاشی دونوں ہی اچھل پڑے۔

”میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ آپ آ کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں“...... جیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ ہمارے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ

گئے۔ ویری بیڈ“...... برگنڈی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میرے لئے کیا حکم ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں ان بے ہوش پڑے افراد کو ہلاک کر دوں“...... جیک نے اس بار قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ یہ لوگ اب ریز فائر کی وجہ سے کینچوؤں سے بھی بدتر ہو چکے ہیں اب یہ زمین پر رینگ بھی نہیں سکتے اور میں نے ان سے معلوم کرنا ہے کہ یہ لوگ یہاں تک صحیح سلامت کیسے پہنچ گئے۔ اس لئے تم انہیں سپیشل روم میں موجود کرسیوں پر ڈالوا دو۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ رہا ہوں“...... برگنڈی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برگنڈی نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا ہے باس“...... ڈوشے نے پوچھا کیونکہ برگنڈی نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز وہ نہ سن سکے تھے اور پھر برگنڈی نے جب پانچ افراد کے زندہ سلامت بگ آئی لینڈ پر پہنچنے کے بارے میں بتایا تو دونوں کے چہرے حیرت سے بگڑ گئے کیونکہ جیسے انتظامات وہاں موجود تھے ان انتظامات کی رو سے تو ایسا ہونا قطعی ناممکن تھا۔

”اب تو انہیں فوری ہلاک کر دینا چاہئے باس۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں“...... ڈوشے نے کہا۔

’’ہوتے رہیں لیکن اب ان کی حالت کینچوؤں سے بھی بدتر ہے۔ یہ اپنی مرضی سے اٹھ کر کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔ اب یہ پہلے بتائیں گے کہ یہ یہاں تک صحیح سلامت پہنچے کیسے۔ پھر یہ ہلاک ہوں گے‘‘...... برگنڈی نے کہا اور ڈوشے اور جاشی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو برگنڈی نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔ لیکن اس بار اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

’’جیک بول رہا ہوں باس‘‘...... دوسری طرف سے جیک کی آواز سنائی دی۔

’’برگنڈی بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے‘‘...... برگنڈی نے کہا۔

’’آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ ان پانچوں بے ہوش افراد کو سپیشل روم میں کرسیوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو انہیں رسیوں سے باندھ دیا جائے‘‘...... جیک نے کہا۔

’’اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تیز حرکت نہیں کر سکتے۔ یوں سمجھو کہ یہ اندر سے بندھے ہوئے ہیں۔ ہم آ رہے ہیں‘‘۔ برگنڈی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جاشی اور ڈوشے بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ برگنڈی نے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود مشین پسٹل اٹھا کر اسے جیب میں ڈالا اور پھر دراز بند کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈوشے اور جاشی اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس سپیشل روم میں پہنچ

گئے جہاں کرسیوں پر پانچ اجنبی بالکل اس حالت میں پڑے ہوئے تھے جیسے ان کی جسموں میں توانائی نام کی کوئی چیز موجود ہی نہ ہو۔ ان کے جسم ڈھلکے ہوئے تھے اور سر سائیڈوں میں جھکے ہوئے تھے۔ یہ پانچوں یورپی تھے۔ وہاں تین مسلح افراد بھی موجود تھے ان میں سے ایک جیک تھا جبکہ دو اس کے ساتھی تھے۔ جیک نے برگنڈی کو سلام کیا۔

’’یہاں سپیشل میک اپ واشر موجود ہے۔ میں ساتھ لے آیا تھا۔ اس کی مدد سے ان کے میک اپ واش کراؤ تاکہ اطمینان ہو جائے کہ یہی ہمارے دشمن ہیں‘‘...... برگنڈی نے جیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’یس باس‘‘...... جیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا جبکہ برگنڈی، ڈوشے اور جاشی تینوں سامنے موجود خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے پھر باری باری ان پانچوں کا میک اپ واش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن برگنڈی اور اس کے ساتھی اس وقت حیران رہ گئے جب جدید ترین سپیشل میک اپ واشر کے استعمال کے باوجود ان پانچوں میں سے کسی کا میک اپ بھی واش نہ ہوا۔

’’کیا مطلب ہوا اس کا۔ اگر یہ ایشیائی نہیں تو پھر کون ہیں‘‘۔ جاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ وہی لوگ ہیں جن کی اطلاع ہنری نے دی تھی اور وہ ان کا

تعاقب کرتے ہوئے بندرگاہ تک آیا تھا۔ اس نے میرے پوچھنے پر ان کے جو حلیئے بتائے تھے ان کے حلیئے وہی ہیں''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پھر ان کے میک اپ واش ہونے چاہئیں''...... ڈوشے نے کہا۔

''ہاں۔ یہی بات الجھن پیدا کر رہی ہے۔ ٹھیک ہے انہیں ہوش میں لانا پڑے گا''...... برگنڈی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا ضرورت ہے باس۔ گولیاں مار کر ختم کریں۔ جو بھی ہیں بہرحال ہیں تو دشمن جو اس حال میں یہاں آئے ہیں''...... جاشی نے کہا۔

''ان کے پاس سے اسلحہ ملا ہے''...... برگنڈی نے جیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ انتہائی طاقتور اور جدید اسلحہ۔ جس میں میزائل گنیں، طاقتور بم، مشین گنیں، مشین پسٹلز اور سائنسی آلات کو زیرو کرنے والی جدید مشینری بھی ہے''...... جیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر میک اپ واش ہونا چاہئے تاکہ ہمیں ان معروف ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے کا کریڈٹ مل سکے۔ ٹھیک ہے۔ جیک انہیں ہوش میں لے آؤ۔ اب یہ خود بتائیں گے کہ ان کے میک اپ کیسے واش ہو سکتے ہیں''...... برگنڈی نے جیک سے کہا۔

''یس باس''...... جیک نے کہا اور پھر جیب سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکال کر وہ بے ہوش افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس کا دہانہ پہلے ایک آدمی کی ناک سے لگایا۔ پھر دوسرے اور پھر اسی طرح پانچوں افراد کے ساتھ کارروائی کرنے کے بعد اس نے ڈھکن بند کیا اور بوتل واپس جیب میں ڈال کر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ بول سکیں گے یا نہیں''...... برگنڈی نے پوچھا۔

''یس باس۔ صرف گردن اور سر کو حرکت دے سکیں گے یا معمولی جسمانی حرکت اور بس''...... جیک نے جواب دیا اور برگنڈی نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کے ذہن پر چھائے ہوئے تاریک بادل یکلخت تیزی سے چھٹنے شروع ہو گئے اور ذہن میں روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ جب اس کا شعور پوری طرح جاگا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے اس کے ارادے کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور سوائے معمولی سی حرکت کے اس کا جسم اس طرح ساکت رہا جیسے مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہو۔ اس سے اس کے ذہن کو ایک اور جھٹکا لگا اور اسے اب ماحول کا ادراک ہونے لگا۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے ساتھی اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے جسموں میں موجود ہلکی سی تھرتھراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ بھی عمران کی طرح ہوش میں آنے کے پروسیس سے گزر رہے ہیں۔ یہ ایک ہال کمرہ تھا اور سامنے کرسیوں پر دو مرد اور ایک عورت بیٹھی ہوئی

تھی جبکہ کرسیوں کے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا اور کرسیوں کے پیچھے دو مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے لیکن ان کی مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ عمران کو یاد تھا کہ وہ بڑے جزیرے کے عقبی طرف پہنچے تھے اور پھر عمارت کی سائیڈ سے گزر کر فرنٹ کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک ان پر ریز فائر ہوئیں اور وہ اس طرح زمین پر گر گئے جیسے ان کے جسموں سے توانائی اچانک کسی نے نچوڑ لی ہے اور نیچے گرتے ہی ذہن بھی تاریک پڑ گئے تھے اور اب وہ اس حالت میں اس کمرے میں پڑے ہوئے تھے۔ گو انہیں نہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا اور نہ ہی کرسیوں سے باندھا گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ تیز حرکت کرنے سے مکمل طور پر معذور ہو چکے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے سب ساتھی باری باری ہوش میں آ چکے تھے۔

''تم میں سے عمران کون ہے''...... اچانک سامنے بیٹھے ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔

''عمران۔ کون عمران۔ یہ تو ایشیائی نام ہے جبکہ ہم یورپی ہیں''...... عمران نے جواب دیا اور اسے خود اپنی آواز سن کر حیرت ہوئی کہ اس حالت میں بھی وہ بول سکتا ہے۔

''تمہارے میک اپ واش نہیں ہوئے اس لئے تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے ورنہ بے ہوشی کے عالم میں تمہیں ہلاک کر دیا جاتا اور یہ بات تو طے ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہو۔ تم مجھے

یہ بتاؤ کہ تم بوٹ میں صحیح سلامت جزیرے تک کیسے پہنچ گئے تو تمہیں زندہ چھوڑنے کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے اپنا تعارف کراؤ۔ ویسے میرا نام مائیکل اور میرے ساتھیوں کے نام مارشل، جیسمن، ہنری اور رچرڈ ہیں''...... عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام برگنڈی ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں ڈوشے اور جاشی اور یہ جیک ہے جس نے تمہیں اس حال تک پہنچایا ہے۔ ہمارا تعلق کرانس کی ایجنسی بلیک سرکل سے ہے اور میں سپر ایجنٹس سیکشن کا انچارج ہوں''...... اس آدمی نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم نے ہمیں ایشیائی کیوں سمجھا۔ ہم تو خود ان ایشیائیوں کو ٹریس کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ ہمارا تعلق ہانگری کی ایک ایجنسی سے ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو برگنڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں طویل عرصہ تک ہانگری میں رہا ہوں۔ وہاں کی تمام ایجنسیوں کے ہیڈ اور ایجنٹس اب بھی میرے دوست ہیں۔ تم سچ سچ بتا دو کہ تم نے ایسا کون سا میک اپ کیا ہے کہ جدید ترین میک اپ واشر اسے واش نہیں کر سکا اور دوسری بات یہ کہ تم اور تمہاری بوٹ صحیح سلامت یہاں تک کیسے پہنچ گئی۔ میں

صرف دس تک گنوں گا۔ اس کے بعد تم پر فائر کھول دیا جائے گا''...... برگنڈی نے تیزی لہجے میں کہا۔

''تم ہمیں بے بس سمجھ کر دھمکی دے رہے ہو۔ کیا تمہارا زور بے بسوں پر چلتا ہے''...... اچانک عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے چوہان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اسے شوٹ کر دو۔ اس کی جرأت کیسے ہوئی مجھ پر شاؤٹ کرنے کی''...... برگنڈی نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میری بات سنو''...... عمران نے برگنڈی کے عقب میں کھڑے ایک آدمی کو تیزی سے کاندھے سے مشین گن اتارتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اور اس کے ساتھ اس وقت بے بسی کی حالت میں ہیں اور آسانی سے مار کھا جائیں گے جبکہ عمران وقت چاہتا تھا تاکہ اپنے ذہن کو بلینک کر کے اپنے اعصاب کو مخصوص انداز میں جھٹکے دے کر ان میں تحریک پیدا کر سکے لیکن اس کے لئے کافی سے زیادہ وقت چاہئے تھا۔

''نہیں۔ اسے گولی مار دو۔ اس نے ہمارے سامنے چیخنے کی جرأت کی ہے''...... برگنڈی نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے انداز میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا چوہان یکلخت کسی اڑتے ہوئے سانپ کی طرح فضا میں اچھلا

اور دوسرے لمحے کمرہ انسانی چیخوں اور دھماکوں سے گونج اٹھا۔ چوہان کا جسم فضا میں اڑتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے برگنڈی سے ٹکرایا اور برگنڈی، ڈوشے اور جاشی دونوں کو اکٹھا ساتھ لیتے ہوئے دائیں طرف جا گرا۔ تینوں پشت کے بل کرسیوں سمیت چیختے ہوئے دھماکوں سے نیچے گرے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے عقب میں کھڑے دونوں مسلح افراد بھی دھکے کھا کر پشت کے بل فرش پر گرے تھے البتہ سائیڈ پر کھڑا ہوا جیک اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ جبکہ چوہان الٹی قلابازی کھا کر نیچے گرنے والوں کے عقب میں جا کھڑا ہوا تھا۔ لیکن الٹی قلابازی کھاتے ہوئے اس نے اس آدمی کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی تھی جسے چوہان کو گولی مارنے کا حکم ملا تھا اور وہ گولی مارنے کے لئے مشین گن کاندھے سے اتار چکا تھا لیکن مشین گن لے کر وہ ابھی سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ برگنڈی کا جسم بھی یکلخت فضا میں اچھلا اور قلابازی کھا کر وہ سیدھا چوہان کی طرف آیا۔ اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے چوہان کے سینے پر پڑے اور چوہان اچھل کر عقبی دیوار کے جڑ میں ایک دھماکے سے جا گرا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن بھی اچھل کر دور جا گری جبکہ برگنڈی ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا اور اس نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کی جبکہ ڈوشے اور جاشی دونوں ہی اس دوران تیزی سے اٹھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ جبکہ سائیڈ پر کھڑا ہوا

جیک، چوہان کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والی مشین گن کی طرف جھپٹا کیونکہ یہ اس کے قریب جا گری تھی جبکہ چوہان نیچے گرتے ہی یکلخت اس طرح اچھلا جیسے بند سپرنگ خود بخود کھل کر اوپر کو اٹھتے ہیں لیکن اسی لمحے ڈوشے نے اس پر حملہ کر دیا۔ چوہان نے غوطہ کھاتے ہوئے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن ڈوشے کا جسم بھی حیرت انگیز طور پر اس کے ساتھ ہی مڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈوشے کا گھومتا ہوا ہاتھ چوہان کی پسلیوں پر پڑا لیکن دوسرے لمحے ڈوشے چیختا ہوا اچھل کر سامنے والی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرایا۔ چوہان نے ڈوشے کے بازو کو اس وقت جب وہ ضرب لگا رہا تھا۔ کلائی سے پکڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا جس کی وجہ سے ڈوشے جو ضرب لگانے کی وجہ سے ہوا میں اچھلا تھا اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے پوری قوت سے جا ٹکرایا لیکن اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی فائرنگ ہوئی لیکن چوہان کی بجائے جاشی اس کا نشانہ بنی۔ یہ فائرنگ برگنڈی کی طرف سے چوہان پر ہوئی تھی لیکن ڈوشے کے بعد جاشی چوہان پر حملہ کر چکی تھی اور وہ برگنڈی اور چوہان کے درمیان اس وقت آ گئی جب برگنڈی نے چوہان پر فائر کھولا تھا۔ جاشی چیخ کر جیسے ہی نیچے گری تو برگنڈی کا ہاتھ خود بخود نیچے ہو گیا کیونکہ یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جاشی اس طرح اس کی فائرنگ سے ہٹ ہو جائے گی۔ اس لئے وہ جاشی کے ہٹ ہونے کے بعد فائرنگ

جاری نہ رکھ سکا ورنہ چوہان آسانی سے ہٹ ہو سکتا تھا جبکہ اسی
لمحے جیک جو مشین گن اٹھا چکا تھا نے چوہان پر فائرنگ کر دی لیکن
چوہان اس بار بھی فائرنگ کی زد میں آنے سے اس لئے بال بال
بچ گیا کہ وہ کن انکھیوں سے جیک کو مشین گن اٹھا کر اپنی طرف
گھومتے دیکھ چکا تھا اس لئے جاشی کے ہٹ ہوتے ہی چوہان نے
یکلخت دوسری طرف غوطہ لگایا۔ گو جیک کی گن سے نکلنے والی گولیاں
اس سے صرف چند انچ دور سے گزر گئی تھیں لیکن اس سے پہلے کہ
جیک ہاتھ گھما کر چوہان کو نشانہ بناتا۔ چوہان نے برگنڈی پر حملہ کر
دیا اور دوسرے لمحے برگنڈی چیختا ہوا اچھل کر جیک پر جا گرا جو اب
مشین گن اٹھائے ان کی طرف گھوم رہا تھا چوہان نے حیرت انگیز
کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف برگنڈی کو اس انداز میں
ضرب لگائی کہ وہ خاصا بھاری بھرکم ہونے کے باوجود اچھل کر
سائیڈ پر موجود جیک سے جا ٹکرایا جبکہ اس کے ہاتھ میں موجود مشین
پسٹل بھی چوہان نے جھپٹ لیا تھا اور پھر کمرہ یکلخت فائرنگ کی تیز
آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اس بار چیخ دوسرے مسلح
آدمی کی تھی جو اس دوران اٹھ کر اپنے کاندھے سے مشین گن اتار
چکا تھا۔ پہلی گولی اس کے سینے میں اتر گئی تھی جبکہ دوسری گولی
برگنڈی اور تیسری گولی جیک اور آخری گولی دوسرے مسلح آدمی کو لگی
جو ایک بار پھر مشین گن اٹھانے کے لئے دوڑ پڑا تھا۔ گو سب کو
صرف ایک ایک گولی لگی تھی لیکن وہ سب اب بے حس و حرکت

پڑے ہوئے تھے۔ چوہان کا نشانہ اس قدر سچا تھا کہ اس افراتفری
کے عالم میں بھی اس کی گولیاں سیدھی اس کے دلوں میں اتر گئی
تھیں۔ سوائے برگنڈی کے جسے چوہان نے کولہے کے جوڑ میں گولی
ماری تھی تاکہ وہ زندہ بھی رہے اور اٹھ کر کھڑا بھی نہ ہو سکے۔ جبکہ
ڈوشے بے ہوش پڑا تھا اور جاشی برگنڈی کی گولیوں سے ہلاک ہو
چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی چوہان دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا
اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا چوہان کا اس طرح
حرکت میں آنا اور چھ انتہائی تربیت یافتہ افراد سے اس انداز میں
لڑنا اور کامیاب رہنا عمران کے لئے بھی حیرت کا موجب بن گیا
تھا۔

”عمران صاحب۔ یہ چوہان کیسے ٹھیک ہو گیا۔ ہمارے جسموں
میں تو معمولی سے حرکت ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”چوہان فور سٹارز کا ممبر ہے۔ اس لئے یہ تو تم ہی بتا سکتے ہو۔
تم فور سٹارز کے چیف ہو۔ ویسے مجھے خود بھی حیرت ہے لیکن جو
کچھ بھی ہوا اور جس طرح بھی ہوا ہے حیرت انگیز ہے۔ چوہان نے
آج اس انداز میں تربیت یافتہ افراد سے لڑ کر مجھے بھی حیرت زدہ
کر دیا ہے۔ میں نے تو سوچ لیا تھا کہ آج چوہان نہیں بچ سکتا
لیکن ہوا اس کے الٹ اور یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے“۔
عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے
کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور چوہان ایک

ہاتھ میں مشین پسٹل اور دوسرے ہاتھ میں میڈیکل باکس اٹھائے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے میڈیکل باکس لاکر عمران کے قریب رکھ دیا۔

"عمارت میں مزید چار افراد موجود تھے جو ایک مشینری روم میں کام کر رہے تھے۔ میں نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا ہے اور مشینری کو بھی تباہ کر دیا ہے۔ وہیں یہ میڈیکل باکس موجود تھا جو میں اٹھا لایا ہوں"...... چوہان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے برگنڈی کی بینڈ یج کرو۔ اس سے لیبارٹری کا راستہ معلوم کرنا ہے ورنہ ہمیں فارمولے سمیت پوری لیبارٹری اڑانا پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے اسے کولہے پر گولی ماری تھی"...... چوہان نے کہا اور میڈیکل باکس اٹھا کر وہ مڑنے لگا تھا کہ صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"تم ٹھیک کیسے ہو گئے اور ہم اب کیسے ٹھیک ہوں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"میں بتاتا ہوں"...... چوہان نے کہا اور جا کر اس نے میڈیکل باکس بے ہوش برگنڈی کے قریب رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے نشتر نکالا اور برگنڈی کے جسم میں موجود گولی باہر نکالنے میں مصروف ہو گیا۔ گولی نکال کر اس نے بینڈ یج کی اور پھر یکے

بعد دیگر دو انجکشن برگنڈی کو لگا کر وہ اٹھا اور واپس عمران اور اپنے ساتھیوں کی طرف آ گیا۔ اس نے عمران کا ہاتھ پکڑا اسے اپنے ہاتھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی ایک انگلی کا ناخن عمران کی انگلی کے ناخن اور گوشت ملنے والی جگہ پر رکھ کر اپنے ناخن کو دبایا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں انتہائی تیز درد کی لہر دوڑتی چلی گئی ہو۔ چوہان نے دوبارہ ایسا کیا تو اس بار درد کی تیز لہر نہ صرف پورے جسم میں دوڑ گئی بلکہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں لاکھوں وولٹیج الیکٹرک کرنٹ دوڑتا چلا گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ یہ سب کیا ہے"...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اپنے آپ کو اس طرح فٹ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

"یہ کیسے ہو گیا چوہان۔ تم نے تو مجھے حیران کر دیا ہے۔ میرے ذہن میں بھی آج تک یہ بات نہیں آئی تھی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ایک ریسرچ پیپر میں اس بارے میں پڑھا تھا کہ قدیم دور میں جب کوئی بے ہوش ہو جاتا تھا تو اس پر پانی ڈال کر اسے ہوش میں لایا جاتا تھا لیکن اگر پھر بھی وہ ہوش میں نہ آتا تو اس کی انگلی کے ناخن کی وہ جگہ جہاں ناخن اور گوشت ملتے ہیں وہاں گوشت پر دوسری انگلی کا ناخن رکھ کر اسے زور سے دبایا جائے

تو وہ آدمی فوراً ہوش میں آ جاتا ہے۔ ریسرچ میں بتایا گیا تھا کہ اب اس پر جو ریسرچ کی گئی ہے اس کے مطابق یہ جگہ اعصابی طور پر انتہائی حساس ہوتی ہے۔ یہاں سے پورے جسم کو اور خصوصاً حرام مغز کو زبردست تحریک ملتی ہے۔ پھر میں نے اس پر تجربات کئے اور تجربات کامیاب رہے۔ آج یہاں بھی میں نے اس کا تجربہ کیا تو حرام مغز میں پیدا ہونے والی پرقوت تحریک نے اعصاب پر چھایا ہوا جمود توڑ دیا اور میں فٹ ہو گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے''...... چوہان نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ آج تم نے کمال کر دیا چوہان۔ ویری گڈ۔ میں خود اب تجربہ کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور صدیقی کی طرف مڑ گیا اور پھر چند لمحوں بعد جب صدیقی بھی ٹھیک ہو کر کھڑا ہو گیا تو عمران کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی بچے کو اس کا پسندیدہ کھلونا اچانک دستیاب ہو گیا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد تمام ساتھی ٹھیک ہو گئے تو عمران کے کہنے پر برگنڈی اور ڈوشے کو کرسیوں پر ڈال دیا گیا۔

''انہیں ہوش میں لانے سے پہلے باندھنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''میں لے آتا ہوں رسی۔ میں نے ایک سٹور میں پڑی دیکھی ہے''...... چوہان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے پاس پڑے

ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... عمران نے برگنڈی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''باس۔ بندرگاہ سے ہنری بول رہا ہوں۔ وہ پانچ افراد جو میری فلاور بوٹ پر کھلے سمندر میں گئے تھے وہ واپس نہیں آئے۔ آپ کے حکم پر میں اب تک ان کی واپسی کا انتظار کرتا رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم واپس جا سکتے ہو۔ وہ آئی لینڈز نہیں آئے۔ وہ کہیں اور نکل گئے ہوں گے''...... عمران نے برگنڈی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے باس کہ میرا شک ان پر غلط تھا۔ وہ ہمارے مطلوبہ لوگ نہیں ہیں''...... ہنری نے قدرے مایوسی بھرے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے۔ اگر وہ دشمن ایجنٹ ہوتے تو اب تک آئی لینڈز پہنچ جاتے۔ بہرحال تم نے کام کیا ہے اور یہ اچھی بات ہے''...... عمران نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو باس۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے ہنری نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اس ہنری نے ہمارے بارے میں پہلے اطلاع دے دی تھی''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن برگنڈی نے اسے اس لئے ہمارے بارے میں نہیں بتایا کہ یہاں تک کسی بوٹ کا صحیح سلامت پہنچنا ان کی نظروں میں ناممکن تھا''...... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے چوہان رسی کا بنڈل اٹھائے واپس آ گیا اور پھر چوہان اور اس کے ساتھیوں نے برگنڈی اور ڈوشے دونوں کو رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا۔

''یہ یورپی ایجنٹس ہیں۔ اس لئے یورپی انداز کی گانٹھیں کھولنے میں ماہر ہوں گے تم افریقی گانٹھیں لگاؤ تاکہ یہ کھول نہ سکیں''...... عمران نے کہا اور چوہان اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب اس کا منہ اور ناک بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا۔

''وہی ناخن پر دباؤ والا کام نہ کریں''...... صدیقی نے کہا۔

''چلو تم بھی تجربہ کر لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے آگے بڑھ کر برگنڈی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر واقعی چند منٹ بعد برگنڈی ہوش میں آ گیا۔

''واقعی کمال کا تجربہ ہے۔ سادہ اور انتہائی مؤثر''...... صدیقی نے ڈوشے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ہاتھ کی ایک انگلی سے دوسری انگلی کے ناخن پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے جیسے چوہان نے کہا ہے''...... عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ۔ یہ آدمی ٹھیک کیسے ہو گیا۔ یہ سب کیسے ہو گیا''۔ برگنڈی نے ہوش میں آتے ہی کراہتے ہوئے کہا۔

''اسے چھوڑو۔ یہ تمہارے کام کی چیزیں نہیں ہیں تم بتاؤ کہ لیبارٹری کا راستہ کہاں ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم نہیں ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی ہے کہ تمہیں ہوش میں لے آیا۔ تم جیسوں کو تو بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دینا چاہئے تھا۔ تم تو واقعی جادوگر ہو جادوگر۔ لیکن میرا نام برگنڈی ہے۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا''...... برگنڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس ڈوشے کے ساتھ پاکیشیا سے فارمولا اڑا لے آئے تھے۔ اس لئے تم اور ڈوشے دونوں پاکیشیا کے مجرم ہو اور تمہاری سزا موت ہے۔ یہ سزا اس صورت ختم ہو سکتی ہے کہ تم مجھے لیبارٹری کا راستہ اور تفصیل بتا دو ورنہ یہ کام میں خود کر لوں گا اور تم مارے جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''بے شک گولی مار دو لیکن میں زبان نہیں کھولوں گا اور یہ بھی سن لو کو مجھ پر ہر قسم کا تشدد بے کار ہے۔ میں اور ڈوشے ہم دونوں نے خصوصی کورس کئے ہوئے ہیں''...... برگنڈی نے کہا۔

''تم کیا کہتے ہو ڈوشے''...... عمران نے ڈوشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’مجھے کچھ معلوم نہیں ہے‘‘...... ڈوشے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ ڈوشے کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا جبکہ برگنڈی کا چہرہ مزید سپاٹ ہوتا چلا گیا۔

’’تم نے دیکھا برگنڈی کہ موت کیسی ہوتی ہے‘‘...... عمران نے برگنڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’بے شک مجھے بھی گولی مار دو لیکن تم فارمولے تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس پوری عمارت کو تباہ کر ڈالو۔ پورے جزیرے کو بموں سے اڑا دو لیکن فارمولا تمہیں کبھی نہیں مل سکے گا‘‘...... برگنڈی نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’نعمانی اس کی زبان کھلواؤ‘‘...... عمران نے ایک سائیڈ پر کھڑے نعمانی سے کہا تو نعمانی بے اختیار چونک پڑا۔

’’میں‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’ہاں تم۔ مجھے صدیقی نے بتایا ہے کہ تم نے زبان کھلوانے کا کوئی نیا طریقہ سیکھا ہے۔ یہ اچھی بات ہے ورنہ اب وہ نتھنے کاٹنے والا طریقہ تو میری شناخت بن چکا ہے لیکن اس نے ذہن کو بلینک کرنے اور تشدد کو محسوس نہ کرنے کے کورس کئے ہوئے ہیں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’یہ تو بڑا آسان سا نسخہ ہے۔ یہ لاکھ ذہن بلینک کر لے اسے

بہرحال بتانا پڑے گا‘‘...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کیا نسخہ ہے۔ تفصیل سے بتاؤ تاکہ یہ بھی سن لے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ریوالور کی دو گولیاں اس کے دونوں نتھنوں میں ڈال دیں تو اس کے ذہن کو تازہ ہوا ملنا بند ہو جائے گی اور ذہن ان گولیوں کو نکالنے اور تازہ ہوا کا راستہ کھولنے کے لئے چھینکوں کا حربہ آزمائے گا لیکن گولیاں چھینکوں سے نہیں نکلیں گی تو چند لمحوں بعد ہی اس کا شعور تازہ ہوا نہ ملنے کی وجہ سے مردہ ہو جائے گا اور تحت الشعور، شعور کی جگہ لے لے گا تو گولیاں باہر نکال لیں۔ اس کی آنکھوں میں موجود چمک کی معدومی بتا دے گی کہ اب اس کا شعور مردہ ہو چکا ہے اور شعور کو واپس زندہ ہونے میں کافی دیر لگ جائے گی۔ اس دوران تحت الشعور سے جو پوچھنا ہے پوچھا جا سکتا ہے‘‘۔ نعمانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’ویری گڈ۔ واقعی شاندار سائنسی نسخہ ہے۔ اب تو مجھے بھی فورسٹارز میں باقاعدہ استاد کے سامنے بیس گز پگڑی اور مٹھائی کا ڈبہ رکھنا پڑے گا‘‘...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اس بار آپ کے ساتھ فورسٹارز گئے تھے۔ کیسا رہا تجربہ۔ کیونکہ زیادہ تر آپ کے ساتھ صفدر اور جولیا کی ٹیم ہی جاتی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فورسٹارز سے اتنا کچھ سیکھنے کو ملا ہے کہ مجھے ان سے کہنا پڑا کہ اب مجھے تمہارا شاگرد بننا پڑے گا اور بیس گز کی پگڑی اور مٹھائی کا ڈبہ پیش کر کے باقاعدہ شاگردی اختیار کرنا پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ مذاق کر رہے ہیں یا سنجیدہ ہیں۔ کیا ہوا ہے''۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

''اس بار جولیا ساتھ نہیں تھی۔ اس لئے تمہیں تفصیلی رپورٹ نہیں مل سکی ورنہ تم بھی بیس گز کی پگڑی اور مٹھائی کا ڈبہ اٹھائے اب تک فور سٹارز کی شاگردی کے لئے پہنچ چکے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ آخر ہوا کیا ہے۔ کچھ بتائیں تو سہی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس بار میری اور فورسٹارز کی جانیں چوہان کے ایک چھوٹے سے تجربے کی وجہ سے بچ گئی ہیں ورنہ اب تک تم ہمیں دفنا بھی چکے ہوتے''...... عمران نے کہا اور پھر اپنے اور ساتھیوں کے بے حس ہونے اور پھر چوہان کے اچانک ٹھیک ہو کر چھ تربیت یافتہ افراد سے اکیلے لڑنے کی تفصیل بتا دی تو بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات کے ساتھ ساتھ ایسے تاثرات بھی ابھر آئے جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''کیسے ٹھیک ہو گیا وہ خود بخود''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''خود بخود نہیں ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو ٹھیک کیا تھا''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے چوہان والا طریقہ بتا دیا۔

''میں نے خود بھی تجربہ کیا ہے۔ یہ واقعی سو فیصد درست طریقہ ہے۔ انتہائی آسان، انتہائی مؤثر اور ایک ہی ہاتھ کی دو انگلیوں کو

حرکت دے کر ایسا کیا جا سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”حیرت ہے۔ میں تو یہ بات سن ہی پہلی بار رہا ہوں“۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اور دوسرا طریقہ کسی کے شعور کو ختم کر کے تحت الشعور سے معلومات حاصل کرنے کا ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ نتھنے کاٹنے والا“...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ وہ تو میری شناخت بن چکا ہے۔ یہ اس سے بھی آسان طریقہ ہے اور اچھی بات تو یہ ہے کہ شعور دوبارہ صحت مند بھی ہو جاتا ہے جبکہ میرے والے طریقے میں اس آدمی کو لازماً ہلاک کرنا پڑتا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ ہی نئے نئے طریقے ڈھونڈ نکالتے ہیں لیکن فورسٹارز تو آپ کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ ایسا کون سا طریقہ ہو سکتا ہے“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے نعمانی کے بتائے ہوئے طریقے کی تفصیل بتا دی۔

”کیا یہ کامیاب ہوا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ جب ہم نے مشین پسٹل سے دو گولیاں نکال کر برگنڈی کے دونوں نتھنوں میں ڈال دیں تو اس نے اس قدر زور سے چھینکیں لینی شروع کر دیں کہ کمرہ گونج اٹھا لیکن دونوں گولیاں ویسے ہی رہیں باہر نہ آئیں۔ برگنڈی چیختا رہا۔ منتیں کرتا رہا لیکن

چند لمحوں بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں موجود شعور کی چمک مدھم پڑتے پڑتے بالکل ختم ہو گئی تو میں نے اس کے تحت الشعور سے معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں اور اس نے تفصیل سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ جب لیبارٹری کے راستے کے بارے میں تمام تفصیل میں نے معلوم کر لی تو میں نے اپنے تجربے کے لئے اس کے نتھنوں سے گولیاں نکال دیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک نہ صرف ابھر آئی بلکہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ہم اس کے تحت الشعور سے معلومات حاصل کر چکے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ نے اسے زندہ چھوڑ دیا ہے“...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”وہ اور ڈوشے چونکہ پاکیشیا سے فارمولا لے گئے تھے اس لئے انہیں معاف کیسے کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے دونوں کو ہلاک کر دیا گیا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے عمران نے دونوں کو ہلاک کر کے اچھا اقدام کیا ہے۔

”آپ نے فارمولا کارمن بھجوا دیا ہے یا نہیں“...... بلیک زیرو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”میں نے اسے سرداور کے حوالے کر دیا ہے۔ سرداور ہی اسے

واپس لانے کے سلسلے میں بے چین تھے البتہ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ میں نے کارمن سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ فارمولا اسے واپس کر دیا جائے گا چنانچہ سرداور نے وعدہ کیا ہے کہ ایک ہفتہ آرام سے فارمولا کی مکمل چیکنگ کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ تب میں اسے واپس بھجوا سکتا ہوں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں تو یہاں پاکیشیا میں ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہے جہاں اس طرح کے فارمولے پر کام کیا جا سکے البتہ کارمن سے معاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس سے بننے والے نظام کو ہمیں بھی سپلائی کریں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جونیئر مجھ سے وعدہ کر چکا ہے لیکن سرداور چاہتے ہیں کہ ہم خود اس پر کام کریں اور یہ اچھی بات ہے کہ دوسروں پر تکیہ کرنے کی بجائے خود اپنے آپ پر انحصار کیا جائے''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سیکرٹ سروس ہیڈکوارٹر کارمن''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ عمران چونکہ رابطہ نمبر اور نمبر جانتا تھا اس لئے اس نے ڈائریکٹ کال کر دی تھی۔ انکوائری سے پوچھنے کی اسے ضرورت پیش نہ آئی تھی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ چیف آف سیکرٹ سروس اگر مجھ سے بات کر لیں تو

وہ جونیئر سے سینئر بھی ہو سکتے ہیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا گیا کیونکہ فون سیکرٹری عمران کو اچھی طرح جانتی تھی۔

''ہیلو۔ جونیئر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کارمن سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر کی آواز سنائی دی۔

''جونیئر کیسے سینئر کے سامنے بول سکتا ہے۔ یہ تو آداب کے خلاف ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جونیئر بے اختیار ہنس پڑا۔

''مبارک ہو عمران صاحب۔ آپ کرانس سے فارمولا واپس لے آئے ہیں۔ مجھے رپورٹ مل چکی ہے''...... جونیئر نے کہا۔

''تفصیلی رپورٹ ملی ہے یا مختصر۔ اگر تفصیلی ملی ہے تو تمہیں پتہ لگ گیا ہوگا کہ کرانس کی بلیک سرکل ایجنسی نے فارمولا دبانے کی بڑی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں کامیابی ملی۔ اب یہ فارمولا سرداور کے پاس ہے۔ ایک ہفتے بعد تمہیں واپس مل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا بے حد شکریہ عمران صاحب۔ یہ آپ ہی تھے کہ فارمولا واپس آ گیا ہے ورنہ کرانس کیا ایکریمیا، روسیاہ اور اسرائیل سب کی نظریں اس فارمولے پر لگی تھیں''...... جونیئر نے کہا۔

''اس فارمولے سے جو کچھ تیار ہونا ہے اس کی کافرستان سے مقابلے کے لئے ہمیں بھی ضرورت تھی۔ اس لئے ہم نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا اپنے لئے جدوجہد کی ہے البتہ تمہیں اپنا وعدہ ضرور یاد ہو گا کہ کارمن اس فارمولے سے پاکیشیا کو بھی مستفید کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''بالکل یاد ہے اور اعلیٰ حکام نے اس کا باقاعدہ وعدہ بھی کیا ہے''...... جونیئر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں نے صرف اطلاع دینے کے لئے فون کیا تھا۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ایک چیف سے تو آپ سب کو ڈانٹتے رہتے ہیں جبکہ خود آپ نے تمام سیکرٹ سروس چیفس سے دوستی کر رکھی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صرف ایک چیف میرے قابو نہیں آتا۔ باقی تو میرے ساتھ تعاون کرتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کون سا چیف ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''میرا درزی چیف ٹیلرز۔ جو مجھ سے دوگنا چارجز کرتا ہے۔ لاکھ اسے اپنی مفلسی اور قلاشی کا رونا رو دو لیکن وہ سنتا ہی نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''ارے ہاں۔ مفلسی اور قلاشی سے یاد آیا۔ آج کل تو مہنگائی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب مفلسی اور قلاشی بھی دوگنا ہو گئی ہے اس

لئے چیک بھی ڈبل مالیت کا دینا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''چیک۔ کیسا چیک عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''ارے اس مشن کا۔ اور کیسا چیک''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''یہ تو کارمن مشن تھا۔ کارمن والے ہی چیک دیں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے ارے۔ یہ فارمولا کارمن ہے۔ مشن تو پاکیشیا کا تھا''۔ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

''جس کا فارمولا اسی کا مشن۔ یہ تو سیدھا سا فارمولا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اس طرح دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا جیسے اس کی تمام امیدیں دم توڑ گئی ہوں اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا

ختم شد

عمران سیریز میں دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

بلیک ہیڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سپر تھری * یہودیوں کی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو تمام تر اعلیٰ تربیت یافتہ ایجنٹوں پر مشتمل تھی۔

سپر تھری * جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کیلئے پورے ایکریمیا میں قدم قدم پر موت کے جال بچھا دیئے۔

بلیک ہیڈ * جس کے اصل موجد سائنس دان پاکیشیا میں ذہنی توازن کھو چکے تھے مگر؟

بلیک کلب * سیاہ فاموں کا ایک ایسا کلب جہاں ہر لمحے موت ناچتی تھی لیکن جولیا اور صالحہ وہاں پہنچ گئیں اور پھر بلیک کلب بھونچال کی زد میں آ گیا۔ کیسے؟

وہ لمحہ * جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس قدم قدم پر موت سے لڑتے ہوئے ٹارگٹ پر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ انہیں ڈاج دیا گیا ہے۔ ایسا ڈاج جس کا علم انہیں آخری لمحے تک نہ ہو سکا۔ کیا واقعی۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ * جب اصل مشن ایک بوڑھے سائنس دان نے اکیلے مکمل کر لیا اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی۔ کیوں اور کیسے؟

❖❖ انتہائی دلچسپ ایڈونچر۔ خوفناک جسمانی فائٹ۔ بے پناہ سسپنس ❖❖

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ٹارگٹ عمران

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

☙ عمران شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ پھر ——؟

☙ عمران کو بیماری کے دوران ہسپتال میں ہی ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ پھر؟

☙ وہ لمحہ جب یہودیوں کی انتہائی خطرناک تنظیم فارما نے اپنا سپر ایجنٹ پاکیشیا بھجوا دیا۔ ٹارگٹ عمران تھا۔

☙ وہ لمحہ جب تھامس، عمران کو ہلاک کر کے فتح کے شادیانے بجاتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر؟

☙ کیا واقعی عمران ہلاک ہو گیا۔ یا ——؟

☙ وہ لمحہ جب عمران کا شاگرد ٹائیگر، تھامس تک پہنچ گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان خوفناک فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

☙ وہ لمحہ جب فارما کے دو اور سپر ایجنٹس چارلی اور مچلی عمران کے سر پر پہنچ گئے۔

☙ وہ جان لیوا لمحات جب بیمار عمران اور فارما کے سپر ایجنٹوں کے درمیان ہسپتال کے تہہ خانے میں انتہائی خوفناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

☙ کیا بیمار عمران فائٹر سپر ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا ——؟

☙☙☙ تیز ایکشن اور جسمانی فائٹس سے بھرپور ایک دلچسپ اور یادگار ناول ☙☙☙

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز کارنامہ

گریٹ سرکل

مکمل ناول

ہاٹ گن ◆ ایک ایسی گن جس سے پہاڑوں میں بھی سوراخ کئے جا سکتے تھے۔
اور جسے تیار کر کے کافرستان ، پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔

گریٹ سرکل ◆ ایک ایسا سرکل جس میں داخل ہونا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔

گریٹ سرکل ◆ جہاں بلیک ٹائیگر نے ہاٹ گن کے موجد کو رکھا ہوا تھا۔

گریٹ سرکل ◆ جہاں ہاٹ گن کے لئے اسلحہ ساز فیکٹری تیار کی جا رہی تھی۔

وہ لمحہ ◆ جب کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر پر بھی کافرستانی سیکرٹ سروس کی فورس موت بن کر جھپٹ پڑی۔

گریٹ سرکل ◆ جس میں داخل ہونے کے لئے عمران نے ایک نیا انداز اور نیا روپ اختیار کیا۔ ایک حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین سچویشن۔

وہ لمحہ ◆ جب بلیک ٹائیگر جیسے طاقتور انسان نے اپنی جان بچانے کے لئے عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہاٹ گن اور اس کا فارمولا لا کر دے دیا۔

کیوں۔ کیا وہ اصلی گن اور اصلی فارمولا تھا۔ یا ——؟ (تحریر۔ ظہیر احمد)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کا پہلا مشترکہ گولڈن جوبلی نمبر

گولڈن کرسٹل

مکمل ناول

عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود جب دشمنوں کے روپ میں ایک دوسرے کے سامنے آئے تو؟

وہ لمحہ جب عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی گولڈن کرسٹل کے لئے دنیا کے خطرناک ترین صحرائے اعظم میں پہنچ گئے۔ اور پھر؟

گولڈن کرسٹل کیا تھا؟ جسے حاصل کرنے کے لئے عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے تھے۔

وہ لمحہ جب عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی ایک ساتھ موت کا شکار ہو گئے اور ان کے تمام ساتھی بھی موت کی آغوش میں جا سوئے۔ کیا واقعی؟

گولڈن جوبلی نمبر کے طور پر صفحہ قرطاس پر ابھرنے والا پہلا انتہائی تیز رفتار فل ایکشن، سسپنس اور مزاح سے بھرپور یادگار ناول۔

آج ہی سے 'گولڈن کرسٹل' حاصل کرنے کی تیاری کر لیں۔

بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(تحریر۔ ظہیر احمد)

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں سپر ایجنٹ صفدر پر لکھا جانے والا ایک ناقابل فراموش ایڈونچر

مکمل ناول

فاسٹ ایجنٹ

☆...... پاکیشیا کے مایہ ناز سائنس دان پروفیسر احسان فارانی ایک اہم فارمولے پر کام کر رہے تھے اور اس کی بھنک ایکریمیا اور روسیاہ کو پڑ گئی۔

☆...... روسیاہ کی ریڈ کراس ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا اڑانے پاکیشیا پہنچ گئی۔

☆...... ایکریمی ایجنسی بلیک سنیک کا سپر ایجنٹ جیف مارشل بھی پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا آیا لیکن پرنسز ڈاریا مشن مکمل کر کے واپس روسیاہ جا چکی تھی اور وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔

☆...... بلیک زیرو۔ جس نے عمران سے روسیاہ مشن پر جانے کی درخواست کی مگر عمران نے اس کی درخواست رد کر دی اور سپر ایجنٹ صفدر کو اکیلے مشن پر بھیج دیا۔

☆...... سپر ایجنٹ صفدر اور سپر ایجنٹ جیف مارشل کے درمیان فارمولے کے حصول کے لئے زبردست فائٹ۔ فارمولا کون حاصل کر سکا۔ صفدر یا جیف مارشل

(تحریر۔ خالد نور)

عمران سیریز میں قطعی انوکھا اور منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

ہارڈ ٹاسک

☆ جولیا ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا اور ایکریمیا کی سرکاری تنظیم گرین فورس کی ممبر بن گئی۔ کیا ایسا ممکن تھا ـــ؟

☆ جول کراس ـــ گرین فورس کا سپر ایجنٹ، جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا ـــ؟

☆ جول کراس ـــ جو پاکیشیا میں خاص مشن پر آیا اور جولیا بھی اس کے ساتھ بطور لیڈی ایجنٹ آئی تھی۔

☆ وہ لمحہ ـــ جب جول کراس نے دانش منزل میں گھس کر ایکسٹو پر ریز فائر کر دی۔ پھر کیا ہوا ـــ؟

☆ وہ لمحہ ـــ جب جولیا نے چوہان کو گولی مار دی۔ کیا چوہان ہلاک ہو گیا۔

☆ جولیا اور ایکسٹو کے درمیان خوفناک فائٹ۔ پھر کیا ہوا ـــ؟

☆ وہ لمحہ ـــ جب ایکسٹو نے جول کراس کے سامنے خود کو بے نقاب کر دیا۔ کیا واقعی ایکسٹو نے نقاب اتار دیا۔؟

(تحریر۔ خالد نور)